آخری پیغام

رہبر انقلاب اسلامی اور اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی

حضرت آیت اللہ العظمےٰ امام خمینی قدس سرہ الشریف

کا

الٰہی سیاسی وصیّت نامہ

ادارہ ترتیب و اشاعت آثار امام خمینی (قدس سرہ)

تہران - ایران

دنیا کے وہ اسلامی اور تبلیغاتی ادارے جوکہ اپنے ملک کے شہر اور علاقے میں امام خمینی (قدس سرہ) کے آثار و افکار کی تقسیم کے خواہاں ہیں وہ کتابوں، مذہبی رسالوں، تقریروں، پیغامات، عرفانی مکتوبات، خطوط، احکام و فتاویٰ، اشعار اور آڈیو نیز ویڈیو کیسٹ پر مشتمل پیغامات وغیرہ حاصل کرنے کے لیے اس پتے پر رابطہ برقرار کریں :-

ادارۂ ترتیب و اشاعت آثار امام خمینی (قدس سرہ)
شعبہ ترجمہ۔ پلاک ۳۵۔ یاسر ایونیو۔
جماران، تہران ، ایران

پوسٹ کوڈ نمبر ۱۹۷۷۶
ٹیلیکس نمبر امام۔ ۲۲۴۴۵۸
فیکس نمبر ۲۸۱۶۷۱
فون نمبر ۲۸۱۲۱۶
۲۸۱۲۱۳
۲۸۳۱۳۸

Price 850 Rls
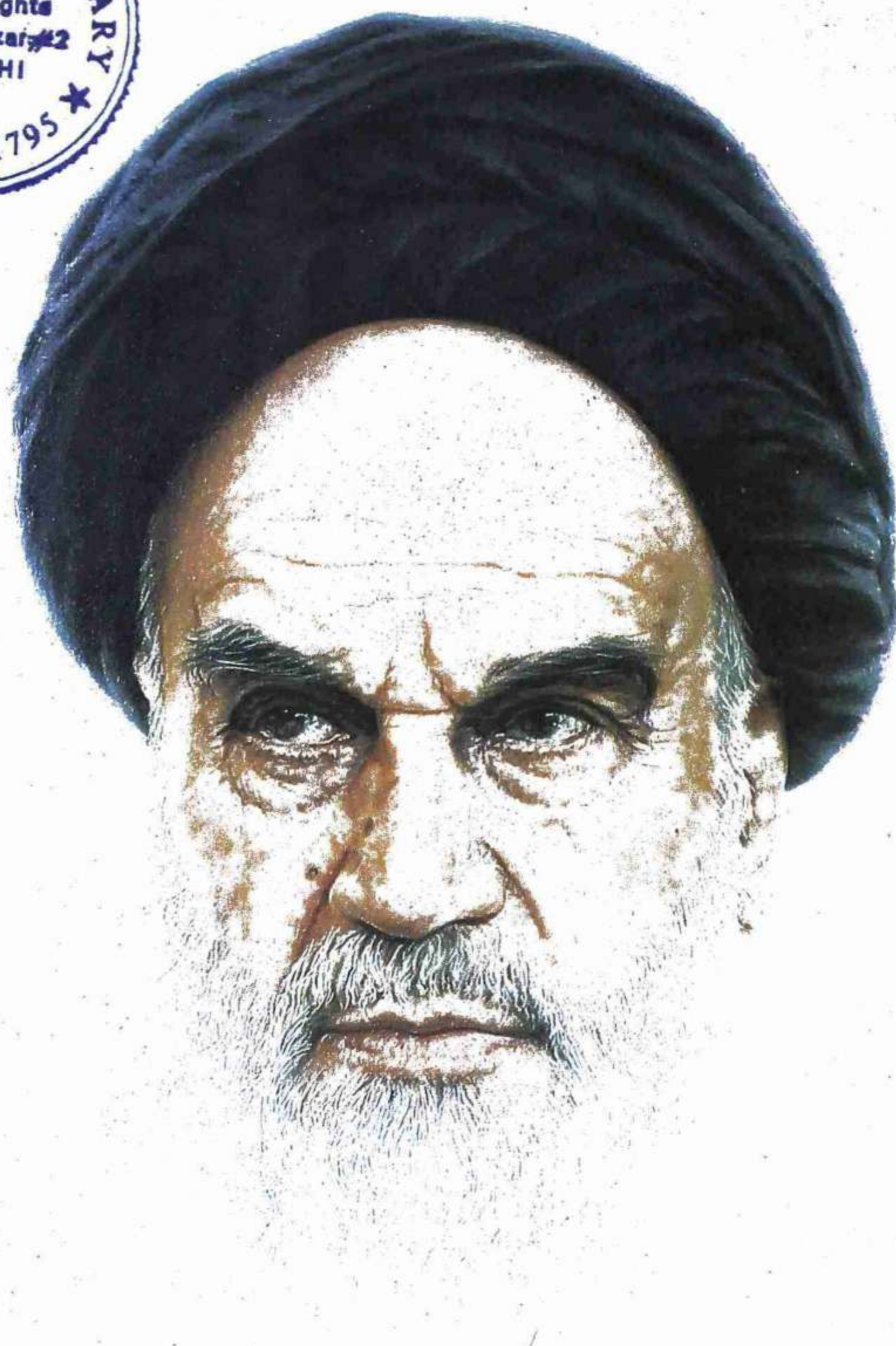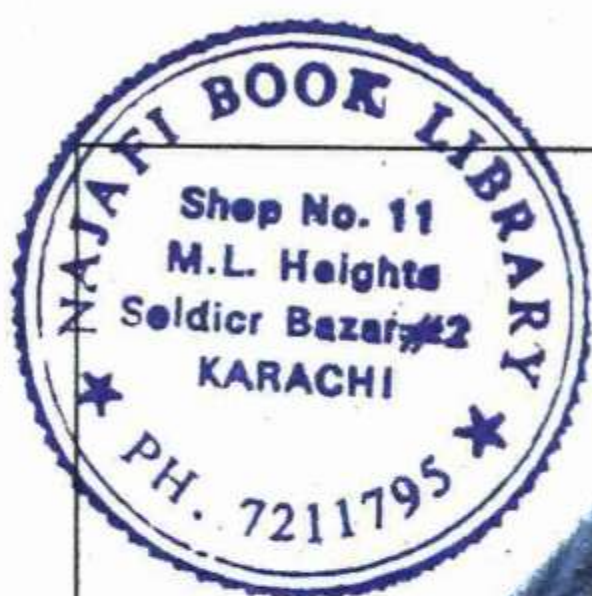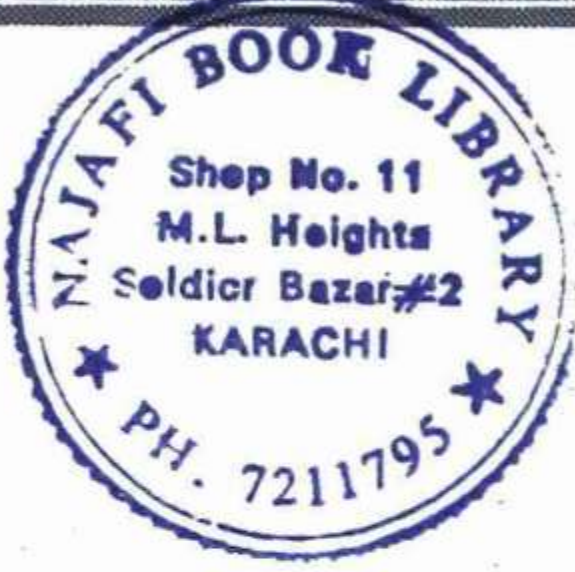
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آخری پیغام

رہبر انقلاب اسلامی اور اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی
حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی قدس سرہ الشریف

کا

الٰہی سیاسی وصیت نامہ

ادارہ ترتیب و اشاعت آثار امام خمینی (قدس سرہ)
تہران - ایران
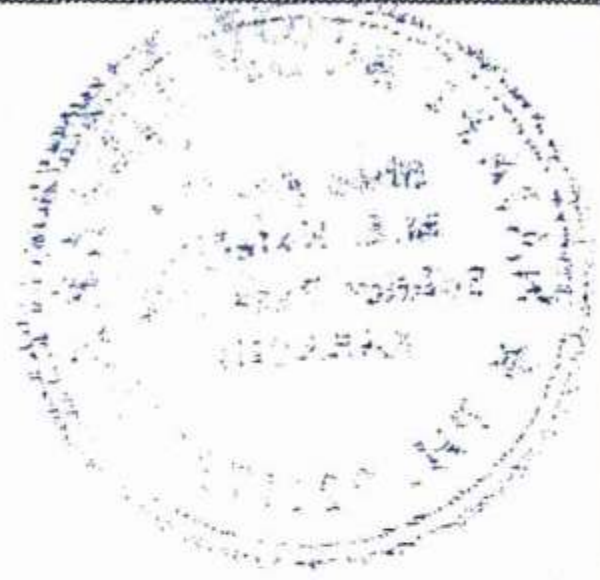
ناشر : ادارہ ترتیب واشاعت آثار امام خمینی (قدس سرہ)
شعبۂ ترجمہ۔

اشاعت اوّل: مئی ۱۹۹۱ء / ۱۴۱۱ھ ق / ۱۳۷۰ھ ش

تعداد : ۵۰۰۰ جلد

پتہ : پلاک ۳۵۔ یاسر ایونیو۔ جماران، تہران
جمہوری اسلامی ایران۔
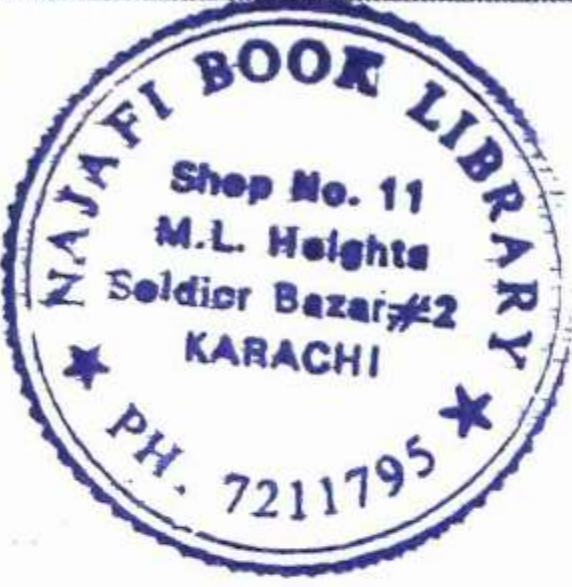
فہرست مطالب

صفحہ

"..... اور جس چیز کی یاد دہانی ضروری ہے،
یہ ہے کہ میری یہ سیاسی، الٰہی وصیّت صرف ایران ہی کی
عظیم الشان قوم سے متعلق نہیں ہے بلکہ دنیا کے سبھی
مظلوموں اور سبھی اسلامی قوموں کے لئے چاہے وہ کسی
بھی قوم و مذہب سے تعلق رکھتی ہوں، متعلق ہے ..."

(امام خمینیؒ کے وصیّت نامے کے پیش لفظ سے اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اسلامی انقلاب کے قائد عظیم الشّان اور اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی حضرت امام خمینی (قدس سرہٗ)، ہفتہ، ۱۳ خرداد ۱۳۶۸ ہجری شمسی (مطابق ۲۸ شوال ۱۴۰۹ ہجری قمری اور ۳ جون ۱۹۸۹ء) کی شب میں دنیا کو ترک کر کے ملکوت اعلیٰ سے جا ملے۔

امام خمینی قدس سرہٗ کی رحلت سے دنیا ایک ایسے حریّت پسند اور تاریخ ساز انقلابی شخصیّت اور اسلامی دنیا ایک ایسے بے نظیر قائد سے محروم ہوگئی جو اپنی فخر آمیز زندگی کے ذریعے مسلمانوں کی بیداری اور عظمت وحیاتِ اسلامی کے احیاء کا سبب بنے۔

ہمارے عزیز امام ایک اسلامی قائد کی حقیقی مثال اور کامل مصداق تھے۔ ان بزرگ شخصیّت کے تمام ارشادات اور پیغامات سبق آموز اور بیدار کرنے والے ہیں، لیکن ان کا الٰہی سیاسی وصیّت نامہ جس کو خود انہوں نے ملّتِ ایران اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے ایک گرانقدر معنوی میراث کے عنوان سے تحریر کیا ہے

اس لحاظ سے کہ وہ اہم اسلامی اور انقلابی اصولوں کا مجموعہ ہے ایک ممتاز اور بے نظیر دستاویز ہے۔

آئندہ صفحات میں ہم اس وصیّت نامے کا مکمل متن مطالعہ کریں گے اور اس ہستی کے، جو اپنی پُر برکت زندگی کے ۸۶ برسوں میں تقویٰ، تہذیبِ نفس، تقرّبِ پروردگار، حصولِ علم اور مستکبرین کی قید و بند سے مستضعف و محروم عوام کی آزادی کی راہ میں جدوجہد کرتی رہی اور مختصر یہ کہ خالص محمدیؐ اسلام کی آتشِ عشق میں پروانہ وار جلتی رہی، پیغام کو سنیں گے اور ان کی اعلیٰ رُوح سے عہد کریں گے کہ ہم اسلامی انقلاب کا اس نہج پر جس کے وہ قائد و پیشوا تھے، پائمردی، فداکاری اور ایثار کے ساتھ تحفّظ کریں گے اور انشاء اللہ اس راہ کو آگے بڑھائیں گے۔

ادارۂ ترتیب واشاعت آثار امام خمینی قدس سرہٗ

تہران، ایران

۱۳۶۹ھ ش / ۱۴۱۰ھ ق / ۱۹۹۰ء

امام خمینی قدّس سرہٗ الشریف

کے

وصیّت نامے کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے :

اِنّی تارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَینِ کِتابَ اللہِ وَعِترَتی اَهلَ بَیتی فَاِنَّهُما لَن یَّفتَرِقا حَتّیٰ یَرِدا عَلَیَّ الحَوضِ۔ (۱)

ترجمہ : میں تمہارے لئے دو گرانقدر چیزیں کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت ؑ چھوڑے جا رہا ہوں ، یہ کبھی بھی ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوں گے ، یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے ۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَ سُبحانَکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ مَظاهِرِ جَمالِکَ وَجَلالِکَ وَخَزائِنِ اَسرارِ کِتابِکَ الَّذی تَجَلّیٰ فِیهِ الاَحَدِیَّةُ بِجَمیعِ اَسمائِکَ حَتَّی المُستَأثَرِ مِنها الَّذی لا یَعلَمُهُ غَیرُکَ وَاللَّعنُ عَلیٰ ظالِمِیهِم اَصلِ الشَّجَرَةِ الخَبیثَةِ (۲)

ترجمہ : تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور تو پاک ہے ، اے پروردگار ،
درود بھیج حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ پر جو مظہر ہیں جمال و جلال کے
اور خزانے ہیں تیری اس کتاب کے اسرار کے جس میں احدیت جلوہ گر ہے
تیرے تمام اسماء کے ساتھ حتیٰ کہ اس خاص (اسم) کے ساتھ بھی جسے
تیرے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور لعنت ہو ان ظلم کرنے والوں
پر جو شجرۂ خبیثہ کی جڑ ہیں ۔

وامّا بعد :

مناسب سمجھتا ہوں کہ ثقلین[۳] (قرآن و اہلبیتؑ) کے بارے میں نہایت اختصار کے ساتھ کچھ عرض کروں لیکن ان کے غیبی معنوی اور عرفانی[۴] پہلوؤں پر روشنی ڈالنا مقصود نہیں ہے اس لئے کہ اس رخ سے مجھ جیسے کے لئے کم از کم قلم اٹھانا دشوار ہے اور ان کی شان میں جسارت بھی ہے کیونکہ ان کی تجلیاں عالم ملک[۵] سے ملکوت اعلیٰ[۶] اور وہاں سے بزم لاہوت[۷] تک گویا ساری کائنات کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہیں ۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کا سمجھنا ہم لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے ۔ اگر ناممکن نہ سہی تو کم از کم طاقتِ بشری سے بالاتر ضرور ہے اور نہ ہی ثقلِ اکبر[۸] اور ثقلِ کبیر[۹] سے بچھڑ جانے کے بعد انسانیت پر جو گزری ہے اس کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں (بلا شبہ) ثقلِ کبیر ، ثقلِ اکبر کے سوا ہر چیز سے عظیم تر ہے کیونکہ وہ تو اکبرِ مطلق ہے ۔ اس وقت میں ان مصائب کو بھی بیان کرنا نہیں چاہتا جو (ثقلین) قرآن و عترت پر دشمنانِ خدا اور مکّار و عیّار طاغوتیوں کی طرف سے ڈھائے گئے ہیں بلکہ میں اپنی مصروفیت اور معلومات میں کمی کے سبب ان سارے حوادث کو قلمبند بھی

نہیں کہہ سکتا صرف سرسری طور پر کچھ حوادث کا تذکرہ کر رہا ہوں[۱۰] شاید کہ یہ جملہ: "لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض" اس حقیقت کی طرف اشارہ ہو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وجود مقدس کے بعد ان میں سے ایک پر جو گزری ہے وہی دوسرے پر گزری ہے اور یہ دونوں کسمپرسی و بیکسی کے عالم میں حوض[۱۱] (کوثر) پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ جائیں گے اور کیا یہ حوض وحدت سے کثرت[۱۲] کے جا ملنے اور سمندر میں قطروں کے ضم ہونے کی جگہ ہے یا کوئی اور چیز جس تک انسانی عقل وعرفان کی رسائی نہیں؟ بلاشبہ مرسلِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ان دو امانتوں پر ستمگروں نے جو ستم ڈھائے ہیں، وہ صرف ان ہی دو پر نہیں بلکہ یہ مظالم ساری ملّت اسلامیہ پر ہوئے ہیں، کہ جن کے بیان کرنے سے قلم عاجز ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ حدیث ثقلین[۱۳] مسلمانوں میں حدیثِ متواتر کی حیثیت رکھتی ہے اور اہلسنّت[۱۴] کی صحاح ستّہ[۱۵] کے علاوہ ان کی دیگر کتابوں میں مختلف مقامات پر الفاظ میں تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اور یہ حدیث شریف تمام انسانوں خصوصاً مسلمانوں کے سارے فرقوں کے لئے حجّتِ قاطعہ ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو جن پر اس حدیث کے ذریعہ اتمامِ حجّت ہو چکی ہے، جواب دہی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ سادہ لوح عوام تو معذور سمجھے بھی جا سکتے ہیں لیکن ان کے مذاہب کے علماء کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ اب آیئے یہ دیکھیں کہ خدا کی کتاب پر جو الٰہی امانت اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ بھی کیا گزری ہے۔ حضرت علی[۱۶] علیہ السلام کی شہادت کے بعد سے ایسے افسوسناک مسائل شروع ہو گئے جن پر خون کے آنسو بہانا چاہئے۔ خود خواہوں اور طاغوتیوں نے قرآن کریم کو اپنی قرآن

دشمن حکومتوں کے لئے ایک وسیلہ بنالیا اور قرآن کے حقیقی مفسّرین اور اس کے حقائق سے باخبر ہستیوں کو جنہوں نے پورا قرآن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا تھا اور جن کے کانوں میں " انّی تارك فیکم الثقلین " کی آواز گونج رہی تھی انہیں اپنے سوچے سمجھے منصوبوں اور مختلف بہانوں سے پس پشت ڈال دیا اور اس طرح انہوں نے اس قرآن کو جو حقیقی معنوں میں انسانیت کے لئے حوض کوثر پر پہنچنے کا ذریعہ اور مادی وروحانی زندگی کے لئے عظیم دستور کی حیثیت رکھتا تھا اور ہے، عملی زندگی سے دور کر دیا اور اس طرح عادل ومنصف حکومت کی راہ بند کردی درانحالیکہ قرآن کا مقصد اصلی ہی حکومتِ الٰہیہ کی تشکیل کرنا تھا۔ ان لوگوں نے دینِ خدا اور کتاب وسنتِ الٰہی سے انحراف کی بنیاد رکھی، پھر بے راہ روی یہاں تک پہنچ گئی کہ قلم اس کے ذکر سے شرم محسوس کرتا ہے اور یہ ٹیڑھی بنیاد جوں جوں اوپر اٹھتی گئی، گمراہیوں اور انحرافات میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ قرآن کریم جو دنیا والوں کی رشد وہدایت اور تمام مسلمانوں بلکہ سارے کنبۂ انسانی کو ایک مرکز پر احدیّت کے مقامِ بلند سے کشفِ تام محمدیؐ (۱۷) پر نازل ہوا تھا تاکہ انسانوں کو اس مقام تک پہنچائے جہاں انہیں پہنچنا چاہیئے۔ علّم الاسماء کے اس مظہر (۱۸) (انسان) کو شیاطین اور طاغوتوں کے شر سے نجات دلائے، کائنات کو عدل وقسط سے معمور کرے اور حکومت کو معصومین (۱۹) اولیاء اللہ علیہم صلوات الاوّلین والآخرین کے حوالے کرے تاکہ وہ اس حکومت کو ایسے شخص کے سپرد کردیں جو انسانیت کے لئے مفید ہو۔ لیکن ان خود پرستوں اور طاغوتیوں نے اس قرآن کریم کو میدان سے یوں ہٹادیا جیسے ہدایت کے سلسلے میں اس کا کوئی کردار ہی نہ ہو اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ قرآن کریم ظالم حکومتوں اور طاغوتیوں سے بھی بدتر خبیث ملاؤں کے

ہاتھوں ظلم و فساد کی برقراری اور دشمنانِ خدا نیز ظالموں کی "بداعمالیوں" کی توجیہ کا ذریعہ بن گیا۔

مگر ہائے افسوس! کہ سازشی دشمنوں اور جاہل دوستوں کے ہاتھوں یہ تقدیر ساز کتاب صرف قبرستانوں اور مرنے والوں کے ایصالِ ثواب کی مجالس تک محدود ہو کر رہ گئی اور (ابھی تک یہی صورت حال) ہے۔ اگرچہ اس قرآن کریم کو تمام مسلمانوں اور سارے انسانوں کی یک جہتی کا ذریعہ، اور ان کی زندگی کا لائحہ عمل بننا چاہیئے تھا لیکن اس کے بجائے وہ تفرقہ و اختلاف کا باعث بن گیا یا مکمل طور پر عملی زندگی سے ہٹا دیا گیا۔ لہٰذا یہی وجہ تھی کہ اگر کسی نے اسلامی حکومت کی بات کی یا سیاست کا نام لیا تو گویا اس سے کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے، سیاسی ملّا کا لفظ بے دین ملّا کے مترادف ہو گیا تھا اور آج تک یہ صورت حال باقی ہے، جبکہ اسلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور قرآن وسنّت کے عظیم کردار اس سے چھلک رہے ہیں۔ حال ہی میں بڑی شیطانی طاقتوں کی آلہ کار اور اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ نام نہاد اسلامی حکومتوں نے مقاصدِ قرآن کو مٹانے اور بڑی طاقتوں کے شیطانی عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قرآن کو خوبصورت رسم الخط میں چھاپ کر اطراف واکناف (عالم) میں روانہ کیا ہے اور اس شیطانی حیلے سے قرآن کریم کو عملی زندگی سے نکال لینے کی کوشش کی ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ محمد رضا خان پہلوی (۲۰) نے قرآن شائع کرایا تھا تاکہ عوام پر اپنی گرفت مضبوط رکھے اور بعض مقاصدِ اسلامی سے بے خبر ملّا قرآن کی اس اشاعت پر اس کے مدّاح بھی تھے، یہی حال شاہ فہد (۲۱) کا بھی ہے اور وہ بھی ہر سال عوام کی بے پایاں دولت کا وافر حصہ قرآن کریم کی طباعت اور قرآن دشمن مذہب کے تبلیغی زرخریدوں کیلئے خرچ کرتا ہے اور سراپا بے بنیاد اور خرافاتی مسلک وہابیّت (۲۲) کی ترویج

کر کے بھولی بھالی قوم کو بڑی طاقتوں کی گود میں پہنچا رہا ہے، اور اسلام عزیز اور قرآن کریم کو مٹانے کے لئے خود اسلام اور قرآن کا سہارا لے رہا ہے۔ ہمیں اور ہماری قوم کو جو سرتاپا اسلام اور قرآن سے وابستہ ہے، فخر ہے کہ وہ ایک ایسے مذہب کی پیرو ہے جو یہ چاہتا ہے کہ ان حقائق قرآنی کو جو سراسر وحدتِ مسلمین بلکہ وحدتِ انسانیت سے معمور ہیں، مقبروں اور قبرستانوں سے نکال کر انسانیت کے عظیم ترین نجات دہندہ کی حیثیت سے عوام میں روشناس کروائے اور ملتِ اسلامیہ کو ان تمام بندشوں سے جو اس کے ہاتھ پاؤں اور قلب و عقل کو جکڑے ہوئے ہیں اور اسے فنا و نیستی اور سامراج کی غلامی کی طرف کھینچے لئے جارہی ہیں، رہائی دلائے۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسے مذہب کے پیرو ہیں جس کی بنیاد خدا کے حکم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی تھی اور امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام جیسے علمبردار حرّیت کو نوعِ بشر کو ہر طرح کی اسارتوں اور غلامیوں سے رہائی دلانے پر مقرر فرمایا۔

ہمیں فخر ہے کہ کتاب نہج البلاغہ(۲۳) قرآن کے بعد مادّی و رُوحانی زندگی کے لئے عظیم دستور، انسانیت کو آزادی عطا کرنے والی بلند ترین کتاب، جس کے رُوحانی احکام اور حکومتی منشور ہمارے لئے سب سے نمایاں راہِ نجات ہیں، ہمارے معصوم امامؑ کی ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السّلام سے لے کر انسانیت کے نجات دہندہ حضرت مہدی(۲۴) صاحب الزمان علیہم آلاف التحیّۃ والسّلام تک جو قادرِ

مطلق کی قدرت سے زندہ اور ہمارے امور کے شاہد و نگراں ہیں تمام ائمہ معصومین[۲۵] علیہم السلام ہمارے امام ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ معصومین علیہم السلام کی "مناجات شعبانیہ"[۲۶] حضرت حسین[۲۷] ابن علی علیہ السلام کی "دعائے عرفات"[۲۸] زبور آلِ محمدؐ[۲۹] صحیفہ سجّادیہ[۳۰] اور حضرت فاطمہ زہرا[۳۱] سلام اللہ علیہا پر خدا کی جانب سے الہام شدہ کتاب "صحیفۂ فاطمیہ"[۳۲] جیسے حیات بخش دعاؤں کے ذخیرے جسے "قرآن صاعد"[۳۳] کہتے ہیں، ہمارے ائمہ معصومینؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ تاریخ کی عظیم ترین شخصیّت باقر العلوم[۳۴] علیہ السلام جن کی عظمتوں کو خدا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے سوا کسی نے نہیں پہچانا اور نہ ہی ان کے سوا کوئی (ان کے مقام کو) سمجھ سکتا ہے، ہمارے امام ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارا مذہب جعفری[۳۵] ہے اور ہماری بحرِ بیکراں فقہ[۳۶] ہمارے مذہب کے آثار میں سے ہے۔ ہمیں تمام ائمہ معصومین علیہم صلوات اللہ سے وابستگی پر فخر ہے اور ہم نے ان سب کی پیروی کا عہد کر رکھا ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین صلوات اللہ وسلامہ علیہم نے دین اسلام کی سربلندی، قرآن کریم کے عملی نفاذ اور حکومت عدل وانصاف کی تشکیل کے لئے قید و بند اور جلاوطنی کی صعوبتیں جھیلیں اور آخر کار اپنے زمانے کی ظالم اور طاغوتی حکومتوں کے خاتمے کی کوششوں میں شہید ہو گئے۔

آج ہمیں یہ بھی فخر ہے کہ ہم قرآن وسنّت کے تقدیر ساز مقاصد واحکام کو نافذ کر

رہے ہیں اور اس راہِ خدا میں ہماری قوم کے مختلف طبقات کے ہر چھوٹے بڑے بھی جان و مال اور اپنے اعزاء و اقارب کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔

ہمیں یہ بھی فخر حاصل ہے کہ ایران کی عورتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی، جوان ہوں یا بوڑھی، سب کی سب ثقافتی، اقتصادی اور فوجی شعبوں میں مردوں کے شانہ بشانہ یا ان سے بہتر انداز میں اسلام اور قرآن کے مقاصد کی سربلندی و ترقی کے لئے سرگرمِ عمل ہیں، بلکہ جن میں جنگ کی توانائی ہے وہ فوجی تربیّت بھی لے رہی ہیں۔ یہ فوجی تربیّت اسلام اور اسلامی مملکت کے دفاع کی خاطر اہم واجبات میں سے ہے۔ ان خواتین نے بڑی دلیری اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے آپ کو ان مایوسیوں سے جو دشمنوں کی سازشوں اور اسلام و قرآن سے ناواقف دوستوں نے ان پر بلکہ اسلام اور مسلمانوں پر مسلّط کر رکھا تھا، نکال لیا ہے۔ نیز انہوں نے اپنے آپ کو ان خرافاتی بندشوں سے بھی جنہیں دشمنوں نے اپنے مفادات کے لئے نادانوں اور مسلمانوں کے مفادات سے بے خبر ملّاؤں کے ذریعے مسلّط کیا تھا، آزاد کرا لیا اور جو عورتیں جنگ میں شریک نہیں ہو سکتیں وہ محاذ کی پشت پر اتنے قابلِ قدر انداز سے مختلف خدمات انجام دے رہی ہیں کہ ان کی خدمات کو دیکھ کر عوام کے دل شدّتِ شوق اور فرطِ جذبات سے کھچنے لگتے ہیں۔ دشمنوں اور ان سے بدتر جاہلوں کے دلوں کو غیظ و غضب سے دہلا دیتے ہیں۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ معزز خواتین حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے انداز[۳۷] میں فریاد بلند کر رہی ہیں کہ ہم اپنے بیٹوں کو قربان کر چکے ہیں اور انہوں نے خداوند عالم اور اسلامِ عزیز کی راہ میں کسی چیز سے دریغ نہیں کیا ہے اور انہیں اس پر فخر بھی ہے کہ وہ جانتی ہیں کہ جو کچھ انہوں نے ان قربانیوں کے بدلے میں حاصل کیا ہے وہ بہشتِ بریں[۳۸]

سے بھی بالاتر ہے تو پھر دنیا کی ناچیز پونجی اس کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتی ہے ؟

ہمارے عوام بلکہ تمام مسلمانوں اور دنیا کے مستضعفین (کمزوروں) کو یہ فخر ہے کہ ان کے دشمن جو خدائے بزرگ و برتر، قرآن کریم اور اسلامِ عزیز کے دشمن ہیں وہ ایسے درندے ہیں جو اپنے ظالمانہ مقاصد کے لئے کسی بھی جرم و خیانت سے دریغ نہیں کرتے اور اقتدار تک پہنچنے نیز اپنے گھناؤنے مفادات کے حصول کے لئے دوست اور دشمن کا بھی لحاظ نہیں کرتے! امریکہ ان میں سرِفہرست ہے جو بذاتِ خود ایک ایسی دہشت گرد حکومت ہے جس نے پوری دنیا میں آگ لگا رکھی ہے اور عالمی صیہونزم اس کا ہم پیمان ہے جو اپنے حریصانہ مقاصد کے حصول کے لئے ایسے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے کہ جس کے تذکرے سے قلم کو حیا اور زبان کو شرم آتی ہے۔ عظیم اسرائیل کا احمقانہ خیال (۳۹) انہیں ہر جرم پر اکساتا رہتا ہے، مسلمان اقوام اور مستضعفینِ عالم کو یہ فخر ہے کہ ان کے دشمنوں میں اردن کا پھیری لگانے والا جرائم پیشہ شاہ حسین (۴۰) ہے اور شاہ حسن (۴۱) اور حسنی مبارک (۴۲) جیسے اسرائیل کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ظالم افراد ہیں جو امریکہ اور اسرائیل کی خدمت میں اپنی قوم کے ساتھ کسی قسم کی خیانت سے باز نہیں آتے ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارا دشمن صدام عفلقی (۴۳) ہے جسے دوست و دشمن اس کے جرائم اور انسانی و بین الاقوامی حقوق کی خلاف ورزی کی وجہ سے خوب پہچانتے ہیں۔ اور سب جانتے ہیں کہ عراق کی مظلوم قوم اور خلیجی ریاستوں کے ساتھ اس کی خیانت، ایرانی قوم کے ساتھ ہونے والی خیانت سے کم نہیں ہے۔

ہمیں اور دنیا کی (دوسری) مظلوم قوموں کو فخر ہے کہ عالمی ذرائع ابلاغ اور تشہیراتی

ادارے ہر جُرم و خیانت کے لئے ہمیں اور دنیا کے تمام مظلوموں کو موردِ الزام قرار دیتے ہیں جن کا حکم انہیں ظالم بڑی طاقتیں دیتی ہیں۔

ہمارے لئے اس سے بڑھ کر افتخار کی بات اور کیا ہوگی کہ امریکہ اپنے تمام تر دعوؤں اور ہر طرح کے جنگی ساز و سامان، اپنی تمام پٹھّو حکومتوں، پسماندہ رکھی گئی مظلوم اقوام کی بے حساب دولت کو جمع کر لینے اور تمام ذرائع ابلاغ پر تصرّف رکھنے کے باوجود ایران کی غیوّر قوم اور حضرت امام زمانہ ارواحنا لمقدمہ الفداء[44] کے ملک کے مقابلے میں اس قدر عاجز و رسوا ہو گیا ہے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کہاں پناہ لے، وہ جس کی طرف رخ کرتا ہے اسے نفی میں جواب ملتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد[45] کا کرشمہ ہے کہ اس نے مختلف قوموں خصوصًا اسلامی جمہوریّہ ایران کے عوام کو بیدار کیا اور ستم شاہی کے اندھیرے سے نورِ اسلام کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

اب میں تمام معزّز مظلوم قوموں اور ایران کی عزیز قوم سے وصیّت کرتا ہوں کہ خداوند عالم نے انہیں جو سیدھا راستہ نصیب فرمایا ہے جو نہ تو ملحد[46] و بے دین مشرق سے وابستہ ہے اور نہ ہی ظالم و کافر مغرب[47] سے، اس پر نہایت استحکام، ذمہ داری اور پائیداری کے ساتھ قائم رہیں اور شکرانۂ نعمت سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہیں تاکہ بڑی طاقتوں کے ایجنٹوں کے ناپاک ہاتھ، خواہ یہ ایجنٹ بیرونی ہوں یا ان سے بھی بدتر اندرونی، ان کی پاکیزہ نیّت اور آہنی ارادوں میں رخنہ نہ ڈال سکیں۔ یاد رکھیں کہ عالمی ذرائع ابلاغ اور مشرق و مغرب کی شیطانی و سامراجی طاقتیں جو کچھ الٹا سیدھا ہانک رہی ہیں یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ آپ الٰہی قدرت کے مالک ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر انہیں اس دنیا میں اور عالم آخرت میں بھی

سزا دے گا !

انّہٗ ولی النّعم و بیدہ ملکوت کل شیء

ترجمہ: بیشک وہی تمام نعمتوں کا مالک ہے اور سب کچھ اس کے دستِ قدرت میں ہے۔

میں نہایت سنجیدگی اور عاجزی کے ساتھ تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ائمہ اطہار علیہم السلام کی جو دنیائے انسانیت کے عظیم رہنما ہیں، سیاسی، سماجی، اقتصادی اور فوجی تعلیمات کو اچھے طریقے اور جان و دل سے اپنائے رہیں اور اس کی پیروی میں اگر عزیزوں کی قربانی کی ضرورت پڑ جائے تو دریغ نہ کریں۔

منجملہ یہ کہ مروّجہ فقہ (۴۸) سے جو انہیں کی رہنمائی کا جزو ہے چاہے احکام اولیہ ہوں یا احکام ثانویہ (۴۹) دونوں ہی فقہ اسلامی کے مکتب ہیں اور مکتبِ امامت (۵۰) و رسالت کے ترجمان اور یہی نسلوں کی عظمت و ترقی کے ضامن ہیں، مسلمانوں کو سرِ مُو منحرف نہیں ہونا چاہئے اور انہیں حق و مذہب کے دشمنوں کی وسوسہ اندازیوں پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔

یہ یاد رکھیں کہ ہمارا ایک بھی غلط قدم مذہب، احکامِ اسلامی اور حکومت عدل الٰہی کے زوال کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ نماز جمعہ (۵۱) و جماعت (۵۲) سے بھی جو نماز کے سیاسی پہلو کا مظہر ہیں، ہرگز غفلت نہ برتیں کیونکہ یہ نماز جمعہ اسلامی جمہوریہ ایران پر خدا کی عظیم ترین عنایتوں میں سے ایک ہے۔ عزاداری ائمہ اطہار (۵۳) خصوصاً سیّد الشہداء مظلوم کربلا حضرت ابی عبداللہ الحسینؑ کی مجالسِ عزاداری سے بھی کہ جن کی زرمیّہ داستان خلق کرنے والی روح پر اللہ تعالیٰ، انبیاءؑ، ملائکۃ اللہ (۵۴) اور صالحین (۵۵) کا درود ہو کبھی غفلت نہ برتیں۔

اور یہ یاد رکھیں کہ تاریخِ اسلام کی اس داستانِ شجاعت (واقعۂ کربلا) کی یاد منانے

کے سلسلے میں ائمہ علیہم السلام کے جتنے بھی احکام وارشادات ہیں یا اہلبیت پر (۵۶) ظلم وستم کرنے والوں کے سلسلے میں جتنی بھی لعنت ونفرینیں ہیں یہ سب کچھ ابتدائے تاریخ سے قیامت تک کے لئے ظلم وستم کے بانیوں کے خلاف عوام میں بہادرانہ و دلیرانہ نعرے ہیں، اور جان لیں کہ بنی امیہ (۵۷) لعنت اللہ علیہم کے ظلم وستم کی وجہ سے ان پر کیجانے والی نفرین اگرچہ وہ اس وقت واصلِ جہنّم ہو چکے ہیں اور ان کی نسل کا خاتمہ ہو چکا ہے' درحقیقت (وہ لعنت و نفرین) دنیا کے تمام ظالموں کے خلاف آواز اور اس ظلم شکن فریاد کی بقاء کا ایک وسیلہ ہے۔

اور یہ بھی ضروری ہے کہ ائمہ حق علیہم سلام اللہ کے نوحوں (۵۸)، مرثیوں اور مدحیہ اشعار میں پوری شدّت کے ساتھ ہر زمانے اور ہر جگہ کے ظالموں کے ظلم وستم اور ان کی بداعمالیوں کا ذکر کیا جائے اور دورِ حاضر میں امریکہ، رُوس اور ان کے حلیف ملکوں خصوصاً حرم عظیم الہٰی (۵۹) سے خیانت کرنے والے آل سعود (لعنت اللہ وملائکتہ ورسلہ علیہم) کے ان جرائم ومظالم کا مؤثر طور پر تذکرہ کیا جائے اور ان پر لعنت ونفرین کی جائے جن کے سبب عالم اسلام مظلومیت کا دور گزار رہا ہے۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہی سیاسی مراسم ہیں جو اتحاد مسلمین کا سبب اور مسلمانوں خصوصاً ائمہ اثنا عشر علیہم صلوات اللہ وسلّم کے شیعوں (۶۰) کی قومیّت کے نگہبان ہیں۔

اور جس نکتے کی یاد دہانی ضروری ہے یہ ہے کہ میری یہ سیاسی اور الٰہی وصیّت صرف ایران کی عظیم قوم کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ تمام اسلامی قوموں اور دنیا کے ہر مذہب و ملّت کے مظلوموں کے لئے ہے۔

میری خدائے بزرگ و برتر سے عاجزانہ دعا ہے کہ ایک لحظے کے لئے بھی ہمیں اور ہماری قوم کو اپنے حال پر نہ چھوڑے اور ان فرزندانِ اسلام اور عزیز مجاہدوں پر لمحہ بھر کے لئے بھی اپنی غیبی عنایات سے دریغ نہ فرمائے۔

روح اللہ الموسوی الخمینی

وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس عظیم الشان اسلامی انقلاب کی جو لاکھوں ذی قدر انسانوں، ہزاروں زندۂ جاوید شہیدوں اور زندہ شہید[۶۱] یعنی جانبازوں کی زحمتوں کا ثمرہ ہے اور دنیا کے کروڑوں مسلمانوں اور دنیا کے مستضعفین (کمزوروں) کی امیدوں کا مرکز ہے، اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اس کا حق ادا کرنا زبان و قلم کے دائرے سے باہر ہے۔

میں روح اللہ موسوی خمینی اپنی تمام تر خطاؤں کے باوجود خدائے بزرگ و برتر کے عظیم کرم سے مایوس نہیں ہوں اور مجھے توقع ہے کہ میرے پُرخطر راستے کا توشہ کریم مطلق کا کرم قرار پائے گا۔ میں ایک حقیر طالب علم[۶۲] کی حیثیت سے جو اپنے دوسرے برادران ایمانی[۶۳] کی طرح جو اس انقلاب اور اس کے نتائج کی ترقی و بقاء اور اس کی روز افزوں کامیابی کی امید رکھتے ہیں، موجودہ اور آنے والی قابل احترام نسلوں کے لئے بطور وصیّت کچھ باتیں عرض کر رہا ہوں اگرچہ اس وصیّت میں بہت سی باتیں تکراری ہیں، بخشنے والے خدا سے میری دعا ہے کہ وہ ان یاد دہانیوں کے رقم کرنے میں مجھے خلوص نیّت عطا فرمائے۔

۱۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ انقلابِ عظیم جس نے عظیم ایران کو عالمی لٹیروں اور ستمگروں کے چنگل سے نکال دیا ہے، خداوند عالم کی غیبی تائیدات ہی کا نتیجہ ہے۔

اگر اس میں خدائی طاقت کار فرما نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ پر مشتمل آبادی ایسے حالات میں جبکہ اسلام اور علماء کے خلاف پروپیگنڈے ہو رہے ہوں۔ خاص طور پر جبکہ حالیہ سو برسوں میں اسلام دشمنی اپنے اوج پر تھی، اُدھر قومیّت کے نام پر قوم مخالف اور اسلام دشمن محفلوں، جلسوں، تقریروں اور جریدوں میں قلمکاروں اور بکی ہوئی زبانوں کے ذریعے قوم میں تفرقہ اور پھوٹ ڈالنے کی بے حساب اور انتھک کوشش کی جا رہی تھی، نوجوان نسل کی بے راہ روی کے لئے وہ نوجوان کہ جنہیں اپنے عزیز وطن کی تعمیر و ترقی کے لئے سرگرم عمل ہونا تھا، انہیں صحیح راہ سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کے اشعار لکھے گئے، بذلہ گوئی کے مظاہرے کئے گئے، عیّاشی، فحّاشی، جوئے، شراب اور منشیات کے اڈّے قائم کئے گئے تاکہ یہ نوجوان فاسد شاہ، اس کے غیر مہذب باپ، دیگر حکومتوں اور بڑی طاقتوں کے سفارت خانوں کی طرف سے بنائی جانے والی دکھاوے کی قوم پر مسلّط کردہ پارلیمنٹوں کے خائنانہ اقدام سے لاتعلق رہیں اور سب سے بدتر یونیورسٹیوں، کالجوں اور تعلیمی مراکز کی (حالت تھی) کہ جہاں ملک کی تقدیر کا فیصلہ ہوا کرتا ہے اور ان یونیورسٹیوں میں قوم اور قوم پرستی کے نام پر ایسے مشرق و مغرب پرست اساتذہ اور معلّمین سے کام لیا جاتا تھا جو سو فیصد اسلام اور اسلامی تہذیب کے مخالف تھے بلکہ صحیح قومیّت سے بھی بے خبر تھے، البتہ ان کے درمیان کچھ فرض شناس اور ہمدرد افراد بھی تھے۔

اور ایسے حالات میں جبکہ علماء کو گوشہ نشین کر دیا گیا ہو اور تشہیرات کی طاقت کے

ذریعے ان میں سے کچھ کے اندر فکری انحراف پیدا کر دیئے جانے جیسے دسیوں دیگر مسائل کے ہوتے ہوئے یہ قوم یوں متحدہ طور پر انقلاب لا سکتی اور پورے ملک میں ایک جذبے کے ساتھ اور اللہ اکبر (۶۴) کے نعرے نیز حیرت انگیز اور معجزنما فداکاریوں کے ذریعے تمام اندرونی و بیرونی طاقتوں کو بے بس کر کے ملک کی قسمت کی باگ ڈور کو ہاتھ میں لینا ممکن نہ تھا۔ بنابریں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ایران کا اسلامی انقلاب، اپنے آغاز، جدوجہد کے طریقہ کار اور محرکات میں بھی دوسرے تمام انقلابات سے مختلف ہے۔ بلاشبہ یہ ایک تحفۂ الٰہی اور ہدیۂ غیبی ہے جو خدا کی طرف سے اس مظلوم اور لُٹی قوم کو عنایت ہوا ہے۔

۲۔ اسلام اور اسلامی حکومت مظہرِ خداوندی ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے فرزندانِ اسلام کو دنیا و آخرت کی اعلیٰ ترین سعادت حاصل ہو جائے گی اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ ظلم و ستم، لوٹ مار، بدعنوانیوں اور جارحیّتوں کا قلع قمع کر کے انسانوں کو کمال مطلوب تک پہنچا دے، یہ ایک ایسا مکتبِ توحید ہے جو دوسرے مکاتبِ فکر کے برعکس انسان کے انفرادی، اجتماعی، مادّی معنوی، ثقافتی، سیاسی، فوجی اور اقتصادی شعبوں میں دخیل ہے اور ان پر نظر رکھتا ہے اور اس نے انسان اور معاشرے کی تربیّت اور مادّی و معنوی ارتقاء کے سلسلے میں معمولی سے معمولی نکتے کو بھی نظر انداز نہیں کیا، اس نے فرد و جماعت کو ارتقاء میں حائل موانع و مشکلات سے آگاہ کیا ہے اور انہیں دور کرنے کا سلیقہ بتایا ہے۔

اب جبکہ خداوند عالم کی تائید و توفیق سے فرض شناس قوم کے توانا ہاتھوں کے ذریعے اسلامی جمہوریہ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے اور اس وقت اسلامی حکومت (۶۵) نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ اسلام اور اس کے ترقی یافتہ احکام ہیں۔ ایران کی عظیم الشان قوم کا فریضہ

ہے کہ ہر طرح سے اس کے احکام کے نفاذ اور اس کی حفاظت و نگہداشت میں کوشاں رہے کیونکہ اسلام کی حفاظت واجبات میں سر فہرست ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیائے عظام ؑ نے اس راہ میں مسلسل جدوجہد اور جانثاری و فداکاری کی ہے اور کوئی بھی رکاوٹ انہیں اس عظیم فریضے کی ادائیگی سے نہیں روک سکی۔ اس طرح ان کے بعد دیندار اصحاب اور ائمہ اسلام صلوات اللہ علیہم نے اس کی حفاظت میں سر و تن کی بازی لگائی ہے۔

آج بالخصوص ایرانی عوام اور بالعموم تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس امانتِ الٰہی کی جس کا ایران نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے اپنی توانائی کے بقدر حفاظت کریں اور اس کی بقاء کی فکر کریں اگرچہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کے عظیم فائدے بھی سامنے آچکے ہیں۔ عوام کا فریضہ ہے کہ اس کی راہ سے رکاوٹیں اور مشکلات دور کرنے کی کوشش کریں۔ امید ہے کہ اس کے نور کا پرتَو تمام اسلامی ممالک پر سایہ فگن ہوگا اور تمام حکومتیں اور اقوام اس حیات بخش نظام کو قبول کرتے ہوئے اس کے ذریعے دنیا کے مظلوموں اور ستم رسیدہ لوگوں کو جہان خوار بڑی طاقتوں کی بربریّت اور مجرمینِ تاریخ کے پنجۂ ظلم سے ہمیشہ کے لئے نجات دلائیں گی۔

میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا ہوں اور جو باتیں اس عطیۂ الٰہی کے تحفّظ و بقاء میں ضروری ہیں اور اس کو جو رکاوٹیں اور خطرات درپیش ہیں اسے فریضہ سمجھتے ہوئے اختصار سے موجودہ اور آئندہ نسلوں کیلئے بیان کر رہا ہوں، میں بارگاہِ رب العالمین میں سب کی توفیق و تائید کا طلبگار ہوں۔

۱ الف - بلاشبہ اسلامی انقلاب کی بقاء کا راز وہی ہے جو اس کی کامیابی کا راز ہے اور قوم کامیابی کے راز سے آگاہ ہے۔ اس الٰہی محرک اور اعلیٰ مقصد کا راز دو اہم چیزیں تھیں: اسلامی حکومت کی تمنّا اور اخلاصِ عمل اور اس کے ساتھ ساتھ عوام کا باہمی اتحاد و تعاون۔

(انہی دو باتوں کی) موجودہ اور آئندہ نسلوں سے وصیت کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلام اور خدا کی حکومت برقرار رہے، اور آپ کے ملک سے اندرونی اور بیرونی سامراجیوں اور عوام کا خون چوسنے والے حکمرانوں کا اثر و رسوخ ختم ہو جائے تو اس الٰہی محرک کو ہاتھ سے جانے نہ دیں جس کی خداوند عالم نے قرآن کریم میں تاکید کی ہے، یہی محرک (انقلاب کی) کامیابی اور اس کی بقاء کا راز ہے۔

یاد رکھیئے کہ مقصد کو بھول جانے سے ہی تفرقہ اور اختلاف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں پراپیگنڈہ مشینریاں اور ان کے مقامی طرفدار تفرقہ پردازی اور جھوٹی افواہیں پھیلانے میں اپنی پوری قوت اور اربوں ڈالر صرف کر رہے ہیں۔ مخالفین اسلامی جمہوریہ کی اس علاقے میں بار بار آمد بے مقصد نہیں ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے دشمنوں کے درمیان بعض اسلامی حکومتیں اور ان کے حکام بھی شریک ہیں، جو اپنے ذاتی مفاد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنی آنکھیں اور کان بند کر کے امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی نہیں، بعض نام نہاد علماء بھی ان میں شامل ہیں۔

حال و مستقبل میں ایرانی عوام اور دنیا کے مسلمانوں کو جو چیزیں درپیش ہیں اور ہمیشہ اس کی اہمیّت کو مدّنظر رکھنا چاہیئے وہ خانہ برانداز و (تباہ کن) تفرقہ انگیز افواہیں ہیں

جشن کو ناکام بنانا چاہئے۔

تمام مسلمانوں خاص کر ایرانیوں اور بالخصوص عصرِ حاضر کے لئے میری وصیت یہ ہے کہ ان سازشوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، ہر ممکن طریقے سے اپنا اتحاد و اتفاق برقرار رکھیں اور اپنے اتحاد سے کافروں نیز منافقوں(۶۶) کو مایوس کر دیں۔

ب۔ ان اہم سازشوں میں سے ایک جو حالیہ صدی کی گزشتہ چند دہائیوں میں اور بالخصوص انقلاب کی کامیابی کے بعد آشکارا طور پر نظر آرہی ہے، یہ ہے کہ ملّتِ اسلامیہ اور خاص طور پر ایران کی جانثار قوم کو عالمی پیمانے اور مختلف پہلوؤں سے اسلام سے مایوس کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، کبھی تو ناتجربہ کاری کی وجہ سے کھلّم کھلّا یہ کہا جاتا ہے کہ اسلامی احکام جو چودہ سو سال قبل بنائے گئے تھے اب وہ قابلِ قبول نہیں ہیں کہ عصرِ حاضر میں ان پر کاربند رہتے ہوئے کسی ملک کا نظام چلایا جاسکے۔

یا کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام ایک رجعت پسند دین ہے اور ہر جدّت اور تمدّن کے مظاہر کا مخالف ہے درانحالیکہ عصرِ حاضر میں ملکوں کو عالمی تمدّن اور اس کے مظاہر سے دور نہیں رکھا جاسکتا اور اس قسم کے احمقانہ پراپیگنڈے کر کے اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے اور کبھی موذیانہ اور شیطنت آمیز انداز کو اسلام کے تقدّس کے طرفدار کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام اور دوسرے خدائی ادیان کا سروکار معنویات اور تہذیبِ نفس سے ہے، مذہب دنیاوی ارتباط سے روکتا ہے، ترکِ دنیا کی دعوت دیتا ہے اور طاعت و بندگی اور ذکر(۶۷) و دعا(۶۸) کی ترغیب دیتا ہے۔ چونکہ یہی چیزیں انسان کو خداوند عالم سے نزدیک اور دنیا سے دور کرتی ہیں اور حکومت و سیاست اور سررشتہ داری سے دلچسپی اس عظیم معنوی مقصد و مقصود کے برخلاف

ہے کیونکہ یہ سب تعمیر دنیا کے لئے ہے اور انبیائے عظام کا یہ شیوہ نہیں رہا ہے۔

افسوس کہ اس قسم کے پراپیگنڈوں نے اسلام سے بے خبر بعض دینداروں اور علماء کو اتنا متاثر کیا کہ وہ حکومت وسیاست میں حصہ لینے کو ایک گناہ وفسق سے تعبیر کرتے تھے شاید بعض لوگ آج بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یہ ایک عظیم المیہ ہے جس میں اسلام مبتلا رہا ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام چودہ سو سال پرانا مذہب ہے یا تو وہ حکومت، قانون اور سیاست سے واقفیت نہیں رکھتے یا پھر مصلحت کے پیش نظر جان بوجھ کر خود کو انجان ظاہر کرتے ہیں کیونکہ عدل وانصاف کے معیار پر قوانین کا نفاذ، ظالم و بے رحم حکومت کا قلع قمع کرنا، فرد ومعاشرے کے درمیان عدل وانصاف کو رواج دینا، بدعنوانیوں، بدکاریوں اور مختلف غلط کاموں سے منع کرنا کیا اسلام کے دقیانوسی نظام ہونے کا پتہ دیتا ہے؟ عقل وعدل کے دائرے میں آزادی دلانا، استقلال اور خودکفیلی کی طرف بلانا، استعمار کی غلامی سے چھڑانا، استحصال سے بچانا اور ایک معاشرے کو تباہی وفساد سے نکالنے کے لئے عدل وانصاف کے معیار کے مطابق حدود[۶۹] و قصاص[۷۰] اور تعزیرات[۷۱] کا اجراء کرنا اور سیاست نیز عقل وانصاف کے اصولوں پر معاشرے کا چلانا اور ایسی ہی اور بھی سیکڑوں چیزیں کیا وقت کے گزرنے کے ساتھ تاریخ انسانی اور معاشرتی زندگی میں پرانی ہو جاتی ہیں؟

یہ دعویٰ ایسا ہے جیسے کہا جائے کہ عصر حاضر میں عقلی اور ریاضی اصولوں کو بدلنا چاہئے اور ان کی جگہ نئے قوانین رائج ہونے چاہئیں یا مثلاً کوئی یہ کہے کہ اگر ابتدائے آفرینش میں سماج کے درمیان انصاف کا نفاذ اور ستمگری ولوٹ کھسوٹ اور قتل کی روک تھام تھی تو اب نہ ہونی چاہئے چونکہ آج ایٹم کی صدی ہے اور وہ روش پرانی ہو چکی ہے!! اور یہ دعویٰ کہ اسلام ترقی پسندی

و ایجادات کا مخالف ہے ایک احمقانہ الزام ہے۔

اگرچہ معزول محمد رضا پہلوی بھی یہی کہتا تھا کہ یہ لوگ اس دور میں بھی خچروں پر سفر کرنا چاہتے ہیں، درانحالیکہ یہ ایک احمقانہ الزام سے بڑھ کر نہیں ہے کیونکہ اگر مظاہر تمدّن اور جدّتوں سے مراد وہ اختراعات، ایجادات اور ترقی یافتہ صنعتیں ہیں جو انسانی ترقی و تمدن میں دخل رکھتی ہیں تو اسلام اور کسی بھی آسمانی مذہب نے کبھی اس کی مخالفت نہیں کی ہے اور نہ آئندہ کبھی کرے گا بلکہ اسلام اور قرآن کریم نے تو علم و صنعت پر زور دیا ہے لیکن اگر جدید تہذیب و تمدن سے مراد تمام ممنوعہ چیزوں اور بدکاریوں حتیٰ کہ ہم جنس بازی وغیرہ کی آزادی و استعمال ہے جیسا کہ بعض پیشہ ور اور روشن خیال کہتے ہیں تو اس کے تمام آسمانی مذاہب، دانشور اور عاقل افراد مخالف ہیں، اگرچہ مشرق و مغرب پرست افراد اندھی تقلید کرتے ہوئے اس کی ترویج کرتے ہیں۔

اب رہا دوسرا گروہ جو اپنی مکّاری و عیّاری کی بناء پر اسلام کو حکومت اور سیاست سے جدا سمجھتا ہے تو ان نادانوں سے کہنا چاہیئے کہ قرآن کریم اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میں حکومت و سیاست کے بارے میں جتنے احکام پائے جاتے ہیں اتنے دوسری چیزوں کے لئے نہیں ملتے بلکہ اسلام کے بہت سے عبادی احکامات، عبادی اور سیاسی ہیں اور ان سے غفلت ہی ان مصیبتوں کا سبب بنی ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے دنیا کی دیگر حکومتوں کی مانند حکومت تشکیل دی لیکن ان کا مقصد انصاف کو فروغ دینا تھا۔ اسلام کے ابتدائی خلفاء بھی وسیع حکومتیں رکھتے تھے اور حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی حکومت جس میں یہ جذبہ زیادہ وسیع اور جامع انداز میں نمایاں تھا، یہ باتیں تاریخ کے نمایاں حقائق میں ہیں اور اس کے بعد بھی

حکومت بتدریج اسلام ہی کے نام سے منسوب رہی اور اس وقت بھی بہت سے اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اسلامی حکومت کے دعوے دار ہیں۔

میں اس وصیت نامے میں صرف اشارہ کر کے آگے بڑھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ مصنّفین، ماہرین عمرانیات اور مؤرخین مسلمانوں کو اس غلطی سے نکال لیں گے اور اس طرح کی افواہیں پھیلانا کہ انبیاء علیہم السّلام کا ارتباط معنویات سے تھا اور انہوں نے حکومت اور علائق دنیوی کو ٹھکرا دیا ہے، چونکہ انبیاء و اولیاء نیز بزرگ ہستیاں اس سے پرہیز کرتی تھیں اور ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے، تو یہ نہایت افسوس ناک غلطی ہے۔ ایسی فکروں کا مقصد امّتِ اسلامیہ کو تباہ کرنا اور خونخوار سامراجیوں کے لئے راستہ کھولنا ہے۔ اسلام نے حکومت سے نہیں روکا ہے بلکہ ایسے نظام کو ٹھکرایا ہے جس کی بنیادیں ظلم پر رکھی گئی ہوں اور جس کا مقصد ہوسِ اقتدار کی تسکین ہو، اس حکومت کو ناپسند کیا ہے جس کا مطمح نظر مال و دولت کا اکٹھا کرنا، اقتدار پرستی اور طاغوت پرستی ہے اور سرانجام اس دنیا میں غرق ہو جانا ہے جو انسان کو حق تعالیٰ سے غافل کر دے لیکن اگر کسی حکومت کا مقصد مستضعفین کے حقوق کی بحالی، ظلم و جور کی روک تھام اور سماجی انصاف کو رواج دینا ہو تو وہ حکومتِ حق ہے۔ اسی کے لئے سلیمان بن داؤد (۲۲) علیہ السلام اور اسلام کے عظیم الشان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے عظیم اوصیاءؑ کوشش کرتے تھے۔ یہ اہم واجبات میں سے ہے اور ایسی حکومت کو برقرار کرنا اعلیٰ ترین عبادت ہے، چنانچہ جس طرح کی صحیح سیاست ان حکومتوں میں پائی جاتی تھی وہ ضروری و لازم ہے۔ ایران کی بیدار اور ہوشیار قوم کو چاہئے کہ وہ اسلامی بصیرت کے ساتھ ان سازشوں کو ناکام بنائے اور فریضہ شناس مقررین اور مصنّفین قوم کی مدد کریں اور سازش کرنے والے شیطانوں کے ہاتھ قلم کر ڈالیں۔

ج :- اور اسی قسم کی سازشوں میں سے شاید اس سے زیادہ موذیانہ وہ افواہیں ہیں جو ملک اور شہروں میں وسیع پیمانے پر پھیلائی جا رہی ہیں کہ اسلامی جمہوریہ نے بھی عوام کے لئے کچھ نہیں کیا، بیچارے عوام، جنہوں نے طاغوت کی ظالمانہ حکومت سے نجات پانے کے لئے اتنے ذوق و شوق سے فداکاری کا مظاہرہ کیا تھا وہ اس سے بدتر حکومت کے تسلط میں آگئے ہیں۔ مستکبرین، زیادہ مستکبر اور مستضعفین زیادہ مستضعف ہو گئے ہیں۔ قید خانے ان نوجوانوں سے بھرے ہوئے ہیں جو ملک کا مستقبل ہیں، سزائیں سابقہ حکومت سے بھی بدتر اور غیر انسانی ہیں۔ اسلام کے نام پر ہر روز کچھ کو موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے۔ اے کاش! انہوں نے اس جمہوریہ کو اسلام کے نام سے منسوب نہ کیا ہوتا۔ یہ دور رضا خان (۲۳) اور اس کے بیٹے کے دورِ حکومت سے زیادہ بدتر ہے، لوگ مشکلات، مصائب اور ہوشربا گرانی میں غوطے کھا رہے ہیں اور صاحبانِ اقتدار اس حکومت کو کمیونسٹ حکومت کی طرف لے جا رہے ہیں، لوگوں کا مال ضبط کیا جا رہا ہے اور ہر معاملے میں قوم کی آزادی کو اس سے سلب کیا جا چکا ہے۔ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں، جن کے پسِ پردہ کوئی گہری سازش کارفرما ہے، اس بات کی دلیل کہ یہ باتیں باقاعدہ کسی سازش اور منصوبے کے تحت ہیں، یہ ہے کہ وقفے وقفے سے ہر طرف اور ہر گلی و کوچے میں کوئی نہ کوئی نئی بات مشہور ہو جاتی ہے، ٹیکسیوں میں وہی بات، بسوں میں بھی وہی بات اور باہمی اجتماع میں بھی وہی بات، اور جب یہ بات کچھ پرانی ہو جاتی ہے تو کوئی نئی بات پھیلا دی جاتی ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ بعض علماء بھی جو شیطانی حیلوں اور ہتھکنڈوں سے بے خبر ہیں۔ ایک دو سازشی ایجنٹوں کے کہنے سے خیال کر لیتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے۔ درحقیقت جو لوگ ان باتوں کو سنتے ہی مان لیتے ہیں وہ دنیا کے حالات، عالمی انقلابات اور انقلاب کے بعد

درپیش ہونے والے حتمی واقعات و مشکلات سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں اور نہ یہ حضرات انقلاب کے بعد ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہ ہیں۔ جو درحقیقت اسلام کے مفاد میں ہے حقائق سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ آنکھ بند کر کے یہ باتیں سنتے ہیں اور نتیجہ میں دانستہ یا نادانستہ انہیں لوگوں سے جا ملے ہیں۔

میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا کی موجودہ صورتِ حال کا مطالعہ اور تمام انقلابات سے ایران کے اسلامی انقلاب کا موازنہ کرنے اور جو ممالک اور اقوام، حالتِ انقلاب میں ہیں، ان کی حالت اور انقلاب کے بعد ان پر جو گزری ہے اس سے واقفیت نیز طاغوت کے مارے اس ملک کی ان مشکلات پر توجہ سے پہلے، جو رضا خان اور اس سے بھی بدتر محمد رضا نے اپنی لوٹ کھسوٹ کے ذریعے اس حکومت کے لئے وراثت میں چھوڑی ہیں اور طاغوت کے زمانے میں خانماں برباد عظیم وابستگیوں سے لے کر وزارت خانوں، دفاتر، اقتصادیات اور فوج کے حالات عیاشی کے اڈوں، نشہ آور اشیاء کی دکانوں، تمام شعبہ ہائے زندگی میں بے راہ روی پیدا کئے جانے، تعلیم و تربیت، ہائر سیکنڈری اسکولوں، یونیورسٹیوں، سینما گھروں اور عشرتکدوں کے حالات، نوجوانوں اور عورتوں کی حالت، علماء متدیّن حضرات، پابندِ عہد حریت پسندوں، ستم رسیدہ پاکدامن خواتین اور مساجد کے حالات جاننے، سزائے موت اور عمر قید کی سزا پانے والوں کی فائلوں کا جائزہ، جیلوں کے حالات اور ذمہ داروں کی کارکردگی کا جائزہ لینے، سرمایہ داروں، غاصب بڑے زمینداروں، ذخیرہ اندوزوں اور گرانفروشوں کے بارے میں تحقیق کرنے، عدلیہ اور انقلابی عدالتوں کا جائزہ لینے اور عدلیہ نیز ججوں کے ماضی کے حالات سے ان کا موازنہ کرنے، مجلس شورائے اسلامی کے ممبران، حکومت کے اراکین، اس دور کے گورنروں اور ان تمام

ذمہ داروں کے حالات جاننے اور گزشتہ زمانے سے ان کا موازنہ کرنے، تمام سہولتوں حتیٰ کہ پینے کے پانی اور اسپتالوں سے محروم دیہاتوں میں حکومت اور تعمیری جہاد کمیٹی (۴۴) کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور مسلّط کردہ جنگ کی مشکلات اور اس کے نتائج مثلاً لاکھوں مہاجرین، جنگ میں نقصان اٹھانے والوں اور شہیدوں کے اہلِ خاندان اور لاکھوں افغانی و عراقی مہاجرین (۴۵) اقتصادی ناکہ بندی اور امریکہ نیز اس کے داخلی اور بیرونی پِٹھوؤں کی مسلسل سازشوں، مزید برآں، بحدِ ضرورت مسائل سے آگاہ مبلّغ اور قاضی شرع (۴۶) کے فقدان، مخالفینِ اسلام اور منحرفین حتیٰ نادان دوستوں کی طرف سے پیدا کئے جانے والے ہَرج و مَرج کو نظر میں رکھتے ہوئے، اس کا موازنہ کرنے سے پہلے اور مسائل سے واقفیت سے قبل، اعتراض کرنے، سخت تنقید کرنے اور فحاشی کے لئے نہ اٹھیں اور اس مظلوم اسلام کے حال پر جو بدمعاشوں اور جاہل لوگوں کے سیکڑوں سال کے ظلم و ستم کے بعد، آج ایک نوزائیدہ بچے کی شکل میں ابھی ابھی اپنے پیروں پر کھڑا ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے محاصرے میں ہے، رحم کریں۔ آپ معترضین سوچیں کہ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ سرکوبی کے بجائے اصلاح اور مدد کی کوشش کریں اور منافقین، ستمگروں، سرمایہ داروں اور خدا سے بے خبر، بے انصاف ذخیرہ اندوزوں کی طرفداری کے بجائے مظلوموں، ستم رسیدہ لوگوں اور محروموں کی حمایت کریں، بلوائیوں اور مفسد دہشت گردوں کی بات پر توجہ دینے اور ان کی بالواسطہ حمایت کے بجائے دہشت گردی کا نشانہ بننے والے مظلوم علماء اور فریضہ شناس مظلوم خدمت گاروں پر توجہ دیں؟

میں نے کبھی نہیں کہا ہے اور نہ کہتا ہوں کہ آج اس جمہوریت میں اسلامِ عظیم پر پوری طرح عمل ہو رہا ہے یا لوگ اپنی جہالت، بغض اور بے انضباطی کی وجہ سے اسلامی احکام کے

خلاف عمل نہیں کر رہے ہیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے باوجود مقننّہ، عدلیّہ اور انتظامیّہ، اس ملک کو اسلامی بنانے کے لئے انتھک کوشش کر رہی ہے اور لاکھوں عوام بھی ان کے طرفدار اور مددگار ہیں، اور اگر مٹھی بھر مخالف و معترض اور قدم قدم پر روڑے اٹکانے والوں کا بھی تعاون حاصل ہوجائے تو ان مقاصد کا حصول آسان ہوجائے گا اور اگر خدانخواستہ یہ ہوش میں نہ آئے تو بھی چونکہ لاکھوں عوام بیدار ہو چکے ہیں اور مسائل کی طرف متوجہ ہیں اور حکومت کے دوش بدوش ہیں اس لئے خداوند عالم کی مشیّت سے اسلامی اور انسانی مقاصد اعلیٰ پیمانے پر پایۂ تکمیل پر پہنچیں گے اور گمراہ و معترض افراد اس طوفانی سیلاب کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔

میں جرأت کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ دورِ حاضر کے لاکھوں ایرانی عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے حجازی عوام اور امیرالمومنین علیہ السلام اور حسین ابن علی علیہ السلام کے زمانے کی کوفی و عراقی قوم سے بہتر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہد میں حجاز کے مسلمان بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور بہانے ڈھونڈ کر محاذ جنگ پر جانے سے گریز کرتے تھے جس پر خداوند عالم نے سورۂ توبہ'' کی چند آیات میں ان کی مذمّت کی اور ان کے لئے عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس قدر غلط باتیں منسوب کیں کہ روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے منبر سے ان لوگوں پر لعنت بھیجی۔ یہی حال اہلِ عراق و اہلِ کوفہ کا رہا، انہوں نے بھی امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ بیحد نارو اسلوک روا رکھا، حضرتؑ کی بالکل اطاعت نہ کی۔ حضرتؑ نے ان کی جو شکایتیں کی ہیں ان سے روایات و تاریخ بھری ہیں۔ اور اسی طرح عراق و کوفہ کے مسلمانوں نے حضرت سیّد الشہدا علیہ السلام کے ساتھ جو کیا اس سے بھی آپ واقف ہی ہیں۔ جن لوگوں نے ان کی شہادت میں اپنے ہاتھ کو آلودہ نہیں

کیا یا معرکۂ جنگ سے بھاگ گئے یا خاموش بیٹھ گئے اور تاریخ کا یہ عظیم جرم رونما ہوگیا۔

لیکن اس کے برخلاف آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملّتِ ایران، مسلح افواج و پلیس (۷۸)، سپاہ پاسداران (۷۹) اور بسیج (۸۰) سے لے کر عوامی افواج، قبائلی فوج اور رضا کاروں تک اور محاذِ جنگ پر موجود فوجیوں سے لے کر محاذ کی پشت پر موجود لوگوں تک، سبھی کمالِ شوق و اشتیاق کے ساتھ کیسی فدا کاریاں کر رہے ہیں اور کس طرح کارنامے انجام دے رہے ہیں اور پورے ملک کے محترم عوام کتنی گرانقدر امداد کر رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ شہداء کے لواحقین اور جنگ میں نقصان اٹھانے والے افراد نیز ان کے متعلقین بڑی خندہ پیشانی و دلیری اور اطمینان بخش و اشتیاق آمیز گفتار و کردار کے ساتھ ہم سے اور آپ سے ملتے ہیں اور یہ سب خدا و ندِ متعال، اسلام اور جاودانی زندگی پر ان کے سرشار ایمان اور عشق نیز شوق و اشتیاق کی بناء پر ہے، جبکہ یہ لوگ نہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں ہیں اور نہ ہی امامِ معصوم صلوات اللہ علیہ کی بارگاہ میں، ان کا محرک غیب پر ایمان و اطمینان ہے اور مختلف پہلوؤں میں فتح و کامرانی کا راز یہی ہے۔ اسلام کو فخر کرنا چاہئے کہ اس نے اس طرح کے فرزندوں کی تربیت کی ہے اور ہم سب کو فخر کرنا چاہئے کہ ایسے دور میں اور ایسی قوم کی خدمت میں ہیں۔

اور میں یہاں پر ایک وصیّت ان لوگوں سے کرتا ہوں جو مختلف طریقے سے اسلامی جمہوریہ کی مخالفت کرتے ہیں اور ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی جن سے موقع و مفاد پرست منحرفین و منافقین نے فائدہ اٹھایا ہے کہ ذرا ٹھنڈے دل سے فیصلہ کریں کہ جو لوگ پراپگنڈوں کے ذریعے اسلامی جمہوریہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں ان کا کردار کیسا ہے، محروم عوام کے ساتھ ان کا برتاؤ کیا ہے، جن گروہوں اور حکومتوں نے ان کی حمایت کی یا کر رہی ہیں وہ کون ہیں اور وہ لوگ جو

ملک کے اندر اُن سے وابستہ ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں کیسے ہیں ؟ مختلف مقامات پر ان کے اخلاق و کردار، جس کا وہ اپنے اور اپنے طرفداروں کے درمیان مظاہرہ کرتے ہیں اور مختلف معاملات میں ان کے موقف کی تبدیلی کا، ہوائے نفس سے آزاد ہو کر گہرائی سے جائزہ لیں، پھر ان کے حالات کا مطالعہ کریں جو اس اسلامی جمہوریہ میں منافقین و منحرفین کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں اور ان کا، نیز ان کے دشمنوں کا تجزیہ کریں۔ ان شہیدوں کے کیسٹ کسی حد تک دستیاب ہیں اور مخالفین کے کیسٹ بھی شاید آپ کے پاس موجود ہوں، دیکھئے ان میں سے کون سا گروہ معاشرے کے محروموں اور مظلوموں کا حامی ہے ؟

بھائیو! آپ وصیّت نامے کے یہ اوراق میری موت سے پہلے نہیں پڑھیں گے۔ ممکن ہے میرے بعد پڑھیں، اس وقت میں آپ کے درمیان نہ ہوں گا کہ اپنے مفاد میں آپ کی توجہ کو مبذول کرنے اور مقام و مرتبے نیز اقتدار کے حصول کے لئے آپ کے جوان دلوں سے کھیلنا چاہوں، چونکہ آپ شائستہ نوجوان ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی جوانی، اللہ، اسلامِ عزیز اور اسلامی جمہوریہ کی راہ میں لگائیں تاکہ دونوں جہاں کی سعادت حاصل کر سکیں۔ اور خداوند غفور سے دعا کرتا ہوں کہ انسانیّت کے سیدھے راستے پر آپ کی ہدایت کرے اور ہمارے اور آپ کے ماضی کی لغزشوں کو اپنی رحمتِ واسعہ کے ذریعے درگزر فرمائے۔ آپ بھی خلوتوں میں خداوند عالم سے یہی دعا کریں کیونکہ وہ ہادی اور رحمٰن ہے۔

اور ایک وصیّت ایران کی شریف قوم اور فاسد حکومتوں نیز بڑی طاقتوں کے ہاتھوں مجبور و بے بس دوسری اقوام کے لئے کرتا ہوں لیکن ایران کی ملّتِ عزیز کو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ وہ نعمت جو آپ نے اپنے جہادِ عظیم (۸۱) اور بلند اقبال جوانوں کے خون سے حاصل کی ہے، عزیز

ترین امور کی حیثیت سے اس کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور اس کی حفاظت و پاسداری کریں۔ اور اس عظیم الٰہی نعمت اور خداوند عالم کی عظیم امانت کی بقاء کے لئے کوشش کریں اور اس صراطِ مستقیم میں پیش آنے والی مشکلات سے نہ گھبرائیں کیونکہ

ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم و یثبّت اقدامکم

نیز اسلامی جمہوریہ حکومت کی مشکلات میں دل و جان سے شریک رہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ حکومت اور پارلیمنٹ کو خود سے جانیں اور ایک عزیز و محبوب کی مانند اس کی حفاظت کریں اور پارلیمنٹ، حکومت اور عہدیداروں سے نصیحت کرتا ہوں کہ اس ملّت کی قدر کریں اور عوام بالخصوص مستضعفین، محرومین اور ستم رسیدہ لوگوں کی جو ہماری آنکھوں کے نور اور سب کے ولی نعمت ہیں، اسلامی جمہوریہ ان ہی کی مساعی کا نتیجہ ہے اور ان ہی کی فداکاریوں سے وجود میں آئی ہے اور اس کی بقاء بھی ان ہی کی خدمات کی مرہونِ منّت ہے، خدمت میں کوتاہی نہ کریں اور خود کو عوام کا اور عوام کو اپنا سمجھیں، غیر متمدّن لٹیری اور عقل سے عاری منہ زور طاغوتی حکومتوں کی ہمیشہ مذمّت کریں، لیکن اس طرح کے انسانی اعمال کے ساتھ جو ایک اسلامی حکومت کے شایانِ شان ہیں۔

مسلمان اقوام سے وصیّت کرتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ حکومت اور ایران کی مجاہد قوم کو نمونۂ عمل قرار دیں اور اپنی ظالم حکومتوں کو، اگر وہ اقوام کی خواہش پر جو ملتِ ایران کی خواہش ہے سر نہ جھکائیں تو پوری قوت سے کیفر کردار تک پہنچا دیں کیونکہ مسلمانوں کی بدبختی کی وجہ مشرق و مغرب سے وابستہ حکومتیں ہی ہیں۔

میں تاکید کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے مخالفین کے

پراپیگنڈوں پر توجّہ نہ دیں کیونکہ یہ سب اسلام کو عملی زندگی سے باہر کرنے کی کوشش کررہے ہیں تاکہ سپر طاقتیں اپنے مفادات حاصل کرسکیں۔

د :۔ استعمار اور استحصال کرنے والی بڑی طاقتوں کے ان شیطانی منصوبوں میں سے ایک جس پر برسہا برس سے عمل ہورہا ہے اور ایران میں رضاخان کے زمانے میں یہ منصوبہ اپنے عروج پر پہنچا ہوا تھا اور محمد رضا کے زمانے میں بھی مختلف روشوں سے اس کو جاری رکھا گیا، علمائے دین کو گوشہ نشین کرنا ہے۔ رضاخان کے زمانے میں علمائے کرام پر سختیاں کی گئیں، مذہبی لباس اتروالئے گئے، جیلوں میں رکھے گئے، جلاوطن کیا گیا، توہین و تذلیل کی گئی، موت کی سزائیں دی گئیں اور اس قسم کے دوسرے مظالم ہوتے رہے، محمد رضا نے علمائے کرام کو گوشہ نشین کرنے کے لئے دوسرے پروگراموں اور کوششوں سے کام لیا، منجملہ یونیورسٹی کے اراکین اور علماء دین کے درمیان دونوں طبقوں کی لاعلمی کے سبب عداوت و نفرت کا جذبہ پیدا کرایا اور اس ضمن میں وسیع پیمانے پر پراپیگنڈے ہوئے اور مقامِ افسوس ہے کہ سپر طاقتوں کو اپنی شیطانی سازشوں سے خاصا فائدہ ہوا۔

ایک طرف پرائمری اسکولوں سے یونیورسٹیوں تک یہ کوشش کی گئی کہ معلّمین، اساتذہ اور چانسلر مغرب و مشرق پرست ہوں اور اسلام نیز دوسرے مذہب سے منحرف لوگوں کو انتخاب کرکے یہ عہدہ دیا جائے تاکہ ایماندار و فرض شناس لوگ اقلیّت میں رہیں اور جو نسل مستقبل میں حکومت سنبھالے گی وہ بچپن سے نوجوانی اور جوانی تک اس طرح تربیّت پائے کہ مکمل طور پر مذاہب اور بالخصوص اسلام سے وابستہ لوگوں اور خصوصًا علماء اور مبلّغین سے متنفّر ہوجائے۔ علماء و دیندار افراد کو اس زمانے میں برطانوی ایجنٹ کہا گیا، یہی نہیں بلکہ

(اس زمانے کے بعد) علماء کو سرمایہ داروں، غاصب زمینداروں اور رجعت پسندوں کا طرفدار اور تمدن و ترقیات کا مخالف بھی بتایا گیا۔

دوسری طرف غلط پراپیگنڈوں کے ذریعے علماء اور مبلغین کو یونیورسٹی اور یونیورسٹی والوں سے ڈراتے اور سب پر لامذہبیت، بے راہ روی اور اسلام نیز مذاہب کے مظاہر کی مخالفت کا الزام عائد کرتے تھے، تاکہ نتیجے میں حکّام، دین و مذہب، اسلام و علماء اور دین داروں کے مخالف ہوں اور عام لوگ جو مذہب اور مذہبی پیشواؤں سے محبت کرتے ہیں، وہ کابینہ، حکومت اور اس سے متعلق ہر چیز کے مخالف ہوں، اور حکومت نیز یونیورسٹی والوں اور علماء دین کے مابین شدید اختلاف، لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کے لئے راستہ اس طرح کھول دے کہ ملک کے تمام شعبے ان کے تحتِ تسلّط ہوں اور قوم کے تمام ذخائر ان کی جیبوں میں پہنچ جائیں، جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ اس مظلوم قوم پر کیا گزری اور کیا گزرنے والی تھی!

اب جبکہ خداوند عالم کی مرضی اور علماء نیز یونیورسٹی کے اراکین سے لے کر تاجروں، مزدوروں، کسانوں اور دیگر طبقات پر مشتمل قوم کی جدوجہد سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں اور انہوں نے بڑی طاقتوں کے اقتدار کی دیوار گرا دی ہے اور ملک کو ان کے اور ان سے وابستہ لوگوں کے ہاتھ سے نجات دلا دی ہے ان سے میری وصیّت یہ ہے کہ موجودہ اور آئندہ نسلیں غفلت سے کام نہ لیں اور یونیورسٹی کے اراکین اور عزیز و کارآمد جوان، علماء اور اسلامی علوم کے طالب علموں سے دوستی و ہم آہنگی کے رشتے کو زیادہ مستحکم اور مضبوط بنائیں۔

غدّار دشمن کے منصوبوں اور سازشوں سے غافل نہ رہیں اور جیسے ہی کسی فرد یا جماعت کو دیکھیں جو اپنے قول و عمل کے ذریعے نفاق و اختلاف کی کوشش میں مصروف ہے تو اس کی

ہدایت و نصیحت کریں اور اس کا اثر نہ ہو تو اس سے روگرداں ہو جائیں، اس کو الگ تھلگ کر دیں اور سازشوں کے جڑ پکڑنے کی اجازت نہ دیں کیونکہ ابتدا میں آسانی سے روک تھام کی جا سکتی ہے۔ خاص طور پر اگر اساتذہ میں ایسا شخص نظر آئے جو انحراف پیدا کرنا چاہتا ہو تو اس کی ہدایت کریں اور اگر ہدایت نہ پائے تو اسے اپنی بزم سے دور کر دیں اور تدریس سے روک دیں۔ میری اس وصیت کے زیادہ تر مخاطب علمائے دین اور دینی علوم کے طالب علم ہیں۔ کیوں کہ یونیورسٹی میں ہونے والی سازشیں خاص گہرائی رکھتی ہیں۔ معاشرے کے دونوں محترم طبقوں کو سازشوں سے ہوشیار رہنا چاہئے، کیونکہ یہی قوم کے دانشمند ذہن ہیں۔

ھ:۔ ان منصوبوں میں سے ایک منصوبہ جس کے لئے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے دوسرے ممالک اور ہمارے عزیز ملک کو بہت متأثر کیا، اور اس کے آثار کافی حد تک باقی ہیں۔ استعمار کے اپنے زیر اثر ممالک کو اپنے آپ سے بیگانہ کرنا ہے اور ان کو اس طرح مغرب پرست اور مشرق پرست بنانا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی ثقافت اور طاقت کو بالکل بھول بیٹھے۔ ان ممالک نے مغربی اور مشرقی بلاکوں کی نسلی و ثقافتی بالاتری تسلیم کر لی، دو طاقتوں کو اپنا قبلہ جانا اور ان ہی دونوں میں سے ایک سے وابستگی کو اپنے ناقابلِ اجتناب فرائض میں شامل کیا۔ اس غم انگیز واقعے کی داستان طویل ہے اور اس سے پہنچنے والے نقصانات جو اب بھی پہنچ رہے ہیں جان لیوا اور سخت ہیں۔

اس سے زیادہ غم انگیز بات یہ ہے کہ ان سامراجیوں نے اپنے زیرِ اثر ستم رسیدہ اقوام کو ہر چیز میں پیچھے رکھا اور ان کے ملکوں کو تجارتی منڈی بنا دیا۔ انہوں نے ہم کو اپنی ترقیات اور اپنی شیطانی طاقتوں سے اتنا زیادہ خوف زدہ کر دیا ہے کہ ہم کسی بھی تخلیقی کام کی ہمت نہیں کرتے،

اپنی ہر چیز، اپنی سرنوشت اور حتیٰ اپنے ملکوں کو ان کے سپرد کرکے ہمہ تن گوش ان کے احکامات کے تابعدار ہیں، یہ مصنوعی کھوکھلاپن اور تہی مغزی اس بات کا سبب بنی ہے کہ ہم کسی کام میں اپنی فکر و دانش پر بھروسہ نہ کریں اور مشرق و مغرب کی اندھی تقلید کریں، بلکہ اگر ثقافت، ادب، صنعت اور جدّت تھی بھی تو مغرب پرست اور مشرق پرست غیر مہذب قلمکاروں اور مقرروں نے اس قدر نکتہ چینی کی اور مضحکہ اڑایا کہ ہماری فکری استعداد ہمیشہ کے لئے دب کر رہ گئی اور آئندہ کے لئے ہمیں مایوس کردیا اور آج بھی ایسا کررہے ہیں، ان کے برخلاف غیروں کے آداب و رسوم کو خواہ وہ کتنے ہی خراب اور گھرے ہوئے کیوں نہ ہوں قول و فعل اور تحریروں کے ذریعے رائج کررہے ہیں اور ان کی تحسین و تعریف کے ساتھ اقوام پر مسلّط کرتے پھر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کتاب، تحریر یا تقریر میں کچھ یورپی الفاظ ہوں تو ان کے مطالب پر توجّہ دیئے بغیر حیرت کے ساتھ قبول کرکے ان کے بولنے یا لکھنے والوں کو دانشور اور روشن خیال سمجھتے ہیں۔ اگر گہوارے سے قبر تک ضروریاتِ زندگی کے نام مغربی اور مشرقی زبان کے ہیں تو اسے پسندیدہ اور قابلِ توجّہ نیز ترقی و تمدن کی علامت سمجھا جاتا ہے اور اگر اس جگہ مقامی الفاظ کا استعمال ہوا ہو تو مسترد اور رجعت پسندانہ قرار دیا جاتا ہے۔ ہمارے بچے اگر مغربی نام رکھیں تو افتخار اور اگر مقامی نام رکھیں تو شرمندگی اور پسماندگی کا احساس کرتے ہیں، سڑکوں، گلیوں، دکانوں، کمپنیوں، دواخانوں، لائبریریوں، کپڑوں اور دیگر چیزوں کے ناموں کو خواہ وہ ملک ہی میں بنی ہوں، غیر ملکی ہونا چاہئے تاکہ لوگ اس سے راضی ہوں اور اسے قبول کریں۔

سرتاپا مغربیّت اور تمام نشست و برخاست، معاشرت اور زندگی کے تمام شعبوں میں مغرب پرستی، فخر اور سربلندی نیز تمدّن و ترقی کا باعث ہے اور اس کے مقابلے میں اپنے

آداب و رسوم، قدامت پرستی اور پسماندگی ہیں۔ ہر بیماری و علالت میں خواہ ملک کے اندر قابلِ علاج اور معمولی ہی کیوں نہ ہو، بیرونِ ملک جانا چاہئے اور اپنے ڈاکٹروں اور دانشور اطبّا کی مذمّت کرنی چاہئے اور ان کو مایوس کرنا چاہئے۔

برطانیہ، فرانس، امریکہ اور ماسکو جانا بہت فخر کی بات ہے اور حج نیز دیگر متبرک مقامات کے لئے جانا قدامت پرستی اور پسماندگی ہے۔ اس چیز سے بے اعتنائی، جس کا تعلق مذہب اور معنویات سے ہے، روشن خیالی اور تمدّن کی علامت ہے، اور اس کے مقابلے میں ان امور کی پابندی، پسماندگی اور قدامت پرستی کی نشانی ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ خود ہمارے پاس ہر چیز ہے، کیونکر ہوسکتی ہے کیونکہ ہمیں تاریخی دَور میں خاص طور پر حالیہ صدیوں میں ہر ترقی سے محروم کیا گیا ہے اور خائن حکّامِ مملکت اور خاص طور پر پہلوی خاندان نیز ملکی کامیابیوں کے خلاف (غیر ملکی) تشہیراتی مرکز نے اور ہماری احساسِ کمتری نے ہم کو ہر ترقی کے لئے کوشش سے محروم کر دیا ہے۔ ہر قسم کے مال کا درآمد کرنا، خواتین اور مردوں خاص طور پر جوان طبقے کو مختلف قسم کی درآمداتی اشیاء مثلاً میک اَپ کے وسائل، زینتی اور تجمّلاتی اشیاء اور بچگانہ کھیلوں میں مشغول کرنا، خاندانوں کو مقابلے پر مجبور کرنا اور زیادہ سے زیادہ اشیائے صَرف کا محتاج بنانا، جو خود غم انگیز داستانوں کا حامل ہے، اور بدکاریوں اور عیّاشیوں کے اڈّوں کو فراہم کر کے ان جوانوں کو تباہی کی جانب لے جانا، جو سماج کے فعّال فرد ہیں، اور اس قسم کی سوچی سمجھی دسیوں مصیبتیں ہیں جو ممالک کو پسماندہ رکھنے کے لئے ہیں۔

میں ملّتِ عزیز سے ہمدردانہ و خادمانہ وصیّت کرتا ہوں کہ اب جبکہ وہ بہت نمایاں حد تک (بچھائے گئے) ان جالوں سے نجات پا چکی ہے اور موجودہ محروم نسل سرگرمی اور جدّت

(وتخلیق) پر کمربستہ ہوگئی ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ بہت سے کارخانوں اور (حتیٰ) طیّاروں کے ترقی یافتہ وسائل اور دیگر چیزوں کو جن کے بارے میں تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ایرانی ماہرین اپنے کارخانوں میں اس قسم کی چیزیں بنا سکتے ہیں ان معمولی چیزوں کے لئے ہم سب نے مشرق یا مغرب کی جانب اپنے ہاتھ پھیلا رکھے تھے کہ ان کے ماہرین انہیں چلائیں لیکن اقتصادی ناکہ بندی اور مسلّط کردہ جنگ (۸۲) کے باعث خود ہمارے جوانوں نے ضرورت کے کل پرزوں کو بنایا اور باہر کی بہ نسبت کم قیمت پر پیش کر کے ضرورت کو برطرف کردیا اور ثابت کر دیا کہ اگر چاہیں تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔

آپ کو بیدار و چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہئے کہ مغرب و مشرق سے وابستہ سیاستدان شیطانی وسوسوں کے ذریعے آپ کو بین الاقوامی لٹیروں کی جانب نہ لے جائیں اور آپ عزم بالجزم سرگرمی و محنت اور لگن کے ساتھ غیروں سے وابستگیوں کو ختم کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور جان لیں کہ آریائی اور عرب نسل، امریکہ، روس اور یورپ کی نسلوں سے کم نہیں اور اگر آپ اپنی خودی کو بحال کریں اور ناامیدی کو اپنے سے دور کردیں نیز اپنے علاوہ کسی غیر سے توقع نہ رکھیں تو طویل عرصے میں ہر کام اور ہر چیز بنانے کی توانائی پیدا کرلیں گے۔ آپ سے شباہت رکھنے والے انسان جہاں تک پہنچے ہیں آپ بھی وہاں پہنچ جائیں گے، بشرطیکہ آپ خداوند عالم پر بھروسہ اور اپنی ذات پر اعتماد رکھیں، دوسروں سے وابستگی کو ختم کریں، شرافتمندانہ زندگی کے حصول اور غیروں کے تسلّط سے باہر نکلنے کے لئے سختیوں کو برداشت کریں اور ہر زمانے کی حکومتوں اور عہدیداروں کا فریضہ ہے کہ اپنے ماہرین کی قدردانی کریں اور مادّی ومعنوی تعاون سے ان کی حوصلہ افزائی کریں اور استعمال کو وجود میں لانے والی نیز تباہ کن اشیاء کی درآمد کو روکیں

اور ان کے پاس جو کچھ ہے اسی پر قناعت کریں یہاں تک کہ خود ساری چیزیں بنانے پر قادر ہو جائیں۔

میری جوانوں، لڑکوں اور لڑکیوں سے خواہش ہے کہ استقلال و آزادی اور انسانی اقدار کو تجمّلات، عیش و عشرت، بے راہ رویوں اور بدکاریوں کے ان اڈوں پر فدا نہ کریں، جو مغرب اور وطن دشمن ایجنٹوں کی جانب سے آپ کے لئے بنائے گئے ہیں، خواہ سختیاں اور دشواریاں ہی برداشت کرنی پڑیں کیونکہ تجربہ بتاتا ہے کہ وہ لوگ آپ کی تباہی اور آپ کو اپنے ملک کی سرنوشت سے غافل بنانا چاہتے ہیں، آپ کے ذخائر کو لوٹنے، استعمار کی زنجیروں اور وابستگی کی ذلّت میں جکڑنے، آپ کی قوم اور ملک کو اشیائے صَرف کا محتاج بنانے کے علاوہ کچھ اور نہیں سوچتے اور چاہتے ہیں کہ ان وسائل اور اس قسم کی اشیاء سے آپ کو پسماندہ اور ان ہی کی اصطلاح میں نیم وحشی باقی رکھیں۔

و: ان کی اہم سازشوں میں سے ایک جس کا بارہا ذکر کر چکا ہوں تعلیم و تربیت کے مراکز اور خاص طور پر یونیورسٹیوں کو اپنے ہاتھ میں لینے کی سعی ہے کیونکہ ملکوں کا مستقبل فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کے ہاتھوں میں ہوتا ہے، علماء اور دینی مدارس کے سلسلے میں ان کی روش یونیورسٹیوں اور ہائی اسکولوں کی روش سے مختلف ہے۔ دینی مدارس پر غلبے کے لئے انہوں نے علماء کو راستے سے ہٹانے اور ان کو گوشہ نشین کرنے کی کوشش کی یا ان کی سرکوبی، تشدّد اور سخت توہین کی گئی تاکہ سماج میں وہ بے اثر ہو جائیں، رضا خان کے زمانے میں یہ سب کچھ ہوا لیکن اس کا نتیجہ الٹا نکلا، یا پھر تعلیم یافتہ طبقے یعنی آج کی اصطلاح میں روشن خیال لوگوں کو علماء سے الگ کرنے کے لئے غلط پراپیگنڈوں، تہمتوں اور شیطانی سازشوں کے ذریعے، کہ اس پر بھی رضا خان

نے عملی جامہ پہنانے کے لئے دباؤ اور سرکوبی کا سہارا لیا، اس کے بیٹے محمد رضا کے زمانے میں یہ عمل موذیانہ طور پر جاری رہا لیکن تشدد و بربریّت کے بجائے عیّاری و مکّاری کے سہارے۔ لیکن یونیورسٹیوں کے سلسلے میں ان کا منصوبہ یہ ہے کہ جوانوں کو اپنی تہذیب و ثقافت اپنے طور طریقے اور اقدار سے منحرف کریں اور مشرق یا مغرب کی تہذیب کا دلدادہ بنائیں اور ان ہی کے درمیان سے ملک کے فرماں روا کا انتخاب کریں اور ان کو ممالک کی سرنوشت کا حاکم بنائیں تاکہ ان کے ذریعے جو کچھ چاہتے ہیں انجام پا سکے۔ یہ لوگ ملک کو تباہی اور مغرب پرستی کی جانب لے جائیں اور علمائے دین اپنی گوشہ نشینی، غیر مقبولیّت و بے بسی اور شکست کے باعث روک تھام نہ کر سکیں اور تحت تسلّط ممالک کو پسماندہ رکھنے اور کنگال بنانے کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے، کیونکہ بڑی طاقتوں کے لئے کسی زحمت اور خرچ نیز قومی معاشروں میں کسی شور و غل کے بغیر جو کچھ بھی ہے ان کی جیب میں چلا جاتا ہے لہٰذا اب جبکہ یونیورسٹیوں اور دار المعلّمین کی اصلاح کی جا رہی ہے اور ان کو پاک کیا جا رہا ہے، ہم سب کا فرض ہے کہ عہدیداروں کی مدد کریں، کبھی بھی اس کی اجازت نہ دیں کہ یونیورسٹیوں کو منحرف کیا جائے اور جہاں بھی انحراف نظر آئے فوری اقدام کر کے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس اہم کام کو پہلے مرحلے میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کے جوانوں ہی کے طاقتور ہاتھوں سے انجام پانا چاہئے کیونکہ یونیورسٹی کو انحراف اور گمراہی سے نجات دلانا ملک و ملّت کی نجات ہے۔

میں سب سے پہلے تمام نوجوانوں اور جوانوں، پھر ان کے والدین اور دوستوں اور اس کے بعد ملک کے ہمدرد روشن خیالوں اور حکمرانوں سے وصیّت کرتا ہوں کہ ملک کو اس خطرے سے محفوظ رکھنے کے لئے دل و جان سے کوشش کریں اور یونیورسٹیوں کو بعد کی نسل کے حوالے کریں

میں تمام آنے والی نسلوں سے نصیحت کرتا ہوں کہ خود اپنی، عزیز ملک اور انسان ساز اسلام کی نجات کے لئے یونیورسٹیوں کو انحراف اور مغرب پرستی و مشرق پرستی سے محفوظ رکھیں اور اپنے اس انسانی اور اسلامی عمل کے ذریعے اپنے ملک سے بڑی طاقتوں کے اثر و رسوخ کو ختم کریں اور ان کو ہمیشہ کے لئے ناامید کر دیں۔ خدا آپ کا مددگار و محافظ ہے۔

ز:۔ مجلس شورائے اسلامی(۸۳) کے ممبران کا اپنے حلف پر باقی رہنا بہت اہم ذمہ داری ہے، کیونکہ ہم تجربہ کر چکے ہیں کہ ایران و اسلام نے مشروطیت(۸۴) کے بعد مجرم پہلوی حکومت خصوصاً اس (محمد رضا) کے فاسد دور میں ان ہی غیر صالح و منحرف ممبران پارلیمنٹ کی وجہ سے مصائب و آلام اٹھائے اور ان ہی حقیر و ذلیل سامراجی نوکروں کے ذریعے ملک و ملّت کو جان فرسا مصیبتوں اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، ان پچاس برسوں میں (پارلیمنٹ کی) منحرف و بے دین مصنوعی اکثریت ایک مظلوم اقلیت کے لئے اس بات کا سبب بنی کہ برطانیہ اور روس اور حال ہی میں امریکہ نے ان خدا سے بے خبر و منحرف لوگوں کے ذریعے جو چاہا انجام دیا اور ملک کو تباہی و نابودی کے دہانے پر پہنچا دیا، مشروطیت کے بعد سے رضا خان سے پہلے مغرب پرستوں، کچھ جاگیرداروں اور غاصب زمینداروں کی وجہ سے قانون شکنی ہوتی رہی، جب پہلوی حکومت آئی تو اس سفاک حکومت اور اس سے وابستہ لوگوں اور اس کے حلقہ بگوشوں کے ہاتھوں تقریباً کبھی بھی بنیادی آئین کی اہم دفعات پر عمل نہ ہوا، اب جبکہ پروردگار کی عنایت اور عظیم الشان قوم کی کوشش سے ملک کی سرنوشت لوگوں کے ہاتھ میں آگئی ہے اور ممبران پارلیمنٹ خود عوام کے منتخب کردہ ہیں اور حکومت اور جاگیرداروں کی مداخلت کے بغیر خود عوام کے انتخاب کے ذریعے مجلس شورائے اسلامی میں شامل ہوئے ہیں تو اب امید ہے کہ ہر قسم کے انحراف کی روک

مقام ہوگی کیونکہ یہ افراد اسلام اور ملک کے مفاد کے خواہاں ہیں۔

موجودہ عوام اور آنے والی قوم کے لئے میری وصیّت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ بھرپور توجّہ کے ساتھ اپنے جذبۂ اسلام و ملک کے مفادات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ہر دور میں ممبران پارلیمنٹ کے انتخابات میں ایسے افراد منتخب کریں جو اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے وفادار ہوں، ایسے افراد زیادہ تر معاشرے کے متوسط اور محروم طبقے کے درمیان ہوا کرتے ہیں، یہ لوگ صراطِ مستقیم سے مغرب یا مشرق کی جانب منحرف نہ ہوں گے اور نہ ہی ان کا رجحان کسی انحرافی مکاتب کی جانب ہوگا۔ ایسے ہی تعلیم یافتہ، حالاتِ حاضرہ اور اسلامی پالیسیوں سے واقف افراد کو مجلس (پارلیمنٹ) کے لئے منتخب کریں۔

میں محترم علمائے دین خصوصاً مراجع عظام سے(۸۵) وصیّت کرتا ہوں کہ معاشرے کے مسائل خصوصاً صدر جمہوریہ اور ممبرانِ پارلیمنٹ کے انتخابات میں اپنے آپ کو الگ تھلگ نہ رکھیں آپ سب نے دیکھا اور نسل آئندہ سنے گی کہ مشرق و مغرب کے پیروکار سیاستدانوں نے علماء دین کو جنہوں نے بڑی زحمتیں اور تکالیف اٹھا کر مشروطیّت کی بنیاد رکھی تھی، سیاست سے نکال باہر کیا۔ علماء نے بھی سیاستدانوں سے دھوکا کھا کر ملک اور مسلمانوں کے امور میں حصہ لینے کو توہین سمجھا اور میدان کو مغرب پرستوں کے حوالے کر دیا اس طرح مشروطیّت، بنیادی آئین، ملک اور اسلام پر ایسا ظلم کیا جس کی تلافی کے لئے ایک طویل مدّت کی ضرورت ہے۔

اب جبکہ بحمداللہ رکاوٹیں دور ہو چکی ہیں اور ہر عوامی طبقے کی شرکت کے لئے آزاد فضا قائم ہو گئی ہے اب کسی قسم کے عذر کی گنجائش باقی نہیں ہے اور اگر کسی نے مسلمین کے امور سے غفلت برتی تو وہ ناقابلِ معافی گناہ کا مرتکب ہوا۔ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اپنی توانائی

اور اپنے اثر و رسوخ کے دائرے میں رہ کر اسلام اور ملک کی خدمت کرے۔ دو سامراجی بڑی طاقتوں سے وابستہ افراد، مغرب پرستوں اور مشرق پرستوں اور عظیم مکتبِ اسلام سے منحرف لوگوں کے اثر و رسوخ کی سخت روک تھام کرے اور معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام اور اسلامی ممالک کے مخالفین یعنی بین الاقوامی لٹیری بڑی طاقتیں، دھیرے دھیرے چالاکی سے ہمارے ملک اور دیگر اسلامی ممالک میں گھس پیٹھ کر کے خود اقوام کے بعض افراد کے ہاتھوں ملک و ملّت کو اپنے استحصال کے جال میں پھانس لیتی ہیں۔ آپ کو ہوشیاری کے ساتھ نظر رکھنی چاہئے اور دخل اندازی کی آہٹ ملتے ہی اس کا مقابلہ کریں اور ان کو مہلت نہ دیں، خدا آپ کا مددگار اور نگہبان ہے۔

موجودہ اور مستقبل کے ممبرانِ پارلیمنٹ سے میری خواہش ہے کہ اگر خدانخواستہ منحرف عناصر سیاسی چالبازی اور دھوکہ بازی سے منتخب ہو جائیں تو مجلس ان کے تصدیق نامے کو مسترد کر دے اور اس کا موقع نہ دیں کہ ایک بھی (اسلام سے منحرف، وابستہ اور) تخریب کار شخص مجلس (پارلیمنٹ) میں داخل ہونے پائے۔

میں ملک کی سرکاری مذہبی اقلیتوں[۸۶] سے وصیّت کرتا ہوں کہ وہ پہلوی حکومت کے عہد سے عبرت حاصل کریں اور اپنا ممبر پارلیمنٹ اس کو منتخب کریں جو اپنے مذاہب اور اسلامی جمہوریہ کا طرفدار ہو، عالمی لٹیری طاقتوں سے وابستہ نہ ہو، الحادی، انحرافی اور اقتباسی مکاتب کی طرف رجحان نہ رکھتا ہو۔

تمام ممبرانِ پارلیمنٹ سے میری خواہش ہے کہ نہایت نیک نیّتی اور بھائی چارگی کے ساتھ اپنے پارلیمانی ساتھیوں سے سلوک کریں اور سبھی یہ کوشش کریں کہ قوانین خدانخواستہ اسلام سے منحرف نہ ہوں۔ آپ سب اسلام اور اس کے آسمانی احکامات کے وفادار رہیں تاکہ آپ کو دنیا اور آخرت

کی سعادت حاصل ہو سکے۔

میں محترم شورائے نگہبان [۸۷] (آئین کی محافظ کونسل) کو خواہ وہ موجودہ نسل سے ارتباط رکھتی ہو یا آئندہ نسل سے نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اسلامی اور قومی فرض کو پوری تندہی اور طاقت کے ساتھ ادا کرے کسی بھی طاقت سے متأثر نہ ہو، بلا جھجک شریعت مطہرہ [۸۸] اور بنیادی آئین [۸۹] کے خلاف قوانین کی روک تھام کرے اور ملکی ضروریات کو مدّنظر رکھتے ہوئے جن پر کبھی احکامِ ثانویہ اور کبھی ولایتِ فقیہ [۹۰] کے ذریعے عمل ہونا چاہیئے، توجّہ سے کام لے۔

شریف قوم کے لئے میری وصیت یہ ہے کہ تمام انتخابات میں، خواہ وہ صدر جمہوریہ کا ہو یا مجلس شورائے اسلامی کے ممبران کا یا قیادتی کونسل کا ہو یا مجلس خبرگان [۹۱] کا، ہر ایک میں شریک رہے اور جن کا بھی انتخاب ہو اس ضابطے کے مطابق ہو جو معتبر ہیں، مثال کے طور پر قیادتی کونسل یا قائد کے تعیّن کی کونسل [۹۲] کے ماہرین کے انتخاب کے لئے توجّہ سے کام لے کیونکہ اگر غفلت برتی اور ماہرین کو شرعی اصولوں اور قانون کے مطابق منتخب نہ کیا تو بہت ممکن ہے کہ اسلام اور ملک کو ایسے نقصانات کا سامنا کرنا پڑے جن کی تلافی نہ ہو سکے اور ایسی صورت میں سبھی خداوند عالم کے سامنے جوابدہ ہوں گے اور یہی حال عوام کا بھی ہے (اگر انہوں نے بھی امورِ مملکت میں حصّہ نہ لیا تو ذمہ دار ہونگے) اس میں مراجع، بڑے علماء، تاجر، کسان، مزدور اور ملازمین سبھی شریک ہیں اور سبھی ملک اور اسلام کی سرنوشت کے ذمہ دار ہیں، خواہ موجودہ نسل سے تعلق رکھتے ہوں خواہ آئندہ نسل سے، اور بہت ممکن ہے کہ بعض مواقع پر شرکت نہ کرنا اور لاپرواہی سے کام لینا ایسا گناہ ہو جو گناہ کبیرہ [۹۳] قرار پائے۔

ہمیشہ مرض کے حملے سے قبل اس کا علاج کرنا چاہئے، ورنہ پھر قابو پانا مشکل ہو جائے گا اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا احساس ہم نے اور آپ نے مشروطیت کے بعد کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر بہترین علاج نہیں ہے کہ قوم پورے ملک میں ان کاموں کو جو ان سے متعلق ہوں، اسلامی اصولوں اور بنیادی آئین کے مطابق انجام دے۔

صدر جمہوریہ اور ممبرانِ پارلیمنٹ کے چناؤ کے وقت تعلیم یافتہ مذہبی، حالاتِ زمانہ پر وسیع نظر رکھنے والے، سامراج سے بے تعلق، متقی اور (۹۴) اسلام نیز اسلامی جمہوریہ کے معتقد افراد سے مشورہ کریں۔ اسی طرح متقی نیز اسلامی جمہوریہ کے پابندِ عہد علماء اور مذہبی پیشواؤں سے بھی مشورہ کریں اور اس بات پر توجّہ دیں کہ صدر جمہوریہ اور ممبران پارلیمنٹ اس طبقے سے تعلق رکھتے ہوں جنہوں نے معاشرے کے مستضعف و محروم لوگوں کی محرومیّت اور ان کی مظلومیّت کو محسوس کیا ہو اور وہ ان کی فلاح و بہبود کی فکر میں ہوں ان کا تعلق سرمایہ داروں، غاصب زمینداروں، اہلِ ثروت نیز لذّتوں اور شہوتوں میں غرق اونچے طبقے سے نہ ہو کیونکہ وہ محرومیّت کی تلخی اور بھوکوں اور غریبوں کی تکلیف کو نہیں سمجھ سکتے۔

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر صدر جمہوریہ اور ممبران پارلیمنٹ شائستہ ہوں، اسلام کے پابند اور ملک و ملّت کے ہمدرد ہوں تو بہت سے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور اگر کچھ مسائل ہوں گے بھی تو حل ہو جائیں گے۔

ان ہی باتوں کو قیادتی کونسل یا قائد کے تعیّن کے لئے مجلس خبرگان کے انتخاب کے وقت خاص اہمیّت کے ساتھ مدّنظر رکھنا چاہیئے نیز خبرگان جن کا انتخاب قوم کے ذریعے ہوتا ہے نہایت توجّہ سے انجام پانا چاہئے۔ اگر مجلسِ خبرگان کے افراد وقت کے

مراجع عظام، علماء کرام، اربابِ فکر و دانش، اسلام کے مخلص و باوفا کی نگرانی میں منتخب ہوں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قیادت اور قیادتی کونسل کے لئے دیندار و مومن افراد منتخب ہو جائیں گے اور ان کے انتخاب سے بہت سے مسائل کسی مشکل کے بغیر بطورِ شائستہ حل ہو جائیں گے۔

بنیادی آئین کی دفعہ ایک سو نو (۹۵) اور دفعہ ایک سو دس (۹۶) پر نظر ڈالنے سے مجلس خبرگان کے تعیّن میں قوم کی اور قائد یا قیادتی کونسل کے تعیّن میں ممبران کی بھاری ذمّہ داری کا پتہ چلتا ہے کہ انتخاب میں ذرا سی غفلت اسلام اور اسلامی جمہوریہ ایران کو کتنا نقصان پہنچائے گی چونکہ یہ کام اعلیٰ اہمیّت کا حامل ہے لہٰذا معمولی غلطی کا احتمال ان کے دوش پر بہت بڑی مذہبی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ قائد اور قیادتی کونسل سے حالِ حاضر میں جبکہ سامراج اور اس کے پٹھو، ملک و بیرونِ ملک سے اسلامی جمہوریہ یعنی درحقیقت اسلام پر حملہ آور ہیں۔ میری وصیّت یہ ہے کہ اپنے آپ کو اسلام، اسلامی جمہوریّہ، محروموں اور مستضعفین کی خدمت کے لئے وقف کر دیں اور یہ خیال نہ کریں کہ قیادت بذاتِ خود ان کے لئے کوئی تحفہ یا اعلیٰ عہدہ ہے بلکہ یہ ایک عظیم اور خطیر فرض ہے جس میں خدانخواستہ اگر خواہشاتِ نفسانی کی وجہ سے کوئی لغزش پیدا ہوئی تو اس دنیا میں ابدی شرمساری اور آخرت میں بھی خدائے قہّار کے غضب کی آگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

میں خداوند ہادی سے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ چاہتا ہوں کہ وہ ہم کو اور آپ کو اس عظیم (و خطیر) آزمائش میں سرخرو اپنے حضور میں قبول کرے اور نجات دے اور یہ خطرہ اسلامی جمہوریہ کے جمہوری سربراہوں اور اعلیٰ و ادنیٰ ذمہ داروں اور حکومتوں کے لئے ان کے

منصب کے اعتبار سے ہر دور میں پایا جاتا رہے گا ، لہٰذا انہیں چاہیئے کہ خداوند عالم کو حاضر و ناظر اور اپنے آپ کو ہمہ وقت اس کے حضور میں تصوّر کریں۔ خداوند عالم ان سب کی مشکلات کو برطرف فرمائے۔

ح:- اہم ترین امور میں مسئلہ قضاوت ہے جس کا تعلق لوگوں کی جان و مال اور ناموس سے ہے۔ قائد اور قیادتی کونسل کے لئے میری وصیّت یہ ہے کہ عدلیہ کے اعلیٰ ترین عہدیدار کے تعیّن میں جو ان کی ذمہ داری ہے کوشش کریں کہ تجربہ کار ، پابندِ عہد اور شرعی و اسلامی نیز سیاسی امور میں صاحبِ نظر افراد میں سے ہوں ، میں اعلیٰ عدالتی کونسل (۹۷) سے چاہتا ہوں کہ فیصلوں کے کام کو جو سابق نظام حکومت میں افسوسناک اور غم انگیز رُخ اختیار کر چکے تھے ، سنجیدگی کے ساتھ نظم و ضبط عطا کریں اور ان لوگوں کو جو لوگوں کی جان و مال سے کھیلتے ہیں اور جو چیز کہ ان کے نزدیک اہمیّت نہیں رکھتی اسلامی انصاف ہے ، اس اہم عہدے سے ہٹا دیں اور (بھرپور) محنت و کوشش اور سنجیدگی کے ساتھ تدریجی طور پر عدلیہ (۹۸) میں تبدیلی لائیں اور شرائط پر پورے اترنے والے قضات (ججوں) کو جن کی تعلیم و تربیّت دینی مدارس اور خاص کر قم کے مبارک دینی مرکز میں فرض شناسی کے ساتھ ہوئی ہے اور ان کو متعارف کرایا جاتا ہے ، ان قضات کی جگہ مقرر کیا جائے جن میں اسلامی شرائط نہیں ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ بہت جلد پورے ملک میں اسلامی انصاف جاری ہو جائے گا۔

عصرِ حاضر اور آئندہ ادوار کے محترم قضات کے لئے میری وصیّت یہ ہے کہ ان احادیث کو مدّنظر رکھیں جو انصاف کی اہمیّت اور قضاوت کے عظیم خطرے کے بارے میں معصومین صلوات اللہ علیہم سے منقول ہیں اور ان روایات کو بھی مدِّنظر رکھیں جو ناحق فیصلوں کے بارے میں آئی

ہیں پھر اس (عظیم و) خطیر کام کی ذمہ داری قبول کریں اور اس کا موقع نہ دیں کہ یہ منصب نااہل کے حوالے کیا جائے اور وہ لوگ جو اس کام کی اہلیّت رکھتے ہیں اس عہدے کو قبول کرنے سے انکار نہ کریں اور نااہل لوگوں کو موقع نہ دیں اور جان لیں کہ اس عہدے کا خطرہ عظیم ہے اور اور اس کا اجر و ثواب بھی عظیم ہے اور آپ جانتے ہیں کہ قاضی کے عہدے کو قبول کرنا اس کی اہلیّت رکھنے والے کے لئے واجب کفائی (۹۹) ہے

ط :۔ مقدّس حوزہ ہائے علمیّہ (مقدّس دینی تعلیمی مراکز) کے لئے میری وصیّت یہ ہے کہ میں نے بارہا عرض کیا ہے کہ اس زمانے میں جبکہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ (ایران) کے مخالفوں نے اسلام کو ختم کرنے پر کمرِہمت باندھ رکھی ہے اور وہ شیطانی مقصد کے لئے ہر ممکن طریقے سے کوشش کر رہے ہیں ان کا ایک منحوس اور اہم مقصد اسلام نیز اسلامی مراکز کے لئے ایک خطرناک طریقہ دینی تعلیمی مراکز میں منحرف اور تخریب کار افراد کو داخل کرنا ہے۔ اس کا قلیل المدّت بڑا خطرہ ان مراکز کو ناشائستہ اعمال اور انحرافی اخلاق اور روش کے ذریعے بدنام کرنا ہے اور اس کا طویل المدّت بہت ہی عظیم خطرہ ایک یا چند فریبی افراد کا اعلیٰ عہدوں پر پہنچنا ہے جن کا اسلامی علوم کی واقفیّت کے ساتھ پاکدل لوگوں کے طبقے اور عوام کے درمیان اپنے آپ کو (دروغ بافی کے ساتھ) جگہ دینا ان کے دل میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنا اور اسلامی مراکز، اسلامِ عزیز اور ملک پر مناسب موقع پر مہلک وار کرنا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سامراجی لٹیرے مختلف معاشروں میں قوم پرستوں اور بظاہر روشن خیالوں سے نام نہاد ملّاؤں تک کو پروان چڑھاتے ہیں کہ انہیں موقع مل جائے تو سب سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہیں۔ اور بعض اوقات یہ لوگ تیس چالیس سال تک اسلامی روش، ظاہری تقدّس یا پان ایرانزم اور (۱۰۰) وطن پرستی نیز دیگر حیلوں کے ذریعے صبر

و بردباری کے ساتھ عوام کے درمیان زندگی گزارتے ہیں اور مناسب موقع پر اپنے مشن کو انجام دیتے ہیں۔

ہماری عزیز قوم نے انقلاب کی کامیابی کے بعد کی اس مختصر مدّت میں مجاہدینِ خلق (۱۰۱) فدائی خلق (۱۰۲) اور تودہ پارٹیوں (۱۰۳) جیسی مثالیں دیکھی ہیں، ضروری ہے کہ سب لوگ ہوشیاری کے ساتھ اس قسم کی سازش کو ناکام بنائیں اور اس سے زیادہ ضروری دینی تعلیمی مراکز ہیں جن کو منظم اور پاک وصاف کرنے کا کام مراجع وقت کی تائید کے ساتھ محترم مدّرسین اور تجربہ کار فضلاء کے ذمہ ہے۔

شاید یہ نظریہ کہ نظم بے نظمی میں ہے، انہی منصوبہ بندی اور سازش کرنے والوں کی منحوس تلقینوں کی کرشمہ سازی ہے۔ بہرصورت میری وصیّت یہ ہے کہ ہر زمانے میں خصوصاً عصر حاضر میں جبکہ منصوبوں اور سازشوں میں سرعت و قوت پیدا ہوگئی ہے (دینی تعلیمی) مراکز کو نظم وضبط عطا کرنے کے لئے اہتمام کرنا ضروری ہے۔ عظیم الشان علماء، فضلاء اور مدرّسین وقت صرف کرکے اور صحیح پروگرام کے تحت (دینی تعلیمی) مراکز (۱۰۴) اور خصوصاً قم کے دینی تعلیمی مرکز (۱۰۵) اور دوسرے بڑے اور اہم مراکز کو اس نازک وقت میں نقصان سے محفوظ رکھیں۔

ضروری ہے کہ علماء و مدرّسینِ محترم، فقہ و اصول اور فقاہت سے متعلق درس میں اپنے بزرگ علماء کے طرزِ تدریس کو ترک نہ کریں گے کیونکہ یہی اسلامی فقہ کو محفوظ رکھنے کا واحد راستہ ہے۔ کوشش کریں کہ ہر روز غور و فکر، بحث و مباحثہ اور جدّت و تحقیق میں اضافہ کریں اور روایتی فقہ جو صالح بزرگوں (۱۰۶) کی میراث ہے، اس سے انحراف نہ کریں کیونکہ اس سے تحقیق و تدقیق کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں گی، بلکہ ان ہی بنیادوں کو محفوظ رکھیں اور اس پر

تحقیقات کا اضافہ فرمائیں۔ البتہ علوم کے دیگر شعبوں میں ملک اور اسلام کی ضروریات کے مطابق پروگرام تیار کرتے رہیں اور اس شعبے میں شخصیتوں کی تربیت ہونی چاہئے اور اعلیٰ ترین علوم جن کی عام طور پر تعلیم ہونی چاہئے اور جن کو سیکھنا چاہئے اسلام کے معنوی علوم مثلاً علم الاخلاق، تہذیبِ نفس اور عرفان ہیں(۱۰۷)۔ خدا ہمیں اور آپ کو اس سے نوازے۔ درحقیقت یہی جہادِ اکبر(۱۰۸) ہے۔

ی:۔ جن امور کی نگرانی، اصلاح اور ان میں بہتری لانا ضروری ہے، ان میں سے ایک انتظامیہ بھی ہے۔ کبھی یہ بھی ممکن ہے کہ مجلسِ شورائے اسلامی معاشرے کے لئے مفید اور ترقی یافتہ قوانین پاس کرے، نگہبان کونسل ان کی تائید کردے اور ذمّہ دار وزیر بھی انہیں نافذ کرنے کا اعلان کردے مگر وہ قوانین غیر صالح افراد کے ہاتھ میں پہنچ کر ان کے ذریعے مسخ کر دیئے جائیں اور (دفتری) کاغذ بازی یا پیچ و خم کے ذریعے جس کے وہ عادی ہو چکے ہیں، یا دانستہ لوگوں میں خلفشار پیدا کرنے کے لئے خلافِ قانون کام کریں، جو دھیرے دھیرے بڑے فتنے کا پیش خیمہ بن جائے، دورِ حاضر اور مستقبل کے ذمہ دار وزیروں سے میری وصیّت یہ ہے کہ آپ اور وزارت خانوں کے دیگر ملازمین اس بات کے علاوہ کہ وہ بجٹ جس سے روزی حاصل کرتے ہیں، ملّت کا مال ہے۔ آپ سب کو ملّت بالخصوص مستضعفین کا خدمت گزار ہونا چاہئے۔

عوام کے لئے مشکل پیدا کرنا اور فریضے کے خلاف عمل کرنا حرام ہے اور خدانخواستہ کبھی یہ غضبِ الٰہی کا سبب بنتا ہے۔ آپ ملّت کی حمایت کے محتاج ہیں۔ عوام بالخصوص محروم طبقات کی حمایت سے ہی یہ کامیابی حاصل ہوئی اور ملک تیز اس کے ذخائر کو ظالم شاہی تسلّط

سے نجات ملی۔ اگر کسی دن آپ ان کی حمایت سے محروم ہو گئے تو آپ کو ہٹا دیا جائے گا اور آپ کی جگہ پر ظالم شاہی حکومت جیسے ستمگر قبضہ کر لیں گے۔ لہٰذا اس واضح حقیقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عوام کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کریں اور غیر اسلامی و غیر انسانی سلوک سے پرہیز کریں۔

اسی جذبے کے ساتھ ملک کے تمام وزرائے داخلہ سے جو مستقبل میں منتخب کئے جائیں گے میری یہی وصیت ہے کہ گورنروں کے انتخاب میں پوری توجہ اور دقّتِ نظر سے کام لیں، لائق، متدیّن، پابندِ عہد، عاقل اور عوام سے ہم آہنگ لوگوں کا تقرر کریں تاکہ ملک میں پوری طرح امن و امان قائم رہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ اگرچہ نظم و نسق اور ملک کو اسلامی بنانے کی ذمہ داری تمام وزارت خانوں کے وزیروں پر عائد ہوتی ہے مگر ان میں سے بعض شعبے مثلاً وزارتِ خارجہ کو خاص اہمیّت حاصل ہے۔ وزارت خارجہ ہی بیرونی ممالک میں سفارتخانوں کی ذمّہ دار ہے۔

میں نے (انقلاب کی) کامیابی کے آغاز سے ہی وزرائے خارجہ کو سفارت خانوں کے طاغوتی رنگ سے خبردار کیا اور انہیں اسلامی جمہوریہ کے شایانِ شان سفارت خانوں میں تبدیل کرنے کی نصیحت کی ہے، مگر ان میں سے بعض یا مثبت کام نہ کر سکے یا انہوں نے کرنا نہیں چاہا اب جبکہ کامیابی کو تین سال ہو رہے ہیں، اگرچہ موجودہ وزیر خارجہ نے اس سلسلے میں اقدام کیا ہے اور امید ہے کہ لگاتار محنت اور وقت صرف کر کے یہ اہم کام انجام دیا جاتا رہے گا

عصرِ حاضر اور مستقبل کے وزرائے خارجہ سے میری وصیّت یہ ہے کہ ان کی ذمّہ داریاں سنگین ہیں، منجملہ وزارت خارجہ اور سفارت خانوں میں اصلاح و بہتری کی کوشش

کرنا، خارجہ سیاست (۱۰۹) اور ملک کے مفادات اور خود مختاری کا تحفظ کرنا، ان ملکوں کے ساتھ اچھے روابط استوار کرنا جو ہمارے ملکی امور میں مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتے اور ہر اس کام سے سختی سے پرہیز کریں جس میں کسی بھی پہلو سے سامراجی وابستگی کا شائبہ ہو۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بعض امور میں وابستگی اگرچہ ممکن ہے بظاہر پرفریب ہو یا فوری کسی فائدے کا باعث ہو، لیکن درحقیقت وہ ملک کی بنیاد کو کھوکھلا کردے گی۔

آپ کو اسلامی ملکوں کے ساتھ روابط بہتر بنانے، حکّام کو بیدار کرنے اور اتحاد و وحدت کی دعوت دینے کی کوشش میں رہنا چاہئے، خدا آپ کے ساتھ ہے۔

اسلامی ملکوں کے عوام سے میری وصیت ہے کہ اس بات کے منتظر نہ رہیں کہ اسلام اور اسلامی احکام کے نفاذ کے لئے کوئی باہر سے آکر آپ کی مدد کرے گا۔ آپ کو اس حیات بخش نظام کے لئے جو ہمیں آزادی و خود مختاری دلاتا ہے، خود اٹھنا چاہیئے۔ اسلامی ملکوں کے علمائے اعلام اور خطبائے کرام، اسلامی حکومتوں کو دعوت دیں کہ بیرونی طاقتوں سے خود کو آزاد کرائیں اور اپنی قوم سے مفاہمت کریں۔ اس صورت میں انہیں کامیابی نصیب ہوگی۔ ساتھ ہی ساتھ لوگوں کو اتحاد کی دعوت دیں، نسل پرستی سے جو اسلامی احکام کے خلاف ہے، پرہیز کریں۔ اور برادرانِ ایمانی کی طرف، چاہے جس ملک اور جس نسل سے بھی تعلق رکھتے ہوں دستِ برادری بڑھائیں کیونکہ اسلام عظیم نے انہیں بھائی کہا ہے۔ اگر عوام اور حکومتوں کی سعی نیز خداوند عالم کی تائید سے کسی دن یہ ایمانی برادری قائم ہوگئی تو آپ دیکھیں گے کہ مسلمان دنیا کی عظیم ترین طاقت بن کر ابھریں گے۔ اگر پروردگار عالم کی مرضی رہی تو یہ برادری و مساوات قائم ہوجائے گی۔ تمام ادوار بالخصوص دورِ حاضر کی وزارتِ ارشاد سے جو مخصوص خصوصیت کی حامل

ہے، میری وصیّت یہ ہے کہ باطل کے مقابلے میں حق کی تبلیغ اور اسلامی جمہوریہ کے حقیقی خدوخال پیش کرنے کی کوشش کرے۔ اس وقت جبکہ ہم اپنے ملک سے سپر طاقتوں کے تسلّط کا خاتمہ کر چکے ہیں، بڑی طاقتوں سے وابستہ ذرائع ابلاغ کے تشہیراتی حملوں کا نشانہ بنتے ہیں، کون سا جھوٹ اور تہمت ہے جو بڑی طاقتوں سے وابستہ قلمکار اور مقررین اس نوخیز جمہوریہ سے منسوب نہیں کرتے۔ افسوس کہ اسلامی خطّے کی اکثر حکومتیں جنہیں حکمِ اسلام کے مطابق ہماری طرف دستِ اخوّت بڑھانا چاہیئے، ہماری اور اسلام کی دشمنی پر کمر بستہ ہیں۔ سبھی نے عالمی لٹیروں کی خدمت کرتے ہوئے ہر طرف سے ہم پر حملہ کر رکھا ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ بہت کمزور و ناتواں ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ آج دنیا پروپیگنڈوں پر چلتی ہے اور بڑے افسوس کا مقام ہے کہ مغربی یا مشرقی بلاک سے وابستہ نام نہاد روشن خیال قلمکار جو اپنے ملک و قوم کی آزادی و خودمختاری کی فکر کرنے کے بجائے، خود پسندی، موقع پرستی اور اجارہ داری کی رَو میں بہہ رہے ہیں ایک لمحے کے لئے بھی ملک و ملّت کی مصلحتوں پر سوچنے کی فکر نہیں کرتے۔

گزشتہ ظالم حکومت سے، اس جمہوریہ کی آزادی و خودمختاری کا موازنہ کریں۔ آرام طلبی و عیش پرستی کھو کر جو قیمتی اور باعزّت زندگی حاصل ہوئی ہے، اس کا ظالم شاہی حکومت کی فحّاشی و مظالم سے موازنہ کریں۔ انسان اس قدر گر چکا تھا کہ اخلاقی بدعنوانی کی جڑ کی مدّاحی و ثناخوانی اور غلامی کرتا تھا، استعمار کا نوکر اور اسی کا ہو کر رہ گیا تھا۔ آج کی حکومت کا ان باتوں سے موازنہ کریں اور اس نوخیز اسلامی جمہوریہ پر ناروا الزامات لگانے سے ہاتھ روک لیں اور حکومت اور ملّت کے ساتھ ایک صف میں آکر اپنی زبان اور قلم کو طاغوتوں اور

ستمگروں کے خلاف استعمال کریں۔

تبلیغ صرف وزارتِ ارشاد ہی کی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ تمام دانشوروں، مقرّرین، قلمکاروں اور فنکاروں کا فریضہ ہے۔ وزارت خارجہ کو کوشش کرنی چاہئے کہ سفارت خانے تبلیغی جرائد شائع کرتے رہیں اور دنیا والوں پر اسلام کا نورانی چہرہ آشکارا کریں اگر اس کا وہ حسین و جمیل چہرہ، جس کے تمام پہلوؤں کی قرآن و سنّت نے دعوت دی ہے، دوستوں کی کج فہمی اور مخالفینِ اسلام کے محاصرے سے باہر آجائے تو اسلام عالمگیر ہو جائے گا اور اس کا پُر افتخار پرچم ہر جگہ لہرا اٹھے گا۔ کتنی اندوہناک اور غم انگیز بات ہے کہ مسلمانوں کے پاس ایسی متاع ہے جو ابتدائے عالم سے اختتام (عالم) تک کوئی نظیر نہیں رکھتی لیکن نہ صرف یہ کہ اس گوہرِ گراں بہا کو جس کا ہر انسان اپنی آزاد فطرت [۱۱۰] کے تحت طالب ہے، پیش نہ کرسکے بلکہ خود بھی اس سے غافل اور ناواقف ہیں اور کبھی اس سے بھاگتے بھی ہیں۔

ک:۔ بہت اہم اور سرنوشت ساز امور میں سے بچوں کے پرائمری اسکول سے لے کر یونیورسٹیوں تک تعلیمی مراکز کا مسئلہ ہے جس کی غیر معمولی اہمیّت کی وجہ سے میں نے بارہا ذکر کیا ہے، اشارتاً تکرار کر رہا ہوں۔ دشمن کی غارت گری کا نشانہ بننے والی اس قوم کو معلوم ہونا چاہئے کہ حالیہ پچاس سال کے عرصے میں جس چیز سے ایران اور اسلام پر مہلک وار لگا ہے اس کے بڑے حصے کا تعلق یونیورسٹیوں سے ہے۔ اگر یونیورسٹیاں اور تعلیم و تربیّت کے دیگر مراکز اسلامی اور قومی پروگراموں کے ساتھ ساتھ ملکی مفادات کی راہ میں بچوں، نوجوانوں اور جوانوں کی تعلیم و تربیّت اور تہذیب کا کام انجام دیتے رہتے تو ہمارا

وطن برطانیہ اور اس کے بعد امریکہ اور روس کے چنگل میں نہ جاتا اور غارت زدہ و محروم عوام پر تباہ کن معاہدے ہرگز مسلّط نہ کئے جاتے۔ ایران میں غیر ملکی مشیروں کے قدم ہرگز نہ جمتے۔ ایران کے ذخائر اور اس ستم رسیدہ ملّت کا کالا سونا یعنی تیل شیطانی طاقتوں کی جیب میں ہرگز نہ جاتا اور پہلوی خاندان اور اس سے وابستہ افراد اس قوم کی دولت و ثروت کو لوٹ نہ سکتے، نہ مظلوموں کی لاش پر ملک کے اندر اور باہر محل اور پارک بنوا سکتے اور نہ ہی ان مظلوموں کی کمائی سے غیر ملکی بینک بھرنے پاتے اور نہ ہی اسے اپنی، اپنے عزیزوں کی عیّاشی اور نفس پرستی پر خرچ کرنے کا موقع ملتا۔

اگر مجلس (پارلیمنٹ) حکومت، عدلیہ اور تمام ادارے اسلامی اور قومی یونیورسٹیوں سے سیراب ہوئے ہوتے تو آج ہماری قوم تباہ کن مشکلات میں مبتلا نہ ہوتی۔

اگر یونیورسٹیوں سے پاکدامن ہستیاں آج جیسی فکر کی نہیں جو کہ اسلام کے مقابلے میں خود کو ظاہر کرتی ہیں بلکہ حقیقتاً اسلامی فکر اور صحیح معنوں میں قومی رحجان کے ساتھ مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ میں جاتیں تو آج ہمارے وطن کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ ہمارے مظلوم عوام قیدِ محرومیّت کی زنجیروں سے آزاد ہوتے۔ شاہی ظلم و ستم کی بساط الٹی ہوتی، فحّاشی و منشّیات کے اڈّے اور عشرت کدے ویران ہوتے۔ ان فحاشیوں نے عزیز اور فعّال نوجوان نسل کو تباہ و برباد کر دیا۔ اگر یونیورسٹیاں اسلامی ہوتیں تو ملک تباہ و برباد تیز انسان کو فنا کرنے والی تمیراث عوام تک نہ پہنچ پاتی۔ یونیورسٹیاں اگر اسلامی، انسانی اور قومی ہوتیں تو سیکڑوں بلکہ ہزاروں مدرّس سماج کے حوالے کرتیں۔ لیکن کتنی افسوسناک اور غم انگیز بات ہے کہ ہائر سیکنڈری اسکول اور یونیورسٹیاں ان لوگوں کے ہاتھ میں تھیں اور ہمارے عزیز ان لوگوں

سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے جن میں چند مظلوم اور محروم افراد کو چھوڑ کر سبھی مغرب پرستوں اور مشرق پرستوں کے آلہ کار تھے اور غیروں کے بتائے ہوئے پروگرام اور منصوبے کے تحت یونیورسٹیوں میں کرسی کے مالک تھے۔ لہٰذا مجبوراً ہمارے عزیز اور مظلوم نوجوان سپر طاقتوں کے زر خرید ان بھیڑیوں کے دامن میں پلتے بڑھتے اور جب قانون سازی، حکومت اور عدالت کی کرسیوں پر براجمان ہوتے تو ظالم پہلوی حکومت کے حکم کے مطابق عمل کرتے تھے۔ اب بحمداللہ تعالیٰ یونیورسٹی بیرونی مجرمین کے چنگل سے آزاد ہو چکی ہے اور ہر دور میں اسلامی جمہوریہ حکومت اور عوام کا فریضہ ہے کہ گمراہ مکاتب یا مشرقی و مغربی رجحان کے مالک فاسد عناصر کو اساتذہ کے تربیتی اداروں، یونیورسٹیوں اور تعلیم و تربیت کے دیگر مراکز میں نہ گھسنے دیں اور پہلے ہی مرحلے میں روک تھام کریں تاکہ مشکل پیش نہ آئے اور اختیار ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔

اساتذہ کے تربیتی اداروں، ہائر سکینڈری اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے عزیز نوجوانوں سے میری وصیت یہ ہے کہ گمراہیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے وہ خود بہادری کے ساتھ اٹھیں تاکہ خود ان کی اور ان کے ملک و قوم کی آزادی و خود مختاری محفوظ رہے۔

ل:۔ مسلح افواج، فوج، پاسداران انقلاب، مضافاتی پولیس(۱۱۱) اور شہری پولیس(۱۱۲) سے لے کر انقلابی کمیٹیاں(۱۱۳)، رضاکار اور قبائلی افواج بھی مخصوص خصوصیت رکھتی ہیں۔

یہ اسلامی جمہوریہ کے طاقتور اور مضبوط بازو، سرحدوں، راستوں، شہروں اور دیہاتوں کے محافظ ہیں۔ یہ لوگ امن و امان کے پاسبان اور ملت کے لئے باعث اطمینان ہیں۔ ان پر ملت، حکومت اور پارلیمنٹ (مجلس شورائے اسلامی) کو خاص توجہ دینی چاہئے۔ اس بات پر توجہ رکھیں کہ ہر چیز اور ہر گروہ سے زیادہ جس چیز سے بڑی طاقتیں اپنی تخریبی پالیسیوں میں استفادہ

کرتی ہیں وہ مسلّح افواج ہیں۔ سیاسی چالبازیوں، فوجی بغاوتوں اور حکومتوں کی تبدیلیوں میں مسلّح افواج ان کے ہاتھ کا کھلونا بنتی ہیں۔ مفاد پرست دھوکے باز ان کے بعض سربراہوں کو خریدتے ہیں اور ان کے ذریعے نیز فریب خوردہ کمانڈروں کی سازشوں سے ممالک کو ہاتھ میں لیتے ہیں، مظلوم اقوام پر اپنا تسلّط جماتے ہیں اور ملکوں کی آزادی و خود مختاری سلب کر لیتے ہیں۔ اگر ایماندار کمانڈروں کے ہاتھ میں فوج کی قیادت ہو تو ملک کے دشمنوں کے لئے فوجی بغاوت ممکن نہ ہوگی اور نہ ہی ملک میں ایسا کوئی سانحہ پیش آئے گا اور اگر پیش آ بھی جائے تو پابندِ عہد کمانڈر اسے ناکام بنا دیں گے۔

ایران میں بھی عوام کے ہاتھوں اس دَور کا جو معجزہ انجام پایا ہے اس میں پابندِ عہد مسلّح افواج اور ایماندار نیز وطن پرست کمانڈروں کا کردار بہت اہم ہے اور آج جبکہ امریکہ اور دوسری طاقتوں کے حکم اور مدد سے صدّام تکریتی کے ذریعے مسلّط کردہ لعنتی جنگ میں تقریبًا دو سال بعد جارح بعثی فوج، اس کے طاقتور حامیوں اور ان کے زرخریدوں کو سیاسی اور فوجی شکست کا سامنا ہے تو یہ قابلِ فخر عظیم کارنامہ بھی محاذوں پر اور محاذ کی پشت پر عوام کی بے دریغ حمایت سے مسلّح افواج، فوج، انتظامیہ، پاسدارانِ انقلاب اور عوامی فوج نے انجام دیا اور ایران کو سربلند و سرافراز کیا اور ملک کے اندر شر انگیزیاں اور سازشیں جو مشرقی و مغربی پٹھوؤں نے اسلامی جمہوریہ کو ختم کرنے کے لئے تیار کی تھیں اسے بھی (انقلابی) کمیٹیوں، پاسدارانِ انقلاب، عوامی رضا کار فوج اور پلیس کے جوانوں نے غیرت مند قوم کی مدد سے ناکام بنا دیا۔ یہی عزیز اور فدا کار نوجوان راتوں کو بیدار رہتے ہیں تاکہ کنبے (کے افراد اپنے گھروں میں) آرام سے سوئیں۔ خدا ان کا ناصر اور مددگار رہے۔

لہٰذا عمر کے ان آخری لمحات میں مسلّح افواج سے بالعموم میری برادرانہ وصیّت یہ ہے کہ اے عزیزو! تم جو اسلام سے محبّت کرتے ہو اور لقاء اللہ (۱۱۴) کے عشق میں محاذوں پر اور پورے ملک میں عظیم فدا کاری و جاں نثاری کا مظاہرہ کر رہے ہو، ہوشیار و بیدار رہو کہ سیاسی بازی گروں، مغرب پرست و مشرق پرست پیشہ ور سیاستدانوں، پسِ پردہ مجرموں کے خفیہ ہاتھوں اور ان کے جرم و خیانت کے تیز دھار اسلحوں کا رُخ ہر گروہ سے زیادہ تم عزیزوں کی جانب ہے۔ تم ہی نے اپنی جانفشانی سے انقلاب کو کامیاب اور اسلام کو زندہ کیا۔ دشمن چاہتے ہیں کہ تم سے ہی فائدہ اٹھا کر اسلامی جمہوریہ کو اکھاڑ پھینکیں اور تم لوگوں کو اسلام نیز قوم و وطن کی خدمت کے نام پر، اسلام اور ملّت سے الگ کر کے دونوں خونخوار بلاکوں میں سے کسی ایک کے دامن میں پہنچا دیں اور ظاہری قومیّت و اسلام نمائی اور اپنی سیاسی چالوں سے تمہاری زحمتوں اور فدا کاریوں کو اکارت کر دینا چاہتے ہیں۔

مسلّح افواج سے تاکید کے ساتھ میری وصیّت ہے کہ پارٹیوں، جماعتوں اور گروہ بندیوں میں حصہ نہ لیتے ہوئے فوجی احکام پر عمل کریں اسی طرح مسلّح افواج، انتظامیّہ فورس، پاسدارانِ انقلاب یا عوامی رضا کار فوج یا دیگر مسلّح فورس کے افراد، ہرگز کسی بھی پارٹی اور جماعت میں شامل نہ ہوں اور خود کو سیاسی کھیل سے دور رکھیں۔ ساتھ ہی خود کو گروہی اختلافات سے محفوظ اور بچاتے رہیں تب ہی اپنی فوجی قوت کو باقی رکھ سکتے ہیں۔ کمانڈروں پر لازم ہے کہ اپنے زیرِ کمان افراد کو پارٹیوں میں جانے سے روکیں اور چونکہ اس انقلاب کا تعلق پوری قوم سے ہے اس لئے اس کی حفاظت حکومت، ملّت اور دفاعی کونسل پر (۱۱۵) واجب ہے۔

مجلس شورائے اسلامی کا شرعی اور وطنی فریضہ ہے کہ اگر مسلّح افواج کے اعلیٰ رتبہ

کمانڈر یا ان سے نیچے درجے کے افراد، اسلام اور ملک کی مصلحت کے خلاف کوئی کام کرنا چاہیں یا پارٹیوں میں شامل ہونا چاہیں تو ان کی مخالفت کریں کیونکہ یہ عمل آپ کو تباہی کی طرف لے جائے گا یا سیاسی کھیل میں شامل ہونا چاہیں تو پہلے ہی مرحلے میں ان کی مخالفت کریں اور رہبر نیز قیادتی کونسل کا فریضہ ہے کہ پوری قوت سے اس بات کو روکیں تاکہ ملک نقصان سے محفوظ رہے۔ میں اس خاکی زندگی کے اختتام میں مسلّح افواج سے مشفقانہ وصیّت کرتا ہوں کہ اسلام جو خودمختاری وحریّت پسندی کا واحد مکتب ہے اور خداوند عالم اس کے نورِ ہدایت کے ذریعے سب کو اعلیٰ انسانی مرتبے کی دعوت دیتا ہے۔ اگر آپ آج اس کے وفادار ہیں تو اس وفاداری میں پائیداری پیدا کریں کیونکہ یہ آپ کو اور آپ کے ملک و قوم کو ان طاقتوں کی وابستگی سے نجات دلاتا ہے جو آپ سب کو اپنا غلام بنانا چاہتی ہیں اور آپ کے عزیز عوام کو پسماندہ اور آپ کے ملک کو اشیائے صَرف کی منڈی بنانا چاہتی ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ کو ہمیشہ اپنے ظلم وستم میں جکڑے رہیں۔ آپ باعزّت انسانی زندگی کو چاہے وہ مشکلات سے بھری کیوں نہ ہو غیروں کی غلامی پر جس میں ہر قسم کی حیوانی زندگی کی سہولتیں فراہم ہیں ترجیح دیں اور جان لیں کہ جب تک ترقی یافتہ صنعتی ضرورتوں میں آپ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں گے اور ان کی غلامی سے نہیں نکلیں گے اس وقت تک آپ میں ایجادات واختراعات اور پیش رفت کی قوت نہیں اُبھرے گی۔

آپ نے اچھی طرح اور عملی طور پر دیکھا کہ اقتصادی ناکہ بندی کے بعد اس تھوڑے سے عرصے میں وہی لوگ جو ہر چیز بنانے سے خود کو عاجز سمجھتے تھے اور کارخانے چلانے سے انہیں مایوس کیا جارہا تھا (۵۵) اپنی فکر سے کام لے کر فوج تیز کارخانوں کی بہت سی

ضروریات کو رفع کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ جنگ، اقتصادی ناکہ بندی اور غیر ملکی ماہرین کا اخراج ایک الٰہی تحفہ تھا جس سے ہم غافل تھے۔ آج اگر حکومت اور فوج عالمی لٹیروں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرکے ایجاد کی راہ میں کوشش کرے تو امید ہے کہ ملک خودکفیل ہو جائے گا اور دشمن کے آگے ہاتھ پھیلانے سے نجات مل جائے گی۔

یہاں اس بات کا اضافہ کردوں کہ یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اس قدر مصنوعی پسماندگی کے بعد ہمیں بیرونی ملکوں کی بڑی صنعتوں کی ضرورت ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ترقی یافتہ علوم میں دونوں بلاکوں میں سے کسی ایک سے وابستہ ہو جائیں۔

حکومت اور فوج کو چاہئے کہ پابندِ عہد طالب علموں کو ان ممالک میں بھیجیں جو ترقی یافتہ بڑی صنعتوں کے مالک تو ہیں لیکن استعمار و استحصال کے خوگر نہیں ہیں اور امریکہ، روس یا ان دیگر ممالک میں جو ان دو بلاکوں کے راستے پر ہیں طالب علم بھیجنے سے پرہیز کریں اِلّا یہ کہ انشاء اللہ ایک دن ایسا آجائے کہ یہ دونوں طاقتیں اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوں اور انسانیت، انسان دوستی نیز دوسروں کے حقوق کے احترام کا راستہ اختیار کرلیں یا انشاء اللہ مستضعفینِ عالم، بیدار قومیں اور پابندِ عہد مسلمین انہیں کیفرِ کردار تک پہنچادیں۔ پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ خدا کرے ایسا ہو۔

م :- ریڈیو، ٹیلی ویژن، جرائد، سینما اور تھیٹر قوموں بالخصوص نوجوان نسل کو تباہ و برباد کرنے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ حالیہ سو سال، بالخصوص اس کی آخری پانچ دہائیوں میں ان وسائل سے اسلام اور خدمتگار علماء کے خلاف خوب پروپیگنڈے کئے گئے۔ مشرقی اور مغربی سامراجیوں کے پروگراموں کو خوب اُچھالا گیا۔ بڑی بڑی سازشیں تیار کی گئیں اور ان ذرائع سے ہر قسم کی

تجمّلاتی اور آرائشی اشیاء کے پرچار کرائے گئے۔ سامراجی عمارتوں، ان کی آرائش وزیبائش، ان کے کھانے پینے کے طور طریقے اور ان کے لباس کے انداز کو خوب رواج دیا گیا چنانچہ زندگی کے تمام شعبوں میں اسے رچایا بسایا گیا۔ رفتار وگفتار، رہن سہن ہر چیز میں مغرب ومشرق کے طور طریقے کی تقلید کرائی گئی۔ یہی وجہ تھی کہ خوشحال اور متوسط طبقے کی خواتین کے درمیان مغربیت، بڑے فخر کی بات تھی۔ اپنی عام بول چال اور تحریر میں مغربی الفاظ کے استعمال کی کثرت تھی۔ ان الفاظ کا سمجھنا اکثر لوگوں کے لئے ناممکن بلکہ خود ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کے لئے بھی مشکل تھا۔

ٹیلی ویژن پر دکھائی جانے والی فلمیں مشرق یا مغرب کی پیداوار تھیں جنہوں نے نوجوان عورتوں اور مردوں کو زندگی کے عام راستے، کام کاج، صنعت وپیداوار اور علم و دانش سے ہٹا کر ان کے اندر اپنی ذات اور شخصیت سے بیگانگی اور اپنی نیز اپنے ملک کی ہر چیز ادب و ثقافت حتیٰ گرانقدر علمی وثقافتی تخلیقات سے بھی بدظن بنا دیا تھا۔ ہمارے ان گرانقدر آثار میں سے کچھ مفاد پرست خائنوں کے ذریعے مشرق ومغرب کے میوزیم اور کتب خانوں میں پہنچ چکے ہیں۔ اسی طرح جرائد کی حالت افسوسناک تھی، وہ اخلاق سے گرے مقالات اور گندی تصویروں سے بھرے تھے نیز اخبارات اپنی ثقافت کے خلاف اور اسلام کی مخالفت میں مضامین شائع کر کے فخر کے ساتھ عوام خصوصاً مؤثر نوجوان طبقے میں تقسیم کرتے اور اس طرح انہیں مغرب یا مشرق کا دلدادہ بناتے تھے۔ ان جرائد میں اخلاقی بدعنوانی کے اڈوں، عیش ونشاط کی جگہوں، قمار خانوں اور لاٹری کے مراکز، لگزری (LUXURY) کی اشیاء، آرائش وزیبائش کے سامان، کھیل کود کے

وسائل کی دکانوں، شراب خانوں، بالخصوص مغرب سے وارد کی جانے والی اشیاء کی وسیع پیمانے پر ترویج کی جاتی اور پٹرول گیس نیز دیگر زیر زمینی ذخائر کی برآمد کے بدلے میں گڑیاں، کھیل کود کے سامان اور آرائشی اشیاء اور اسی قسم کی سیکڑوں چیزیں درآمد کی جاتی تھیں جن سے ہم جیسے لوگ بے خبر ہیں۔

اگر خدانخواستہ یہ تباہ کن اور پٹھو پہلوی حکومت باقی رہتی تو ہمارے بلند اقبال جوان جو اسلام و وطن کے مستقبل کا سرمایہ ہیں، جن سے ملّت کی امیدیں وابستہ ہیں، فاسد حکومت، اس کے ذرائع ابلاغ اور مشرق پرست و مغرب پرست روشن خیالوں کے شیطانی منصوبوں اور سازشوں کے ذریعے ملّت اور اسلام کے دامن سے نکل گئے تھے۔ یہ جوان خود کو یا اخلاقی بدعنوانی کے مراکز میں تباہ و برباد کر دیتے یا عالم خوار طاقتوں کے خدمت گار بن کر ملک کو تباہ کر ڈالتے۔

خداوند عالم نے ہم پر اور ان پر رحم کیا اور سب کو لٹیروں اور مفسدین کے شر سے بچایا۔ اب موجودہ و آئندہ کی مجلس شورائے اسلامی، صدر جمہوریہ اور بعد میں آنے والے جمہوری سربراہوں نگہبان کونسل، عدالتی کونسل اور ہر دور کی حکومت سے میری وصیت ہے کہ ان اخبارات، پریس اور جرائد کو اسلام اور ملک کے مفادات سے منحرف نہ ہونے دیں۔

ہم سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ مغربی طرز کی آزادی، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تباہی کا موجب اور اسلام و عقل کے نزدیک قابلِ مذمّت ہے۔ اسلام ہیں ملک کے مفاد اور عفّت و پاکدامنی کے خلاف کی جانے والی تشہیرات، مضامین، تقاریر، کتب اور جرائد حرام ہیں اور ہم سب پر اور تمام مسلمانوں پر ان کی روک تھام واجب ہے۔

مخرب اخلاق آزادی پر پابندی ہونی چاہئے اور جو چیزیں اسلامی ملک و ملّت کے راستے کے خلاف اور اسلامی جمہوریہ کی حیثیّت و عظمت کے منافی ہیں اگر انہیں سختی سے نہ روکا گیا تو ہم سب ذمہ دار ہوں گے۔ حزب اللّٰہی نوجوان اور عوام اگر مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات دیکھیں تو متعلقہ اداروں سے رجوع کریں اور اگر وہ کوتاہی کریں تو خود اپنے تئیں روکنے کی کوشش کریں۔ خداوند عالم سب کا حامی و مددگار ہے۔

ن :۔ وہ تنظیمیں، گروہ اور افراد جو عوام، اسلامی جمہوریہ اور اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہیں سب سے پہلے ملک کے اندر اور باہر موجود ان کے لیڈروں سے میری وصیّت ہے کہ تم لوگوں نے جس طرح سے بھی اقدام کیا، جو سازشیں بھی کیں اور جس ملک کا بھی سہارا لیا ان سب کے طولانی تجربے سے تم کو، جو خود کو عالم و عاقل سمجھتے ہو معلوم ہونا چاہیئے کہ دہشت گردی، بم کے دھماکے اور بے بنیاد و بے سر و پیر کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے ایک فداکار قوم کو اس کے راستے سے نہیں ہٹایا جا سکتا کسی بھی حکومت کو ان غیر انسانی اور غیر منطقی طریقوں سے اقتدار سے نہیں محروم کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور سے ایرانی قوم جیسی قوم کو، جس کے کمسن بچوں سے لے کر سن رسیدہ مرد اور بوڑھی عورتیں سبھی اسلامی جمہوریہ، قرآن، مذہب اور مقصد کی راہ میں فداکاری و جاں نثاری کر رہی ہیں۔ تم تو جانتے ہی ہو اور اگر نہیں جانتے ہو تو بہت ہی سادہ لوحی سے سوچتے ہو کیونکہ ملّت تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ فوج تم لوگوں کی دشمن ہے اور اگر بالفرض فوج اور عوام تمہارے ساتھ اور تمہارے طرفدار تھے بھی تو تمہارے احمقانہ افعال اور مجرمانہ اقدام نے جو تمہاری شہ پر انجام پاتے ہیں عوام کو تم سے الگ کر دیا اور تم لوگوں نے سوائے دشمن بنانے کے کیا کیا ہے؟

عمر کے ان آخری ایام میں میری تم سے خیر خواہانہ وصیت یہ ہے کہ اوّلاً تم اس طاغوت کے ہاتھوں ستائی ہوئی رنج دیدہ قوم کے ساتھ بر سرِ پیکار ہوئے ہو جس نے ڈھائی ہزار سالہ ستم شاہی دور کے بعد اپنے بہترین جوانوں اور فرزندوں کو نثار کر کے پہلوی حکومت اور مشرق و مغرب کے خون آشام مجرموں کے ستم سے نجات حاصل کی ہے!

ایک انسان کا ضمیر چاہے وہ کتنا ہی پست اور پلید کیوں نہ ہو اس بات پر کیسے راضی ہو سکتا ہے کہ کسی منصب کے حصول کی امید پر اپنے وطن اور قوم کے ساتھ اس طرح پیش آئے اور اس کے چھوٹے بڑے کسی پر بھی رحم نہ کرے؟

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان بے فائدہ اور غیر عاقلانہ کاموں سے ہاتھ کھینچ لو، عالمی لٹیروں کے دھوکے میں نہ آؤ، جہاں بھی ہو، اگر تم نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے تو اپنے وطن اور اسلام کی آغوش میں واپس آجاؤ اور توبہ کرلو کیونکہ خداوند عالم رحمٰن اور رحیم ہے۔ اور انشاء اللہ اسلامی جمہوریہ اور عوام تمہارے ساتھ درگزر سے کام لیں گے اور اگر کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی سزا خداوند کریم نے معیّن کردی ہے، اس کے باوجود آدھے راستے سے واپس آجاؤ توبہ کرو اور اگر تمہارے اندر ہمّت ہے تو سزا قبول کرلو اور اپنے اس فعل سے خود کو خدا کے سخت عذاب سے بچاؤ اور اگر یہ ہمّت نہیں تو جہاں کہیں بھی ہو اپنی زندگی اس سے زیادہ تباہ نہ کرو اور کسی دوسرے کام میں مشغول ہوجاؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

اس کے بعد ان لوگوں کے اندرونی اور بیرونی طرفداروں سے وصیّت کرتا ہوں کہ کس جذبے کے تحت ان لوگوں کے لئے اپنی جوانی تباہ کر رہے ہو جن کے لئے اب ثابت ہو چکا ہے کہ عالمخوار طاقتوں کے خدمت گار ہیں، ان کے منصوبوں پر عمل کرتے ہیں

اور نادانستہ طور پر ان کے جال میں پھنس گئے ہیں اور تم لوگ کس کے لئے اپنی قوم پر ظلم کر رہے ہو ؟ تم ان کے فریب کا شکار ہو چکے ہو اور اگر ایران میں ہو تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ لاکھوں پر مشتمل عوام اسلامی جمہوریہ کے وفادار اور اس کے خیر خواہ ہیں اور تمہارا مشاہدہ ہے کہ موجودہ حکومت اور گورنمنٹ جان و دل سے عوام اور غریبوں کی خدمت کر رہی ہے اور جو لوگ عوامی ہونے اور عوام کے لئے مجاہد و فدا کار ہونے کے جھوٹے دعویدار ہیں، وہ خلقِ خدا کی دشمنی پر کمر بستہ ہیں اور تم جیسے سادہ لوح لڑکوں اور لڑکیوں سے اپنے مقصد کے حصول یا ان دونوں عالمخوار بلاکوں کے مقاصد کے لئے کھیل رہے ہیں اور خود یا ملک سے باہر دونوں جرائم پیشہ بلاکوں میں سے کسی ایک کی آغوش میں (بیٹھ کر عیاشی و) تفریح میں وقت گزار رہے ہیں یا ملک کے اندر (دہشت گرد اڈوں والے) عالیشان محلوں میں بدقسمت مجرمین کی طرح امارت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور تم نوجوانوں کو موت کے منہ میں ڈھکیلتے ہیں۔

ملک کے اندر اور باہر موجود، تم نوجوانوں اور جوانوں کو میری مشفقانہ نصیحت ہے کہ غلط راستے سے واپس آجاؤ اور معاشرے کے محروم لوگوں سے جو جان و دل سے اسلامی جمہوریہ کی خدمت کر رہے ہیں متحد ہو جاؤ، آزاد و خود مختار ایران کے لئے کام کرو تاکہ ملک و قوم مخالفین کے شر سے نجات پائے اور سب ایک ساتھ باعزت زندگی گزاریں۔ کیوں اور کب تک ایسے لوگوں کے اشارے پر چلتے رہو گے، جو اپنے ذاتی مفادات کے سوا کچھ اور سوچتے ہی نہیں، اور بڑی طاقتوں کی آغوش و پناہ میں بیٹھے اپنی ہی قوم سے جنگ کر رہے ہیں اور تم کو اپنے منحوس مقاصد اور اقتدار پسندی پر قربان کر رہے ہیں۔ تم نے انقلاب کی کامیابی

کے ان چند برسوں میں دیکھا کہ ان کے دعوے ان کے کردار و عمل کے منافی ہیں۔ یہ دعوے صرف سادہ لوح نوجوانوں کو دام فریب میں پھانسنے کے لئے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ اس ملّت کے سیلِ خروشاں کے مقابلے میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے اور تمہارے کاموں کا نتیجہ خود تمہارے نقصان اور عمر کی تباہی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

چونکہ ہدایت کرنا ہمارا فریضہ تھا وہ ہم نے ادا کر دیا ہے۔ امید ہے کہ اس نصیحت پر جو میری موت کے بعد تم تک پہنچے گی اور اس میں اقتدار پسندی کا کوئی شائبہ نہیں ہے، عمل کرو گے اور خود کو خدا کے سخت عذاب سے نجات دلاؤ گے۔ خداوند منّان تمہاری ہدایت فرمائے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے۔

بائیں بازو والوں، جیسے کمیونسٹوں، فدائی خلق کے چھاپہ ماروں اور بائیں بازو کی طرف جھکاؤ رکھنے والے دوسرے گروہوں سے میری وصیّت یہ ہے کہ تم لوگوں نے مکاتیبِ عالم کی چھان بین کئے بغیر اسلام کے جاننے والوں کو چھوڑ کر ایسے نظریئے کو کیوں اختیار کر لیا جو دنیا میں دم توڑ رہا ہے؟

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایسے نظریے کے معتقد ہو گئے ہو جو صاحبانِ تحقیق کے نزدیک لچر اور کھوکھلا ہے۔ وہ کون سا محرک ہے جس نے تم کو اس پر اکسایا ہے کہ اپنے ملک کو روس یا چین کے دامن میں لے جانا چاہتے ہو؟

عوام دوستی کے نام پر اپنی قوم سے جنگ پر کمربستہ ہو یا غیروں کے نفع میں اپنے ملک اور ستم رسیدہ عوام کے خلاف سازش کر رہے ہو، دیکھ رہے ہو کہ کمیونزم کی پیدائش ہی سے اس کی طرفدار، آمریّت پسند، مطلق العنان اور اقتدار طلب حکومتیں رہی ہیں۔ کتنی قومیں ہیں کہ

جنہیں عوام کی طرفداری کے علمبردار روس نے پیروں تلے روند کر صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

روس کی مسلمان اور غیر مسلمان دونوں قومیں، کمیونسٹ پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ میں اب تک ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں اور عالمی ڈکٹیٹروں کے گھٹن سے بھی زیادہ سخت گھٹن میں ہر قسم کی آزادی سے محروم ہو کر زندگی گزار رہی ہیں۔ اسٹالن (۱۱۶) جو اس پارٹی کی نام نہاد شخصیّتوں میں سے تھا، اس کی آمد و رفت، اس کے طنطنے اور اس کی شان و شوکت ہم نے دیکھی ہے آج تم دھوکہ کھائے لوگ اس حکومت کے عشق میں جان دے رہے ہو جبکہ روس اور اس کے زیرِ نگیں افغانستان جیسے دوسرے پٹھو ممالک کے مظلوم عوام ان ہی کمیونسٹوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن کر جاں بحق ہو رہے ہیں اور تم لوگ تو عوام کی طرفداری کے دعویدار ہو لیکن جہاں کہیں بھی تم لوگوں کی رسائی ہوئی وہاں تم نے ظلم کیا۔ تم ہی لوگوں نے تو آمل (۱۱۷) (شہر) کے شریف باشندوں پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے اگرچہ غلط طور پر انہیں اپنا طرفدار بتاتے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو بہلا پھسلا کر عوام اور حکومت سے جنگ کے لئے بھیجا اور وہ مارے گئے۔ کون سے جرائم ہیں جن کا ارتکاب تم نے نہیں کیا ہے؟

محروم عوام کے نام نہاد طرفدارو! تم ایران کے محروم اور مظلوم عوام کو روسی آمریّت کے حوالے کرنا چاہتے ہو اور فدائی خلق نیز محروموں کی طرفداری کی آڑ لے کر ایسی خیانت کر رہے ہو؟ فرق اتنا ہے کہ تودہ پارٹی اور اس کے رفقائے کار اسلامی جمہوریہ کی طرفداری کی نقاب ڈال کر سازشوں میں مصروف ہیں اور دوسری تنظیمیں، اسلحے، دہشت گردی اور بم کے دھماکوں کے ذریعے یہ خیانت کر رہی ہیں۔

تمام پارٹیوں اور تنظیموں سے جو ایسے تو بائیں بازو کے نام سے مشہور ہیں، گرچہ

قرائن وشواہد بتاتے ہیں کہ یہ امریکن کمیونسٹ ہیں یا وہ تنظیمیں جو مغرب سے فکری توانائی حاصل کرتی ہیں، یا وہ گروہ جو کُرد(۱۱۸) اور بلوچ(۱۱۹) عوام کی طرفداری و خود مختاری کے نام پر برسرپیکار ہیں اور کُردستان(۱۲۰) نیز دوسری جگہوں کے محروم عوام کو ختم کررہے ہیں اور ان صوبوں میں جمہوری حکومت کے تعمیرِ نو، اقتصادی، ثقافتی اور طبّی کاموں میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں جیسے ڈیموکریٹ(۱۲۱) اور کوملہ(۱۲۲) پارٹیاں۔ ان سب سے میری وصیّت ہے کہ عوام سے ملحق ہو جاؤ، عوام کو اس کا تجربہ ہے کہ ان علاقوں کے مکینوں کو بدقسمت بنانے کے علاوہ اب تک تم لوگوں نے کوئی کام نہیں کیا ہے اور نہ ہی کرسکتے ہو۔ بنابریں خود ان کی، قوم کی اور ان کے علاقوں کی مصلحت اس میں ہے کہ حکومت کا ساتھ دیں۔ سرکشی، غیروں کی خدمت اور اپنے وطن سے خیانت سے دستبردار ہو جائیں اور ملک کی تعمیر میں لگ جائیں۔ یقین رکھیں کہ اسلام ان کے جرائم پیشہ مغربی بلاک اور ڈکٹیٹر مشرقی بلاک دونوں سے بہتر ہے اور عوام کی انسانی آرزوئیں بہتر طریقے سے پوری کرسکتا ہے۔

ان مسلمان گروہوں سے جو غلطی سے مغرب یا مشرق کی طرف جھکے نظر آتے ہیں اور منافقین کی جن کی خیانت اب آشکارا ہو چکی ہے، گاہ طرفداری کرتے ہیں اور اسلام کے خیرخواہوں پر لعن طعن کرتے تھے ان سے میری وصیّت یہ ہے کہ اپنی غلطی پر اصرار نہ کریں، اسلامی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور رضائے خدا کے لئے حکومت، پارلیمنٹ (مجلس شورائے اسلامی) اور مظلوم قوم کے ہم آواز وہمراہ ہو جائیں، تاریخ کے ان مستضعفین کو مستکبرین کے شر سے نجات دلائیں اور پاکیزہ فکر، پاک سیرت اور متدیّن عالم جناب مدرّس مرحوم(۱۲۳) کے اس کلام کو یاد کریں جو انھوں نے اُس

دَور کی افسردہ وغمزدہ پارلیمنٹ (مجلس شورائے ملّی) میں کہا تھا کہ اگر ہمیں ختم ہونا ہی ہے تو اپنے ہاتھوں کیوں ختم ہوں۔

میں بھی آج اس شہید راہِ خدا کو یاد کرتے ہوئے آپ مومن بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ مشرق کی سرخ فوج یا مغرب کی سیاہ فوج کے زیر پرچم شاندار امارات کی زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ ہم امریکہ اور روس کے مجرمانہ ہاتھوں صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں اور اپنے خون سے سرخرو ہو کر باعزت طور پر خدا کے سامنے جائیں، یہ انبیائے کرام، ائمہ مسلمین اور بزرگانِ دینِ مبین کی سیرت اور راستہ ہے جس پر ہمیں چلنا چاہئے۔

ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ اگر ملّت چاہے تو آزاد زندگی گزار سکتی ہے اور دنیا کے طاقتور کسی قوم پر اس کے عقیدے کے خلاف کوئی چیز مسلّط نہیں کر سکتے۔ افغانستان سے عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ اگرچہ اس ملک کی غاصب حکومت اور بائیں بازو کی پارٹیاں روس کے ساتھ تھیں اور اب بھی ہیں، مگر اب تک عوام کو جھکا نہ سکیں۔

اس کے علاوہ اب دنیا کی قومیں بیدار ہو چکی ہیں اور اب زیادہ عرصہ نہیں لگے گا کہ یہ بیداری، ایک تحریک و انقلاب میں تبدیل ہو جائے گی اور یہ قومیں متکبر ستمگروں کے تسلّط سے نجات حاصل کر لیں گی، آپ اسلامی اصولوں کے پابند مسلمان، دیکھ رہے ہیں کہ مشرق و مغرب سے جدائی و علیحدگی کی برکات سامنے آرہی ہیں۔ مقامی مفکّر دماغوں نے کام کرنا شروع کیا اور خود کفیلی کی جانب بڑھ رہے ہیں، مشرق و مغرب کے خائن ماہرین' ہماری قوم کے لئے جو کام محال بتاتے تھے آج ہماری قوم نے اپنی فکر اور ہاتھوں سے نمایاں طور پر انجام دیئے اور انشاء اللہ طویل عرصے میں انجام دے گی۔

صد افسوس کہ یہ انقلاب تاخیر سے وقوع پذیر ہوا۔ اور کم از کم محمد رضا کی کثیف جابرانہ حکومت کے اوائل ہی میں نہیں آیا، اگر اسی وقت یہ انقلاب آگیا ہوتا تو غارت زدہ ایران اس ایران کے بجائے کچھ اور ہوتا۔

قلمکاروں، مقرّرین، روشن خیالوں، اعتراض کرنے والوں اور کینہ رکھنے والوں سے میری وصیّت یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ اپنا وقت اسلامی جمہوریہ کی مخالفت میں ضائع کریں، اپنی ساری طاقت پارلیمنٹ (مجلس شورائے اسلامی)، حکومت اور تمام خدمتگذاروں کی برائی کرنے، برا چاہنے اور بداندیشی میں لگائیں اور اپنے اس عمل سے ملک کو بڑی طاقتوں کی طرف لے جائیں، ایک رات خدا سے تنہائی میں اور اگر خدا پر عقیدہ نہیں رکھتے تو اپنے ضمیر سے پوچھیں اور اپنے باطنی جذبے کا، جس سے اکثر انسان بے خبر رہتے ہیں جائزہ لیں۔ دیکھیں کہ کس انصاف اور معیار کے تحت آپ محاذوں اور شہروں میں ان ٹکڑے ٹکڑے ہونے ہونے والے جوانوں کے خون کو نظر انداز کر رہے ہیں اور اس ملّت کے ساتھ جو ملکی اور غیر ملکی لٹیروں اور ستمگروں کے تسلط سے رہائی چاہتی ہے، اس نے اپنی جان اور عزیز فرزندوں کی قیمت پر آزادی و خود مختاری حاصل کی اور فداکاری و جاں نثاری سے اس کو باقی رکھنا چاہتی ہے، آپ اس قوم سے نفسیاتی جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اختلاف انگیز اور خیانت آمیز سازشیں کر رہے ہیں اور مستکبروں نیز ستمگروں کے لئے راستہ کھول رہے ہیں۔ کیا بہتر نہیں ہے کہ اپنی فکر اور قلم و بیان، وطن کی حفاظت کے لئے اور حکومت، مجلس (شورائے اسلامی) اور ملّت کی رہنمائی میں استعمال کریں؟

کیا بہتر نہیں ہوگا کہ اس مظلوم و محروم قوم کی مدد کریں اور اپنی مدد سے اسلامی

حکومت قائم کریں ؟ آیا اس مجلس (شورائے اسلامی) ، صدرِ جمہوریہ ،حکومت اور عدلیہ کو سابقہ دورِ حکومت سے بدتر سمجھتے ہیں ؟ آیا اس بیکس مظلوم قوم پر اُس لعنتی حکومت کے ظلم و ستم آپ نے فراموش کردیئے ہیں ؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ اسلامی ملک اس زمانے میں امریکہ کا فوجی اڈہ تھا اور اس کے ساتھ ایک نوآبادیات جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ پارلیمنٹ سے لے کر حکومت اور فوج سب پر ان کا قبضہ تھا۔ ان کے مشیر، صنعت کار اور ماہرین اس قوم اور اس کے ذخائر کے ساتھ کیا کرتے تھے ؟ آیا پورے ملک میں فحاشی ،عشرت کدوں ،قمار خانوں ، میخانوں ، شراب کی دکانوں اور سینما گھروں کو فراموش کرچکے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پوری نسل کو تباہ کرنے کا بڑا ذریعہ تھا۔ آیا اس حکومت کے مکمل طور پر مخرب اخلاق جرائد، اخبارات اور ذرائع ابلاغ کو آپ بھلا بیٹھے ہیں ؟

اور اب جبکہ اخلاقی برائیوں کے ان بازاروں کے کوئی آثار نہیں ہیں، چند عدالتوں میں یا چند جوانوں کے جو شاید اکثر منحرف گروہوں کے اشاروں پر اسلام نیز اسلامی جمہوریہ کو بدنام کرنے کے لئے غلط کام کرتے ہیں اور چند افراد کے جو مُفسِدُ فِی الْاَرض ہیں اور اسلام نیز اسلامی جمہوریہ کے خلاف اٹھے تھے مارے جانے پر آپ چیخ اٹھتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ متحد ہورہے ہیں جو صراحتہً اسلام کی مذمّت کرتے ہیں۔ اسلام کے خلاف جنگ یا قلم اور زبان کی جنگ کررہے ہیں جو کہ مسلحانہ جنگ سے بھی بدتر ہے۔ ان کی طرف برادری کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور جن لوگوں کے قتل کو خداوند عالم نے مباح قرار دیا ہے انہیں اپنی آنکھوں کا نور کہتے ہیں؟ جو لوگ (۱۴ اسفند) ۵ مارچ (۱۴۰۳) کا سانحہ وجود میں لائے ،جنہوں نے بے گناہ جوانوں کو زد و کوب کرکے شہید کیا ان کے ساتھ آپ بیٹھ کر معرکہ دیکھتے ہیں؟ حکومت

اور عدلیہ کا کام ، اخلاقی اور اسلامی فعل ہے ، یہ دشمنوں ، منحرفین اور ملحدین کو کیفر کردار تک پہنچا رہے ہیں اور اس پر آپ مظلومیت کی دہائی دے رہے ہیں ؟

میں آپ بھائیوں کے لئے کہ آپ کے گزشتہ حالات سے کسی حد تک مطلع ہوں اور آپ میں سے بعض سے لگاؤ رکھتا ہوں اور آپ کے حالات پر صدمہ ہے لیکن ان لوگوں کے لئے کوئی صدمہ نہیں ، جنہوں نے خیر خواہانہ لباس میں شرارتیں کیں ، چرواہے کے بھیس میں بھیڑئیے تھے اور ایسے بازیگر تھے جو سب کا کھلواڑ اور مذاق بنا کر ملک و ملّت کو تباہ کرتے اور دو لیٹری بڑی طاقتوں میں سے ایک کی خدمت کرنے کی فکر میں تھے ۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے پلید ہاتھوں سے قابلِ قدر جوانوں ، مردوں اور معاشرے کی تربیّت کرنے والے علماء کو شہید کیا اور مسلمان مظلوم بچوں پر رحم نہیں کیا انہوں نے معاشرے میں اپنے آپ کو رسوا اور خداوند قہّار کی بارگاہ میں ذلیل و خوار کیا اور اُن کے پاس بازگشت کی راہ نہیں کیونکہ ان پر نفسِ امّارہ (۱۲۵) کا شیطان غالب ہے لیکن آپ مومن بھائی ، کابینہ اور پارلیمنٹ (مجلس) کی مدد کریں اور شکایت نہ کریں کیونکہ وہ محروموں ، مظلوموں ، غریبوں اور ناداروں نیز زندگی کی تمام نعمتوں سے محروم لوگوں کی خدمت کی کوشش کر رہی ہیں ۔ کیا آپ نے ان مشکلات اور خرابیوں کے باوجود جو ہر انقلاب کا لازمہ ہے اور مسلّط کردہ جنگ کے باوجود جو بے شمار نقصانات ، لاکھوں ملکی اور غیر ملکی پناہ گزینوں (مہاجروں) اور حد سے زیادہ مزاحمتوں اور رکاوٹوں کے ہمراہ ہے (اسلامی) جمہوریہ کے اداروں کی اس مختصر سی مدّت کی خدمات کا سابق نظام حکومت کے آباد کاری کے کاموں سے مقابلہ کیا ہے؟

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اس زمانے کے آباد کاری کے کام تقریباً شہروں یا

مالدار محلّوں کے لئے مخصوص تھے اور غریبوں نیز محروم لوگوں کو ان کاموں میں سے بہت کم حصّہ نصیب ہوتا تھا یا ہوتا ہی نہ تھا اور موجودہ حکومت اور اسلامی ادارے اس محروم گروہ کے لئے دل و جان سے خدمت کر رہے ہیں۔ آپ مومن افراد بھی حکومت کی مدد کریں تاکہ کام جلد انجام پائیں اور خدا کے حضور جہاں بہر حال جائیے گا، اس کے بندوں کی خدمت کے تمغوں کے ساتھ جائیں۔

(یہاں سے عبارت کا ایک حصہ میرے ہاتھوں نکالا گیا ہے)

س :۔ ایک چیز جس کے بارے میں وصیّت اور یاد دہانی ضروری ہے یہ ہے کہ اسلام نہ صرف یہ کہ مظلوم عوام کو محروم کرنے والی سرمایہ داری کا موافق نہیں ہے، بلکہ کتاب و سنّت میں اس کی سخت مذمّت بھی کی گئی ہے اور اس کو سماجی انصاف کا مخالف سمجھتا ہے۔ اگرچہ اسلامی نظامِ حکومت سے بے خبر بعض کج فہم لوگوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں ایسا ظاہر کیا ہے اور آج بھی اس پر باقی ہیں کہ اسلام بے حد و حساب سرمایہ داری اور مالکیّت کا طرفدار ہے اور اس طرح انہوں نے اسلام کے نورانی چہرے کو اپنی کج فہمی سے چھپانا چاہا ہے اور خود غرضوں نیز اسلام کے دشمنوں کے لئے راہ ہموار کی ہے تاکہ وہ اسلام پر حملہ کریں اور اس کو مغرب کی سرمایہ دارانہ حکومت مثلاً امریکہ اور برطانیہ کی حکومت اور مغرب کی دیگر لوٹ کھسوٹ کرنے والی حکومتوں جیسی حکومت سمجھیں، اور وہ ان نادانوں کے قول و فعل پر بھروسہ کر کے حقیقی اسلام شناسوں سے رجوع کئے بغیر ذاتی غرض کے تحت یا احمقانہ طور پر اسلام کی مخالفت پر اتر آئے ہیں۔

اسلام، کمیونزم اور مارکسزم، لینن ازم کے نظام کی مانند نظامِ حکومت نہیں، جو

فردی ملکیّت کے مخالف اور اشتراکیّت کے قائل ہیں اور جن میں قدیم ادوار سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ یہ لوگ عورت اور ہم جنسی تک میں اشتراکیّت کے قائل ہیں۔ یہ لوگ آمریّت و مطلق العنان نظام حکومت کے علمبردار ہیں۔ اس کے برخلاف اسلام محدود مالکیّت و مصرف کو قبول کرتا ہے اور اسے محترم سمجھتا ہے چونکہ اسلام ایک معتدل نظام حکومت ہے اور اگر اس پر صحیح طور پر عمل ہو تو صحتمند اقتصادیات کے پہیئے گھومنے لگیں گے اور سماجی انصاف جو ایک صحتمند حکومت کا لازمہ ہے عملی ہو جائے گا۔

یہاں بھی کچھ لوگ کج فہمیوں اور اسلام کے اقتصادی نظام سے ناواقفیّت کی وجہ سے پہلے گروہ کے ہم خیال ہو گئے ہیں اور انہوں نے بھی کچھ جگہوں پر بعض آیتوں یا نہج البلاغہ کے جملوں کا سہارا لے کر اسلام کو مارکس (۱۲۶) اور اس کی مانند افراد کے انحرافی مکاتب کا موافق بتایا ہے۔ اور وہ دیگر آیات اور نہج البلاغہ کے جملوں پر توجہ نہ دے کر خودسرانہ طور پر اپنی ناقص سمجھ کے ساتھ اشتراکی فرقوں کی پیروی کرتے ہیں اور کفر و استبداد، انسانی اقدار کو نظر انداز کرنے والے گھٹن کے ماحول اور ایک اقلیّتی پارٹی کی جو انسانوں کی کثیر تعداد کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرتی ہے، حمایت کرتے ہیں۔

مجلس (شورائے اسلامی)، نگہبان کونسل، کابینہ، صدر جمہوریہ اور عدالتی کونسل کے لئے میری وصیّت یہ ہے کہ خداوند عالم کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہیں۔ اور سرمایہ داری کے ظالم لٹیروں اور اشتراکی و کمیونسٹ و ملحد حامیوں کے کھوکھلے پروپیگنڈوں سے متأثر نہ ہوں اور اسلامی دائروں میں رہنے والی ملکیّت اور جائز سرمایوں کا احترام کریں، قوم کو اطمینان دلائیں تاکہ سرمائے اور تعمیری سرگرمیاں جاری رہیں اور حکومت و ملک کو خودکفیل

بنائیں، ہلکی و بھاری صنعتوں کو فروغ دیں۔ میں جائز پیسے والوں اور دولتمندوں سے وصیّت کرتا ہوں کہ اپنی حلال کمائی کو کام میں لگائیں۔ کھیتوں، دیہاتوں اور کارخانوں میں تعمیری اور مفید کام انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، کیونکہ یہ خود ایک قابلِ قدر عبادت ہے۔

میں محروم طبقات کی فلاح و بہبود کی کوشش کے لئے سب سے وصیت کرتا ہوں کیونکہ دنیا و آخرت میں آپ کی بھلائی معاشرے کے ان محروموں کی حالت بہتر بنانے میں ہے جنہوں نے ظالمانہ شاہی حکومت اور قبائلی سرداری (جاگیردارانہ نظام) کی تاریخ میں رنج و زحمتیں برداشت کی ہیں۔ کتنا اچھا ہے کہ مالدار طبقے کے لوگ رضا کارانہ طور پر جھگیوں اور جھونپڑیوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے مکان اور آسائش فراہم کریں اور مطمئن رہیں کہ دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے اور یہ انصاف نہیں ہے کہ ایک تو بے گھر ہو اور ایک کے پاس کئی فلیٹ ہوں۔

ع:۔ ان علماء اور نام نہاد ملّاؤں کے گروہ کے لئے جو مختلف محرّکات کے تحت اسلامی جمہوریہ اور اس کے اداروں کی مخالفت کرتے ہیں، ہمہ وقت اس کا تختہ الٹنے میں مصروف رہتے ہیں اور سازش کرنے والے مخالفوں اور سیاسی کھلاڑیوں کی مدد کرتے ہیں نیز بعض اوقات جیسا کہ بتایا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے خدا سے بے خبر سرمایہ داروں سے ملنے والی بھاری رقومات سے بڑی مدد پہنچاتے ہیں۔

میری وصیّت یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ابھی تک اپنے ان غلط کاموں سے کامیابی نہیں ہوئی اور بعد میں بھی میرے خیال میں آپ کو کامیابی نہ ہوگی، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ

اگر آپ نے دنیا کی خاطر یہ کام کیا ہے تو ہر گز خدا آپ کو آپ کے منحوس مقصد میں کامیاب ہونے نہیں دے گا۔ ابھی توبہ کرنے کا وقت ہے۔ خداوند عالم کی بارگاہ میں توبہ کر لیں اور مظلوم و نیازمند قوم کے ہم آواز بن جائیں اور اسلامی جمہوریہ کی، جو قوم کی قربانیوں سے حاصل ہوئی ہے حمایت کریں کیونکہ دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے۔ اگرچہ مجھے امید نہیں ہے کہ آپ توبہ کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ جو لوگ بعض غلطیوں یا بعض فروگزاشت کی وجہ سے جو ان سے عمداً یا سہواً سرزد ہوئی ہیں جس کا اسلام مخالف ہے اسے بنیاد بنا کر اسلامی جمہوریہ کے اصول اور اس کی حکومت کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور خدا کی خاطر اس کا تختہ الٹنے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں ان کے نزدیک یہ جمہوریہ بادشاہی حکومت سے بدتر یا اس جیسی ہے! وہ لوگ ٹھنڈے دل سے تنہائیوں میں سوچیں اور انصاف سے سابق حکومت اور نظامِ حکومت سے مقابلہ کریں۔

اس پر بھی توجّہ دیں کہ دنیا کے انقلابوں میں ہرج و مرج، غلطیوں اور موقع پرستیوں کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے اور اگر آپ اس (اسلامی) جمہوریہ کی مشکلات کو مدّنظر رکھیں، اس کے خلاف کئے جانے والے جھوٹے پروپیگنڈوں، ملک کے اندر اور ملک کے باہر کے مسلّحانہ حملوں، اسلام اور اسلامی حکومت سے قوم کو ناراض کرنے کیلئے تمام سرکاری اداروں میں کچھ مفسدوں اور مخالفینِ اسلام کی گھس پیٹھ، اکثریا بہت سے ملازمین کی ناتجربہ کاری یا ان افراد کی جانب سے غلط پروپیگنڈے جنہیں کافی مقدار میں ناجائز فائدے حاصل نہیں ہو سکے یا ان کے فائدے کم ہو گئے ہیں، شرعی قاضیوں کی نمایاں کمی،

کمر توڑ دینے والی اقتصادی مشکلات، لاکھوں ملازمین کی اصلاح اور ان کی چھٹنی کا عظیم مسئلہ، ماہر و صالح لوگوں کی کمی اور اس جیسی دسیوں مشکلات کو پیش نظر رکھیں، تو مخالفت کی وجہ باقی نہیں رہتی کیونکہ جب تک انسان میدانِ عمل میں نہیں آتا ان چیزوں سے بے خبر رہتا ہے۔

یہی نہیں اس کے علاوہ ملوکیّت پرست، غرضمند اور بڑے سرمایہ دار اشخاص کی طرف سے لادی جانے والی مشکلات کے ذریعے جو سود خوری (۱۲۷) نفع پرستی، زرمبادلہ کو ملک سے باہر لے جانے، ناقابلِ تحمّل حد تک گراں فروشی، اسمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ پر مشتمل ہیں، معاشرے کے غریب اور محروم عوام پر دباؤ ڈال کر معاشرے کو تباہ کر رہے ہیں یہی لوگ آپ حضرات کے پاس دھوکہ دہی اور شکایت کے لئے آتے ہیں اور بعض اوقات اپنے آپ کو خالص مسلمان ثابت کرنے کے لئے سہم (۱۲۸) کے عنوان سے کچھ رقم بھی دیتے ہیں۔ مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہیں اور آپ کو غصّہ دلا کر (حکومت کی) مخالفت پر اکساتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ناجائز فائدوں کے ذریعے لوگوں کا خون چوستے ہیں اور ملک کی اقتصادیات کو تباہ کرتے ہیں۔

میں انکساری کے ساتھ برادرانہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حضرات اس قسم کی افواہوں سے متاثر نہ ہوں اور خدا نیز تحفّظِ اسلام کے لئے اس (اسلامی) جمہوریہ کی مدد کریں۔ یہ یاد رکھیں کہ اگر اس جمہوریہ کو شکست ہوگئی تو اس کی جگہ حضرت بقیۃ اللہ روحی فداہ کی پسند یا آپ حضرات کے احکامات کی پابند حکومت وجود میں نہیں آئے گی بلکہ طاقتور دو بلاکوں میں سے ایک کی پسند کی حکومت قائم ہو جائے گی اور دنیا کے محروم لوگ جو

اسلام اور اسلامی حکومت سے توقع رکھے ہوئے ہیں، اس سے مایوس ہو جائیں گے اور اسلام ہمیشہ کے لئے گوشہ نشین ہو جائے گا پھر آپ اس روز اپنے عمل پر پشیمان ہوں گے لیکن وقت گزر چکا ہوگا اور اس وقت پشیمانی بے سود ہوگی۔

اگر آپ حضرات کو یہ توقع ہے کہ راتوں رات تمام امور، اسلام اور خداوند عالم کے احکامات کے مطابق بدل جائیں گے تو (یہ آپ کی) بھول ہے اور پوری انسانی تاریخ میں ایسا معجزہ نہیں رونما ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اس روز جب انشاء اللہ مُصلحِ کُل، امامِ زمانہ عج ظہور فرمائیں گے تو آپ یہ خیال نہ کریں کہ کوئی معجزہ رونما ہوگا اور دنیا کی ایک دن میں اصلاح ہو جائے گی بلکہ کوششوں اور فداکاریوں سے ستمگروں کی سرکوبی ہوگی پھر کہیں جاکر وہ گوشہ نشین ہونگے۔

اگر بعض منحرف عام لوگوں کے نظریئے کے مطابق آپ کا نظریہ یہ ہے کہ امام زمانہ عج کے ظہور کے لئے کفر اور ظلم کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ دنیا پر ظلم چھا جائے اور ظہور کے امکانات فراہم ہو جائیں تو اس فکر پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ (۱۲۹)

ف:۔ تمام مسلمانوں اور دنیا کے مستضعفین سے میری وصیّت یہ ہے کہ آپ کو بیٹھ کر اس امر کا منتظر نہیں رہنا چاہئے کہ آپ کے ملک کے حکام اور صاحبانِ اختیار یا غیر ملکی طاقتیں آئیں گی اور آپ کے لئے استقلال و آزادی کا تحفہ لائیں گی۔

ہم نے اور آپ نے کم از کم حالیہ سو برسوں میں مشاہدہ کیا ہے کہ دنیا کو لوٹنے

والی بڑی طاقتوں کے قدم بتدریج تمام اسلامی ممالک اور دوسرے چھوٹے ملکوں میں پہنچے ہیں۔ تاریخی صفحات بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ ان ممالک پر حکمفرما حکومتوں میں سے کوئی بھی اپنی قوم کی آزادی ، خود مختاری اور آسائش کی فکر میں نہ تھی اور نہ آج ہے بلکہ ان کی بھاری اکثریت نے یا تو اپنی قوم پر ظلم وستم کیا ہے اور ان کو گھٹن کے ماحول میں رکھا ہے اور اگر کچھ کیا بھی ہے تو ذاتی مفادات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یا ایک گروہ کے مفادات کی خاطر یا مالدار اونچے طبقے کی آسائش کے لئے جھگّیوں اور جھونپڑیوں میں رہنے والے مظلوم عوام زندگی کی تمام نعمتوں سے محروم رہے حتیٰ کہ پانی ، روٹی اور قوت لایموت سے بھی محروم ہیں اور (یہ حکومتیں) ان بدبختوں کو مالدار اور عیّاش طبقے کے مفادات کے لئے استعمال کررہی ہیں یا پھر یہ کہ وہ بڑی طاقتوں کی پٹھو ہیں جنھوں نے ممالک اور اقوام کو وابستہ بنانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کی ہے ۔ انھوں نے مختلف بہانوں سے اپنے ممالک کو مشرق ومغرب کا بازار بنا دیا ہے ، سامراج کے مفادات کو پورا کیا ہے اور اپنی قوم کو پسماندہ اور اشیائے صرف کا استعمال کرنے والا بنا دیا ہے اور اس وقت بھی اسی منصوبے کے تحت کام کررہی ہیں۔

اے مستضعفین عالم ! ۔ اے اسلامی ممالک اور دنیا کے مسلمانو ! تم اٹھ کھڑے ہو اور اپنے حق کو اپنے زورِ بازو سے حاصل کرو اور بڑی طاقتوں اور ان کے حلقہ بگوشوں کے تشہیراتی شور و غل سے نہ ڈرو۔ مجرم حکّام کو جو تمہاری محنت کے پھل کو تمہارے اور عزیز اسلام کے دشمنوں کے حوالے کرتے ہیں، اپنے ملک

سے بھگا دو، پابندِ عہد خدمت گزار طبقے کے ساتھ مل کر تم لوگ خود ملک کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لے لو اور اسلام کے سربلند پرچم کے نیچے جمع ہو کر اسلام اور ستم رسیدہ انسانوں کے دشمنوں کا مقابلہ کرو، آزاد اور خود مختار جمہوریتوں کے ساتھ ایک اسلامی حکومت کی جانب آگے بڑھو کیونکہ اگر یہ کر لیا تو دنیا کے تمام سامراجیوں کو ٹھکانے لگا سکتے ہو اور اس طرح تمام مستضعفین تک زمین کی امامت و وراثت پہنچ جائے گی۔ اس روز کی امید کے ساتھ جس کا خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے۔

ص :- اس وصیّت نامے کے اختتام پر ایران کے شریف عوام سے ایک بار پھر وصیّت کرتا ہوں کہ مقصد جس قدر اہم و عظیم ہوگا دنیا کی زحمتوں، تکلیفوں، فدا کاریوں، جاں نثاریوں اور محرومیّتوں کا سامنا بھی اسی اعتبار سے کرنا ہوگا۔ جس مقصد کے لئے آپ شریف اور مجاہد قوم اٹھ کھڑی ہوئی ہیں یا آج اس کے لئے کوشاں ہیں، اس کی حفاظت کے لئے جان و مال کو نثار کر رہی ہیں، وہ بالاترین، والاترین اور سب سے زیادہ قابلِ قدر مقصد ہے اور ایسا مقصد ہے جسے آغازِ کائنات سے پیش کیا گیا ہے اور ابد تک پیش کیا جاتا رہے گا۔ اور وہ ہے اپنے وسیع مفاہیم کے ساتھ مکتبِ الوہیّت اور اس کے رفیع پہلوؤں کے ساتھ نظریۂ توحید جس کی تخلیق کی بنیاد اور اس کا مقصد وجود کی وسعت اور غیب و شہود کے درجات و مراتب میں ہے۔ اور وہ مکتبِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمام مفاہیم، درجات اور پہلوؤں کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے اور تمام انبیائے عظام علیہم سلام اللہ اور اولیائے کرام سلام اللہ علیہم کی کوشش اس کو جامۂ عمل پہنانا رہی ہے اور کمالِ مطلق نیز لامتناہی

جلال و جمال تک رسائی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ خاکیوں کو ملکوتیوں پر اور ان سے والاتر شرف عطا کیا ہے اور اس راہ میں سیر و سلوک سے جو کچھ خاکیوں کو حاصل ہوتا ہے تمام آشکارا اور پوشیدہ خلقت میں کسی بھی مخلوق کو حاصل نہیں ہوا ہے۔

اے ملّتِ مجاہد! آپ ایسے پرچم کے نیچے چل رہی ہیں جو تمام مادّی و معنوی دنیا پر لہرا رہا ہے، اب آپ اسے پائیں یا نہ پائیں (آپ کا مقدّر ہے) آپ اس راہ پر گامزن ہیں جو تمام انبیاء علیہم السّلام کا واحد راستہ ہے اور سعادتِ مطلق کی واحد راہ ہے۔ اس جذبے کے تحت تمام اولیاء اس کی راہ میں شہادت سے ہم آغوش ہوتے ہیں اور شہادت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتے ہیں۔ آپ کے جوانوں نے محاذوں پر اس کا ایک گھونٹ پیا ہے اور وہ وجد میں آگئے ہیں۔ یہ ان کی ماں، بہنوں، باپ اور بھائیوں میں متجلّی ہے۔

اور حق تو یہ ہے کہ ہم کہیں:

يَا لَيْتَنَا كُنَّا مَعَكُمْ فَنَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ (۱۳۰)

مبارک ہو ان کے لئے وہ نسیم دل آراء اور وہ ولولہ انگیز جلوہ۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس جلوے کا ایک پہلو جھلستے کھیتوں، جاں فرسا فیکٹریوں، ورکشاپوں، صنعت، اختراعات اور ایجادات کے مراکز، قوم کی اکثریت، بازاروں، سڑکوں، دیہاتوں اور تمام ان لوگوں میں جو اسلام، اسلامی جمہوریہ اور ملک کی ترقی و خودکفیلی کے لئے خدمت میں مشغول و مصروف ہیں، جلوہ گر ہے۔

جب تک معاشرے میں تعاون اور ذمّہ داری کا یہ جذبہ باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا عزیز ملک زمانے کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔

بحمد اللہ تعالیٰ دینی مراکز، یونیورسٹیاں اور تعلیم و تربیّت کے مراکز کے جوان اس غیبی و خدائی خوشبو سے لطف اندوز ہیں اور یہ مراکز مکمل طور پر ان کے اختیار میں ہیں اور خدا سے امید ہے کہ وہ ان کو تخریب کاروں اور منحرف لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

سب کے لئے میری وصیّت یہ ہے کہ خداوند عالم کی یاد کے ساتھ خود شناسی، خود کفیلی اور ہر اعتبار سے استقلال کی جانب آگے بڑھیں اور بلاشک خدا کی مدد آپ کے ہمراہ ہے، بشرطیکہ آپ اس کی خدمت کریں اور اسلامی ممالک کی ترقی و سربلندی کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون جاری رکھیں!

میں اپنی عزیز قوم میں جو بیداری، ہوشیاری، وفاداری، فداکاری اور راہ حق میں جذبۂ پامردی و استحکام دیکھ رہا ہوں، توقع رکھتا ہوں کہ خداوند عالم کے فضل سے یہ انسانی مفاہیم قوم کے اخلاف تک منتقل ہوں گے اور نسل در نسل ان میں اضافہ ہی ہوگا۔

میں پُر سکون دل، مطمئن قلب، شاداں روح اور فضلِ الٰہی کے آرزو مند ضمیر کے ساتھ اپنے تمام بھائی بہنوں کی خدمت سے رخصت ہو کر ابدی مقام کی طرف سفر کر رہا ہوں جہاں مجھے آپ کی دعائے خیر کی سخت ضرورت ہے۔

خدائے رحمٰن و رحیم سے التجاء ہے کہ وہ اس راہ میں میری کوتاہیوں، خامیوں

اور لغزشوں کو درگزر فرمائے اور قوم سے امید ہے کہ ان کے سلسلے میں مجھ سے جو کوتاہی ہوئی ہے اسے معاف فرمائے گی اور عزمِ صمیم کے ساتھ آگے بڑھتی رہے گی۔

ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک خدمت گزار کے چلے جانے سے قوم کی فولادی دیوار میں رخنہ پیدا نہیں ہوگا کیونکہ اعلیٰ و بالاتر خدمت گزار مشغول و مصروف خدمت ہیں۔ اللہ اس قوم اور مظلومینِ جہاں کا نگہبان ہے۔

والسّلام علیکم وعلیٰ عبادی اللہ الصّالحین ورحمت اللہ وبرکاتہ۔

روح اللہ الموسوی الخمینی

یکم جمادی الاوّل ۱۴۰۳ھ ہجری قمری
۲۶ بہمن ۱۳۶۱ھ ہجری شمسی

بسمہ تعالیٰ

اس وصیّت نامے کو میری موت کے بعد عوام کے لئے احمد خمینی[۱۳۱] پڑھیں اور اگر انہیں کوئی عذر ہو تو محترم صدر جمہوریہ، (مجلس) شورائے اسلامی کے محترم اسپیکر یا ملک کے محترم چیف جسٹس اس زحمت کو قبول کریں اور اگر یہ بھی معذور ہوں تو نگہبان (کونسل) کے محترم فقہاء میں سے کوئی اس زحمت کو قبول کرے۔

روح اللہ الموسوی الخمینی

بسمہ تعالیٰ

پیش لفظ کے ساتھ ۲۹ صفحات پر مشتمل وصیت نامہ کے ذیل میں چند باتوں کی یاد دہانی کرادوں :-

(۱)

اس وقت جبکہ میں موجود ہوں، حقیقت سے عاری بعض باتیں مجھ سے منسوب کی جارہی ہیں اور ممکن ہے کہ میرے بعد اس میں اضافہ ہوجائے۔ لہٰذا عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ مجھ سے منسوب کیا گیا ہے یا کیا جارہا ہے وہ قابلِ تصدیق نہیں ہے۔ مگر یہ کہ ماہرین کی تصدیق کے ساتھ میری آواز یا تحریر اور میرے دستخط ہوں یا میں نے اسلامی جمہوریہ (ایران) کے ٹیلی ویژن پر کچھ کہا ہو۔

(۲)

کچھ لوگوں نے میری حیات میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ میرے پیغامات لکھتے تھے۔ میں اس بات کی سخت تردید کرتا ہوں۔ ابھی تک کسی بھی اعلان کو خود میرے علاوہ کسی نے تیار نہیں کیا ہے۔

(۳)

بعض لوگوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ میرا پیرس کا سفر ان کے ذریعے انجام پایا ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ جب مجھے کویت سے واپس کر دیا گیا تو احمد (۱۳۱) (خمینی) کے مشورے سے پیرس کا انتخاب کیا۔ کیونکہ اسلامی ممالک میں اجازت نہ ملنے کا امکان تھا چونکہ وہ شاہ کے زیرِ اثر تھے لیکن پیرس میں یہ احتمال نہ تھا۔

(۴)

میں نے تحریک اور انقلاب کے دوران بعض افراد کے فریب اور اسلام نمائی کی خاطر ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔ لیکن بعد میں سمجھا کہ میں ان کی دغابازی کے دھوکے میں آگیا۔ یہ تعریفیں اس وجہ سے تھیں کہ یہ لوگ خود کو اسلامی جمہوریہ کا پابندِ عہد اور وفادار ثابت کرتے تھے لہٰذا ان باتوں سے غلط فائدہ نہیں اٹھایا جانا چاہئے۔ ہر شخص کی کسوٹی اس کی موجودہ حالت ہے۔

روح اللہ الموسوی الخمینی

بسمه تعالی

در ذیل این وصیت نامه دو صفحه و چند سطر مطالبی را تذکر می دهم:

(۱) اکنون که من حاضرم بعض نسبت های بی واقعیت به من داده می شود و ممکن است پس از من در حجم آن افزوده شود، لهذا عرض می کنم آنچه به من نسبت داده شده یا می شود مورد تصدیق نیست مگر آنکه صدای من یا خط و امضای من باشد با تصدیق کارشناسان، یا در سیمای جمهوری اسلامی چیزی گفته باشم.

(۲) اشخاصی در حال حیات من ادعا نموده اند که اعلامیه های اینجانب را می نوشته اند، این مطلب را شدیداً تکذیب می کنم. تاکنون هیچ اعلامیه ای را غیر شخص خودم کسی تهیه نکرده است.

(۳) از قرار مذکور بعضی ادعا کرده اند که رفتن من به پاریس به وسیله آنان بوده، این دروغ است. من پس از برگرداندن از کویت با مشورت احمد، پاریس را انتخاب نمودم، زیرا در کشورهای اسلامی احتمال راه ندادن بود، آنان تحت نفوذ شاه بودند، ولی پاریس این احتمال نبود.

(۴) من در مدت نهضت و انقلاب به واسطه سالوسی بعض از افراد ذکر و تأیید و تمجیدی نمودم که بعداً فهمیدم از دغل بازی آنان فریب خورده ام. آن تأییدها در حالی بود که خود را متعهد به جمهوری اسلامی جا زده بودند و نباید از آن مسائل سوء استفاده شود و میزان در هر کس حال فعلی اوست.

روح الله الموسوی الخمینی

تعلیقات

وصیّت نامے میں درج اصطلاحات ومفاہیم کی شرح

حواشی، تعلیقات و توضیحات

(۱) حدیثِ ثقلین :-

حدیثِ ثقلین ان معروف ترین احادیث میں سے ہے جس کو بہت سے اصحاب پیغمبرؐ نے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے اور خود اہلسنّت کے ذریعے اس حدیث کے ذکر کے مآخذ کی کثرت حیرت انگیز ہے۔ اس حدیث اور اس قسم کی دیگر حدیثوں سے چند اہم مطالب استنباط کیئے جا سکتے ہیں :-

(الف) چونکہ قرآن قیامت تک لوگوں کے درمیان باقی رہے گا، عترتِ رسولؐ بھی قیامت تک باقی رہے گی یعنی کوئی بھی زمانہ امام اور حقیقی قائد سے خالی نہیں رہے گا۔

(ب) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان دو عظیم امانتوں کے ذریعے مسلمانوں کی تمام علمی اور دینی ضروریات کو فراہم کر دیا اور اپنے اہلبیتؑ کو مسلمانوں کے لئے علم و دانش کا مرجع اعلان کیا۔

(ج) کسی مسلمان کو بھی یہ حق نہیں کہ اپنے آپ کو ان کی رہنمائیوں اور ہدایتوں کے دائرے سے خارج کرے۔

(د) عوام کی دینی ضروریات اور تمام ضروری علوم اہلبیتؑ کے پاس موجود ہیں۔

(ھ) اگر لوگ اہلبیتؑ کی اطاعت کریں اور ان کے اقوال کا سہارا لیں تو گمراہ نہیں ہوں گے۔

(۲) حمد باری تعالیٰ :۔

خداوندِ عالم کے نام سے ہر کلام اور ہر بات کا آغاز کرنا بزرگوں کی پرانی سنّت ہے ہمیشہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ اسلامی مقررین و مؤلفین اس سے قبل کہ اپنے مضمون کا آغاز کریں یا اپنی بات کی تشریح کریں پروردگارِ عالم کے نام کے ذکر اور اس کی رحمان اور رحیم ہونے کی دو صفتوں کے بیان کے بعد محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اور بحث کے موضوع سے متعلق کسی کلام یا عبارت کو تمہید کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ یہاں پر امام قدس سرہٗ حدیث ثقلین کو بیان کرنے کے بعد بحث سے مناسبت رکھنے والی دعا سے اپنی بات کا آغاز فرماتے ہیں۔

(۳) ثقلین :۔

ثقل کی تثنیہ ہے۔ یہ لفظ احادیث اور روایات کی تشریح اور قرآن کریم کی تفسیروں میں مختلف معانی اور مفاہیم میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً "گراں قدر شے"، "عظیم شے" اور "نفیس و قیمتی امانت" وغیرہ۔ اور "حدیث ثقلین" سے مراد قرآن و اہلبیتِ اطہارؑ ہیں۔

(۴) عرفان :۔

لغت میں "شناخت کرنے، حق تعالیٰ کی شناخت اور خدا شناسی" کے مفہوم میں ہے۔ لیکن معارفِ الٰہی میں عرفان ایک علمی اور ثقافتی ادارہ ہے جس میں عملی اور نظریاتی دو شعبے ہیں۔ عملی شعبہ خدا، دنیا اور اپنی ذات کے سلسلے میں انسان کے روابط اور فرائض پر مشتمل ہے۔ اور نظری شعبہ خدا، دنیا اور انسان کے بارے میں بحث کرتا ہے۔

(۵) مُلک (عالم مادّی) :۔

فلسفے کی ایک اہم بحث عوالم وجود یعنی موجود عوالم یا دنیاؤں کی تعداد کی شناخت سے

تعلق رکھتی ہے ،فلسفہ چند دنیاؤں کے وجود کو ثابت کرتا ہے ۔ان دنیاؤں میں سے وہ جو انسان آنکھوں سے دیکھ اور دیگر حواس سے محسوس کر سکتا ہے اور جس کے وجود کو ثابت کیا جاسکتا ہے ، عالم فطرت ہے اور اس کو مُلک سے تعبیر کیا گیا ہے ۔

(۶) ملکوتِ اعلیٰ :۔

فلاسفہ ایک ایسی دنیا کے وجود کی ضرورت پر استدلال کرتے ہیں جو عالم فطرت (مُلک) اور عالمِ الوہیّت (خدا) کے درمیانی فاصلے میں واقع ہے ۔یہ دنیا جو مادّہ ، زمان اور مکان سے مجرّد اور الگ ہے ،اس کو مطلق طور پر" عالمِ ملکوت" (فرشتوں کا عالم) کہتے ہیں۔

فلاسفہ اور عرفاء کے نقطۂ نگاہ سے جس کی واضح اسلامی عبارتیں بھی تصدیق کرتی ہیں ، ملکوت کے دو درجے پائے جاتے ہیں : اعلیٰ درجہ اور نچلا درجہ ۔انہوں نے اعلیٰ درجہ کو" ملکوتِ اعلیٰ" بتایا ہے اور اس کو (انسانی) عقل کے پیدا ہونے کی دنیا سمجھتے ہیں۔ نچلے درجے کو" ملکوتِ سفلیٰ" بتایا ہے اور اس کو عالمِ مثال (خیال انسان) جانتے ہیں۔

(۷) لاہوت :۔

ایک اور دنیا جو انسان کے لئے دلیل اور برہان کی رُو سے ثابت ہے وہ عالم الوہیّت ہے یعنی خدا کی ذاتِ مقدس جس میں تمام صفاتِ کمال جمع ہیں ،پروردگار کی ذات خود اکیلے ہی ایک عالم ہے اور عظیم ترین عوالم بھی ہے یعنی اس کی ذاتِ حق تمام دنیاؤں پر محیط ہے اور موجودات کا ایک ذرّہ بھی اس کے احاطے سے خارج نہیں ہے ۔اس عالم کو اصطلاح میں" لاہوت" کہا جاتا ہے۔

(۸) ثقلِ اکبر :۔

جیسا کہ حدیثِ ثقلین اور مفسّرین و محدّثین کی توضیحات سے معلوم ہوتا ہے ، " ثقلِ

اکبر" وہی قرآن کریم ہے۔

(۹) ثقلِ کبیر :-

ثقلین کے مفاہیم سے متعلق مآخذ کے متعلق" ثقلِ کبیر" عترتِ رسول اللہؐ اور ائمہ اطہارؑ ہیں۔

(۱۰) طاغوتیوں :-

طاغوتی، طاغوت کے پیروکاروں کے مفہوم میں ہے۔

طاغوت، قرآن کریم میں آٹھ بار استعمال ہوا ہے۔ طاغوت اسلام سے پہلے قبیلۂ قریش کے ایک بت کا نام تھا اور شیطان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اکثر مفسّرین کا قول ہے کہ لفظ" طاغوت" ہر اس بت اور ہر اس چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے جو انسان کو نیکی سے روکے اور ضلالت و گمراہی کی جانب لے جائے۔ طاغوت کو نیکیوں اور اعلیٰ اقدار کے خلاف طغیان اور سرکشی کرنے والا بھی بتایا گیا ہے۔

(۱۱) حوض :-

لغت میں حوض وہ آب گیر یا گڑھا ہے جو زمین میں پانی کو جمع رکھنے کے لئے بنایا جاتا ہے، دینی معارف میں لفظِ"حوض" عام طور پر کوثر کے ساتھ اور" حوضِ کوثر" کی شکل میں آتا ہے جو ظاہراً جنّت یا محشر میں ایک نہر ہے۔ امام خمینی قدس سرہٗ کے نقطۂ نگاہ سے حوض کی تعبیر ایک اخروی حقیقت ہے، جن کو انہوں نے وحدت سے کثرت کے ملنے کی جگہ سے تعبیر کیا ہے یعنی جس طرح کہ مختلف نہریں حوض میں پہنچ کر متحد ہو جاتی ہیں اسی طرح عالمِ آخرت میں قرآن اور عترتؑ بھی ایک دوسرے سے مل کر ایک ہو جائیں گے۔

(۱۲) وحدت سے کثرت کے ملنے کا مقام :۔

فلسفے میں "کثرت" مخلوقات اور عالمِ ہستی کی مختلف اشیاء کے خواہ وہ مادّی ہوں یا غیر مادّی، سلسلۂ مراتب کے مفہوم میں ہے اور وحدت وہی ذاتِ الٰہی ہے جو کائنات کی تمام مخلوقات اور موجودات کا مبداء اور سرچشمہ ہے۔ اس وضاحت کے ساتھ وحدت سے کثرت کے ملنے کا مقام وہ اخروی مقام اور مرتبہ ہے جو کثرت سے اوپر اور وحدت کے نیچے قرار پاتا ہے اور ابتدائے خلقت میں وحدت سے کثرت کے صادر ہونے اور دنیا کے خاتمے پر کثرت کے وحدت کی جانب لوٹنے کا ذریعہ ہے۔

(۱۳) حدیث :۔

لغت میں لفظِ "حدیث" "نئے"، تازہ اور جدید کے معنی میں نیز قول اور خبر کے معنی میں آیا ہے۔ دینی علوم میں روایات اور اقوال بھی ہے جو پیغمبر اسلام اور ائمہ علیہم السلام سے نقل کئے گئے ہوں۔

(۱۴) اہلسنّت :۔

رسولؐ اللہ کی رحلت کے بعد ان کے حقیقی جانشین اور امّتِ اسلامیّہ کی قیادت کا مسئلہ اس بات کا سبب بنا کہ مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں۔ ایک گروہ وہ تھا جو حضرت علیؑ اور ائمہ اطہارؑ کا پیروکار تھا اور خلافت کو حضرت علیؑ اور ان کے خاندان کا حق جانتا تھا اور دوسرا گروہ اس عقیدے کا حامل نہ تھا۔ پہلے گروہ کو شیعہ اور دوسرے کو اہلسنّت یا سُنّی کہتے ہیں۔ اہلسنّت چار مکاتب یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی میں تقسیم ہوتے ہیں۔

(۱۵) صحاح ستّہ :-

لغت میں صحاح "حقیقی اور صحیح" کے معنی میں اور صحیح کی جمع ہے۔ لہٰذا صحاحِ ستّہ چھ صحیح کتابوں کے مفہوم میں ہے جن کو علمائے اہلسنّت نے حدیث کی تمام کتابوں میں سے انتخاب کیا ہے اور ان کو احکامات، عقائد، تفسیر اور اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ کے ایک حصّے کے استنباط اور استخراج کے لئے اپنے مراجعات کی اساس اور بنیاد قرار دیا ہے۔ یہ کتابیں درج ذیل ہیں :-

(الف) صحیح بخاری تالیف محمد بن اسمٰعیل بخاری متولّد ۱۹۶ ہجری قمری (۸۱۲ عیسوی) متوفی ۲۵۶ ہجری قمری (۸۶۹ عیسوی)

(ب) صحیح مسلم، تالیف مسلم بن حجاج نیشاپوری معروف بہ قشیری متولد ۲۰۶ ہجری قمری (۸۲۱ عیسوی) متوفی ۲۶۲ ہجری قمری (۸۷۶ عیسوی)

(ج) سنن ابن ماجہ، تالیف محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ ہجری قمری (۸۸۶ عیسوی)

(د) سنن ابی داؤد، تالیف ابی داؤد سجستانی سلیمان بن داؤد متوفی ۲۷۵ ہجری قمری (۸۸۸ عیسوی)

(ھ) جامع ترمذی، تالیف ترمذی محمد بن عیسیٰ بن سعدہ متوفی ۲۷۹ ہجری قمری (۸۹۲ عیسوی)

(و) سنن نسائی، تالیف احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ہجری قمری (۹۱۵ عیسوی)

(۱۶) حضرت علی (علیہ السّلام) :-

شیعیان عالم کے پہلے پیشوا اور امام حضرت علی علیہ السلام ۶۰۰ عیسوی میں پیدا ہوئے ان کی والدہ حضرت فاطمہؑ اور ان کے والد رسول اللہؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ تھے۔ وہ چھ سال کی عمر سے رسول اللہؐ کے گھر میں بڑے ہوئے۔ وہ اسلام لانے والے پہلے شخص تھے اور انہوں نے رسول اللہؐ کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔

پیغمبر اکرمؐ نے اپنی دعوت کے آغاز میں جب خدا کے حکم پر اپنے اعزاء و اقارب کو دعوتِ اسلام دے رہے تھے تو ان کے اجتماع میں فرمایا: "تم لوگوں میں سے جو بھی سب سے پہلے میرے دین پر ایمان لائے وہ میرے بعد میرا جانشین ہوگا"۔ آپؐ نے اس جملے کو تین بار دہرایا اور تینوں بار صرف حضرت علیؑ نے ایمان لانے کا اظہار کیا۔ حضرت علیؑ نے ہجرت کی رات کو قریش کی سازش کے باوجود رسول اللہؐ کے بستر پر لیٹ کر پیغمبرؐ سے اپنی وفاداری کو ثابت کیا۔ رسول اللہؐ نے ان کو اپنا بھائی بنایا اور آخری حج سے واپسی کے وقت "غدیر" نامی جگہ پر ان کو اپنے بعد مسلمانوں کا سرپرست اور ولیِ مسلمین اعلان کیا۔ وہ تنہائی کے دنوں میں رسولؐ کے مونس و ہمدم اور سختیوں نیز خطرات میں ان کے یاور تھے۔ رسول اللہؐ کی رحلت کے بعد حضرت علیؑ کچھ وجوہات کی بناء پر تقریباً ۲۵ سال تک حکومت کے انتظام و انصرام اور قیادت سے دور رہے۔ اس مدّت کے دوران صرف نگرانی کے طور پر انحرافات کی روک تھام کرتے رہے۔ خلیفہ سوّم کے قتل کے بعد صحابہ اور کچھ لوگوں نے ان سے بیعت کی اور ان کو خلیفہ انتخاب کیا۔ ان کی حکومت تقریباً چار سال اور نو مہینے تک رہی۔ حضرت علیؑ نے اکثر تبدیلیوں کو جو رسول اللہؐ کے بعد وجود میں لائی گئی تھیں اپنی پہلی شکل میں لوٹا دیا۔ مخالف افراد نے جن کے مفادات خطرے میں پڑ گئے تھے ہر طرف سے عَلَمِ مخالفت بلند کیا اور خلیفہ سوم کی خونخواہی اور قصاص کے بہانے سے خونیں خانہ جنگیاں برپا کیں جو حضرت علیؑ کے پورے عہدِ حکومت میں جاری رہیں سرانجام پیغمبر اسلامؐ کے بعد تاریخ کی اس بے مثال ہستی کو محرابِ عبادت میں شہید کر دیا گیا۔

حضرت علیؑ کی شخصیّت کے بارے میں گفتگو بہت مشکل کام ہے۔ انہوں نے اللہ کے دین کی راہ میں جانبازی اور فداکاری سے ایک لمحہ بھی غفلت نہیں کی۔ ان کے چھوٹے سے کچے مکان میں حسن و حسین علیہما السلام اور زینب علیہا سلام جیسے

فرزندوں نے پرورش پائی کہ جنہوں نے تاریخ میں ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ زمانے کے ظلمت کدے میں انسانیت کی مشعلِ فروزاں کو اٹھایا ہے اور حقیقت پسند انسانوں کے مقتدا اور پیشوا کا کردار ادا کیا ہے۔

(۱۷) کشف تام محمدی :-

کشف تام محمدی، حضرت محمدؐ کے لئے قرآن مجید کے تمام حقائق کا آشکارا ہونا ہے، اس طرح کشف تام محمدی نزول قرآن کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جس میں قرآن حضرت رسول اکرمؐ کے دل پر نازل ہوا۔ قرآنی حقائق کے انکشاف کا یہ مرتبہ ادراک عقلی نہیں بلکہ مشاہدے کا معاملہ ہے اور وہ غیبی مشاہدے کا، نہ کہ آنکھ سے مشاہدے کا کیونکہ قرآن کی حقیقت کو صرف رسولؐ سمجھتے ہیں اور مکمل انکشاف حضرت محمدؐ کے لئے مخصوص ہے اور مکمل مشاہدہ ان سے مختص ہے۔

(۱۸) علم الاسماء کے مظہر یا ولیدۂ علم الاسماء :-

ولیدہ فرزند کے معنی میں ہے اور علم الاسماء علم و معرفت کی ایک قسم ہے جو صرف انسان کی سیکھنے کی موجود صلاحیت کے دائرے میں ہے۔

اس وضاحت کے ساتھ ولیدۂ علم الاسماء یعنی فرزندِ علم الاسماء ہے اور دوسرے الفاظ میں اس کا مفہوم وہی انسان ہے۔ خداوند عالم نے انسان کو علم الاسماء سکھایا تاکہ اس مخلوق میں زمین کی خلافت کی شائستگی اور لیاقت پیدا ہو۔ اگر خداوند عالم حضرت آدمؑ کو علم الاسماء نہ سکھاتا تو انسان کو زمین پر خدا کی خلافت نہیں ملتی۔

(۱۹) معصومین ؑ :-

معصومین ، معصوم کی جمع ہے اور گناہ سے روکا گیا اور بے گناہ کے معنی میں ہے، معصوم اس شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی زندگی میں کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ دینی معارف میں پیغمبروں اور اماموں کی جملہ صفات میں سے ایک عصمت ہے۔ عصمت یعنی گناہ اور خطا سے محفوظ رہنا، جو ان کو اعتماد کی اعلیٰ ترین قابلیّت عطا کرتی ہے۔ متن میں معصومین سے مراد رسول اللہ ؐ اور اہلبیت ؑ ہیں۔

(۲۰) محمد رضا خان پہلوی :-

پہلوی سلسلے کا آخری بادشاہ محمد رضا پہلوی اکتوبر ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوا - اس کے باپ رضا خان نے سلطنت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد محمد رضا کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اس کو ابتدائی تعلیم کے بعد تعلیم جاری رکھنے کے لئے سوئٹزرلینڈ بھیجا اور وہاں سے واپسی کے بعد فوجی مدرسے میں داخل کیا۔ ۱۹۴۱ء میں اس کے باپ کی برطرفی اور جلاوطن کئے جانے کے بعد اتحادیوں نے اس کو رضا شاہ کا جانشین مقرر کرنے کی منظوری دے دی۔

محمد رضا شاہ کے عہدِ سلطنت کو ایک مجموعی تقسیم بندی کے تحت دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور ۱۹۴۱ء سے ۱۹۵۵ء تک کا ہے جس میں محمد رضا اپنے باپ جیسا اقتدار حاصل نہیں کر سکا تھا۔ دوسرا دور ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۸ء میں اس کے زوال تک کا ۲۳ سالہ دور ہے جس میں اس نے ایک مستبد اور مطلق العنان سلطان کی حیثیّت سے ایران پر حکومت کی۔ شاہ کی ۳۷ سالہ حکومت کا مختصر حال وصیّت نامے میں بیان ہوا ہے۔

(۲۱) ملک فہد :-

ملک فہد سعودی عرب کا بادشاہ ہے۔ بڑی طاقتوں اور خصوصًا عالمی لیٹرے امریکہ سے اس خاندان کی وابستگی کی میزان، گمراہ کن مسلک وہابیّت کی ترویج میں اس خاندان کے کردار، شیعیان علیؑ کے ساتھ ان کی دیرینہ اور تاریخی دشمنی، فلسطین کے بہادر عوام کی جدوجہد میں منافقانہ کردار، بیت اللہ میں ایرانی اور دیگر ممالک کے حجّاج کے قتلِ عام، حریم امن الٰہی کی بے حرمتی، ملک کے اندر اور جزیرہ نمائے عربستان کے باہر مجاہدوں اور مبارزوں کی سرکوبی، مسلمانوں کی دولت کی بربادی وغیرہ ہے۔ اس خاندان کے دیگر مظالم کے لئے متعلقہ کتابوں کو دیکھیں۔

(۲۲) وہابیّت :-

وہابی فرقہ اور مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ذریعے ہجری قمری کی بارہویں صدی کے اختتام اور تیرہویں صدی کے آغاز میں) وجود میں آیا اور برطانوی سامراج سے منسوب ہے۔ وہابی عقیدے کے مطابق تمام اسلامی فرقے چاہے وہ شیعہ ہوں یا سنّی، سبھی لوگ کافر و مشرک ہیں اور بت پرستوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک پیغمبر اور ائمہ علیہم السلام کی قبروں کا احترام اور ان کی تعظیم بدعت اور ایک طرح کی بت پرستی ہے۔ وہابی مسلمانوں کی دولت کے بھروسے پر ثقافتی اور تشہیراتی پہلوؤں میں بھی سرگرم عمل ہیں اور سُپر طاقتوں کے تباہ کن پروگراموں کے نفاذ کے ایجنٹ ہیں۔

(۲۳) نہج البلاغہ :-

نہج البلاغہ کا مطلب "بلاغت کا آشکار راستہ" ہے۔ یہ کتاب امیرالمومنین علی علیہ السّلام

کے ارشادات کا منتخب مجموعہ ہے جس کو شریف رضی محمد بن الحسین (متوفی ۴۰۶ ہجری قمری مطابق ۱۰۱۶ عیسوی) نے جمع کیا ہے۔ بزرگانِ دین نے نہج البلاغہ کو "برادرِ قرآن" پکارا ہے۔ اس کتاب کے مضامین خدا، عالم اور انسان کے تین اصلی موضوعات کے بارے میں ہیں۔ اس کے مضامین علمی، ادبی، دینی، سماجی، اخلاقی اور سیاسی مسائل پر مشتمل ہیں۔ قرآن کریم اور رسول اللہؐ کے ارشادات کے بعد اس سے زیادہ بلیغ اور رسا کلام کا بیان نہیں ہوا ہے۔ اب تک نہج البلاغہ پر ایک سو سے زیادہ شرحیں لکھی جا چکی ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک اس کتاب کی اہمیّت کی نشاندہی کرتی ہیں۔

(۲۴) حضرت مہدی علیہ السلام :-

شیعوں کے بارہویں امام حضرت حجّت ابن الحسن العسکری علیہ السلام کی امامت کا دور ایسی حالت میں شروع ہوا کہ ابھی آپ صرف پانچ سال کے تھے۔ حالاتِ زمانہ کے پیشِ نظر اور مشیّتِ ایزدی کے مطابق آپ نے غیبت اختیار کرلی، آپ کی غیبت دو مرحلے میں انجام پائی۔ غیبتِ صغریٰ کا دور ۶۹ سال تک انجام پایا۔ اس مدت میں امامؑ چار نمائندوں کے ذریعے لوگوں سے بالواسطہ رابطہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد غیبتِ کبریٰ کا دور شروع ہوا جو اب بھی جاری ہے، یہاں تک کہ ان کے ظہور اور باطل پر حق کے غلبے کا زمانہ آجائے۔ اسلامی فکر کے مطابق حضرت مہدیؑ کی وسیع اور طولانی جدوجہد اور ان کا ظہور اہل باطل کے خلاف اہل حق کی جدوجہد کے سلسلے کی آخری کڑی ہے یعنی اہلِ حق کی جدوجہد ہمیشہ جاری رہے گی اور حق کی کامیابی کے لئے راہ روز بروز زیادہ ہموار ہوگی، یہاں تک کہ مہدی موعود علیہ السلام کا انقلاب اس جدوجہد کو اس کی آخری منزل تک پہنچائے گا اور انسانیّت کے آسمان پر عدل و حق کا آفتاب طلوع کرے گا۔ وہ دن انسان کے فکری، معنوی اور سماجی بلوغ کا زمانہ ہوگا۔

(۲۵) ائمہ معصومین علیہم السلام :۔

اسلامی نصوص (صریح عبارتوں) کے مطابق ائمۂ اسلام اور شیعیانِ عالم کے مقدس اور معصوم پیشواؤں کی تعداد بارہ ہے اور ان کے مبارک نام یہ ہیں :۔

۱۔ علی ابن ابیطالب یا امام علیؑ۔ ۲۔ حسن ابن علی یا امام حسنؑ
۳۔ حسین ابن علی یا امام حسینؑ ۴۔ علی بن حسین یا امام سجادؑ
۵۔ محمد بن علی یا امام محمد باقرؑ ۶۔ جعفر بن محمد یا امام جعفر صادقؑ
۷۔ موسیٰ بن جعفر یا امام موسیٰ کاظمؑ ۸۔ علی بن موسیٰ یا امام رضاؑ
۹۔ محمد بن علی یا امام محمد تقیؑ ۱۰۔ علی ابن محمد یا امام علی نقیؑ
۱۱۔ حسن بن علی یا امام حسن عسکریؑ ۱۲۔ حجت ابن حسن یا امام مہدیؑ

(۲۶) مناجاتِ شعبانیہ :۔

اس مناجات کو اس کے وسیع مفاہیم اور کثیر مطالب کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام، ان کے فرزند اور تمام ائمہ معصومین علیہم السلام شعبان کے مہینے میں بار بار پڑھتے تھے۔ اس مناجات کی اہمیت کے بارے میں، جس کے پڑھنے کے بارے میں امام خمینی قدس سرہٗ نے اپنی پر برکت زندگی کے دوران بارہا تاکید کی ہے، اتنا ہی کافی ہے کہ ایسی دعائیں اور مناجاتیں بہت کم ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جائے کہ تمام ائمہ اس کو پڑھتے تھے اور اس کے ذریعے خدا کی بارگاہ میں مناجات کرتے تھے۔

(۲۷) حسین بن علی علیہ السلام :۔

انسانی تاریخ کی عظیم ترین رزمیہ داستان عاشورا کے سورما امام حسین علیہ السلام،

پیکرِ عدل و تقویٰ حضرت علی علیہ السلام اور مسلمان عورت کی مثال حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے فرزند ۴ھ ہجری قمری میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام جیسے والد اور پیغمبر اسلامؐ جیسے نانا نے ان کی تربیّت کی۔ ۵۰ھ ہجری قمری میں امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد خلیفۂ وقت معاویہ نے اپنی سختیوں اور دباؤ میں اضافہ کر دیا اور اپنے تابع حکّام کو حکم دیا کہ بیت المال کے رجسٹروں سے حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کے نام نکال دیں اور جو بھی حضرت علی علیہ السلام سے دوستی کا ملزم ہو اس کو گرفتار کر کے شہید کر دیا جائے۔

معاویہ کے گزر جانے کے بعد یزید کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا اور اس نے اپنے باپ کی روش کو جاری رکھتے ہوئے حکم جاری کیا کہ حسین علیہ السلام سے بھی بیعت لی جائے اور اگر وہ راضی نہ ہوں تو ان کو شہید کر دیا جائے۔ امام حسین علیہ السلام، پستی اور رذالت کے اس نمونے یزید کے سامنے نہیں جھکے اور انہوں نے تلوار نکال کر عاشورا کے بنیادی انقلاب کا آغاز کر دیا تاکہ تاریکیوں میں روشنی پیدا کریں اور تاریخ کے جاودانی رزمیئے کی بنیاد رکھیں۔ امام حسین علیہ السلام اپنی پوری زندگی اور اپنے خاندان اور ساتھیوں کو حق کی راہ میں فدا کر کے راہِ حقیقت کے تمام سالکوں کے لئے مثال اور سرمشق بن گئے۔

امام حسین علیہ السلام کی شخصیّت کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان کے حالات کے بیان کے لئے بہت کچھ کہا گیا ہے۔ ان کی شجاعت، دلیری، حلم و بردباری، ظلم کا مقابلہ، انصاف پسندی، تواضع اور انکساری نیز مہربانی اور محبت دوست اور دشمن کی گواہی کے ساتھ بے مثال ہے۔

(۲۸) دعائے عرفات :۔

عرفات مکہ معظمہ کے قریب حجاج کے توقف کا مقام ہے جہاں پر ۹ ذی الحجہ کو قیام کرتے ہیں۔ دعائے عرفات امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اس دعا کو امام حسین علیہ السلام اور امام سجاد علیہ السلام ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کے میدان میں پڑھتے تھے۔ یہ دعا حریت پسندوں کے سرور و آقا اور شہیدوں کے سالار کے اپنے محبوب و معبود کے ساتھ عاشقانہ راز و نیاز کو بیان کرتی ہے۔ دعائے عرفات معصومین علیہم السلام کی دیگر دعاؤں کی مانند نہایت اعلیٰ اور عمیق مفاہیم کی حامل ہے۔

(۲۹) زبورِ آلِ محمدؐ :۔

زبور اس آسمانی کتاب کا نام ہے جو خدا کے عظیم پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور بہت سے علوم اور حکمتوں پر مشتمل ہے۔ صحیفۂ سجّادیہ اپنے موضوع کی اہمیّت اور اس میں موجود مضامین اور مفاہیم کی گہرائی اور بلندی کے باعث اہل بیتؑ کے معارف سے آشنائی رکھنے والوں میں چند ناموں سے مشہور ہے۔ زبور آلِ محمدؐ ان میں سے ایک ہے صحیفۂ سجادیہّ کے دیگر نام "انجیل اہلبیتؑ" اور "جواہرِ قرآن" ہیں۔

(۳۰) صحیفۂ سجّادیہّ :۔

ظالم حکام کی حکومت کے پیش نظر شیعیانِ عالم کے چوتھے امام حضرت سجاد علیہ السلام کی ہدایتوں کا مجموعہ ان کے زمانے میں دعا کی شکل میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ ۵۴ دعاؤں پر مشتمل صحیفہ سجادیہّ ایک ایسا دائرۂ معارف ہے جو شیعوں کی تاریخ میں ہمیشہ محققین اور دانشوروں کے لئے الہام بخش رہا ہے اور اس نے عظیم تربیتی اثر چھوڑا ہے۔

(۳۱) صحیفۂ فاطمیہؑ :۔

"صحیفہ" لغت میں کتاب کے معنی میں ہے اور "فاطمیہ" حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے منسوب حقائق اور مقولات کو کہتے ہیں۔ اس وضاحت کے ساتھ صحیفۂ فاطمیہؑ پیغمبر اسلامؐ کی دختر گرامی اور شیعیانِ عالم کے پہلے پیشوا اور امام حضرت علی علیہ السّلام کی وفاشعار زوجہ سے منسوب کتاب تھی۔ اس کتاب میں دنیا کے مستقبل سے متعلق حوادث وغیرہ کی خبریں آئی ہیں جو کہ ائمہ علیہم السلام کے پاس محفوظ تھی۔ روایات کی بنیاد پر اس کتاب کی ضخامت و میزان قرآن سے تین گنی تھی۔

(۳۲) زہرائے مرضیہؑ :۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صاحبزادی، شیعوں کے پہلے امام پیکرِ عدل و تقویٰ حضرت علی علیہ السلام کی زوجہ اور شیعوں کے دوسرے اور تیسرے امام حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رسول اکرمؐ کی بعثت کے پانچویں سال میں مدینہ منورہ میں متولد ہوئیں، اسلام کی عظیم خاتون اور مسلمان خواتین کی نمونہ ہستی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی صفات کا بیان اس بحث کی توانائی سے خارج اور بالاتر ہے۔ اپنے پدر بزرگوار سے آپ کی مہر و محبت اس قدر زیادہ تھی کہ لوگوں نے آپ کو "اُمِّ اَبیہا" کا لقب دے رکھا تھا۔

(۳۳) قرآنِ صاعد :۔

لغت میں "صاعد" کے معنی اوپر چڑھنے والے اور صعود کرنے والے کے ہیں۔ "قرآن صاعد" قرآنِ نازل یعنی نیچے اترنے اور نازل ہونے والے قرآن کے مقابلے میں ایک اصطلاح ہے جو اماموںؑ اور معصومینؑ کی دعاؤں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

(۳۴) باقر العلوم :۔

لفظ "باقر" کھولنے والے کے معنی میں ہے اور علوم کو کھولنے والا وہ لقب ہے جو شیعوں کے پانچویں امام یعنی امام محمد باقر علیہ السلام کو دیا گیا ہے۔ ان امامؑ کے عہد میں امویوں اور عباسیوں کے درمیان اختلاف اور کربلا کے عظیم خونین واقعے میں اہلبیتؑ کی مظلومیّت اس بات کا سبب بنی کہ لوگ اور خاص طور پر شیعہ ایک سیلاب کی مانند مدینے اور امام باقر علیہ السلام کے حضور میں پہنچیں اور دین کے حقائق اور معارف کی اشاعت و ترویج کے ایسے امکانات فراہم ہوں کہ ان سے پہلے کسی بھی اہلبیتؑ کے پیشوا کے لئے فراہم نہیں ہوئے تھے۔

(۳۵) مذہب جعفری :۔

"مذہب جعفری" یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب مذہب شیعیان عالم کے چھٹے امام حضرت جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے اس مذہب کے انتساب کی وجہ یہ ہے کہ ان امام بزرگوار کی عمر دیگر تمام ائمہ علیہم السلام سے زیادہ تھی لہٰذا ان کے پاس سرگرمی کا موقع زیادہ تھا خاص طور پر عباسیوں اور امویوں کے دو سلسلوں کے مابین جھگڑے کے باعث ادارۂ خلافت میں پیدا ہونے والی کمزوری اس بات کا سبب بنی کہ امام صادق علیہ السلام کو سنہرا موقع ملے کہ وہ درس و تدریس اور فیض رسانی کی بساط کو وسعت دیں، مومن و مخلص افراد کی تربیت کریں، ایک عظیم دینی درس گاہ قائم کریں، "قال الصادقؑ" کا جملہ علم حدیث کی علامت بن جائے اور وہ اسلامی حقائق کی ترویج و اشاعت میں کامیاب ہوں۔

(۳۶) فقہ :۔

لفظ فقہ صحیح سمجھ کے معنی میں ہے یعنی وہ سمجھ جو زیرکی، دانائی اور کنجکاوی کی رُو

سے حاصل ہو۔ علم فقہ وہ علم ہے جو فردی اور اجتماعی زندگی کے امور کے سلسلے میں دین کے احکامات اور عملی پروگراموں کی شناخت کرتا ہے اور اس علم کا مقصد خدا کے حکم کو سمجھنا اور خدا کی کتاب، رسول اللہؐ اور معصومینؑ کی حدیثوں اور روائیتوں، اجماع (وہ چیز جس پر علمائے دین متفق ہوں) اور عقل کی بنیادوں پر ان احکامات پر عمل کرنا ہے۔

(۳۷) زینبؑ کی مانند :۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد اسلام کی دلیر خاتون حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی تیسری اولاد حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں۔ وہ ۶ھ ہجری قمری میں پیدا ہوئیں اور انہوں نے تمام قرون و اعصار کے عظیم و شریف ترین خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی زیر نگرانی اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کے ہمراہ تربیت حاصل کی نیز کربلا کے سانحے تک ایک طویل راہ طے کی۔ وہ کربلا کے عظیم المیئے، اپنے نامور بھائی اور اپنے خاندان کے ایک ایک جوان کی شہادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہیں، قید کی حالت میں عراق اور اس کے بعد شام تک جاتی ہیں۔ وہ امام حسینؑ کے پسماندگان کی جو عورتوں اور بچوں کے سوا نہیں تھے، سرپرستی کرتی ہیں اور اس المناک سانحے کے دوران صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں اور خونخوار اموی خلیفہ یزید کے خلاف غیض و غضب کا مرکز بن جاتی ہیں۔ وہ بے مثال شجاعت کے ساتھ ظالموں کے خلاف جہاد کا پرچم بلند کرتی ہیں اور حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ عاشورا کی رزمیہ داستان کو تمام ادوار میں باطل کے خلاف حق کی جدوجہد کو جاری رکھنے کے لئے جاودانی بنانے کی تمہید فراہم کرتی ہیں۔ ہمیشہ باقی رہنے والی شیعوں کی تاریخ کی کتاب میں حضرت زینبؑ کے افعال و اقوال "زینبؑ کی مانند (زینب گوں)" ہونے کی جاودانی صفت میں تبدیل ہو جاتے ہیں

اور یہ صفت مسلمان خواتین کی رہنما ہے۔

(۳۸) جنّاتِ نعیم (بہشتِ بریں) :۔

خداوند عالم قرآن کریم میں مومن اور متقی لوگوں کو بہشت بریں عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور بہشت کی بعض خصوصیات مثلاً درختوں کے سائے، دائمی پھلوں، معتدل آب و ہوا، خوشگوار راستوں، دودھ کی نہروں، کینہ و نفرت سے خالی دلوں .... وغیرہ کا ذکر کرتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عالم آخرت ہماری دنیا اور اس کی لذّتوں سے بنیادی فرق کا حامل ہے اور جب تک ہم اس دنیا میں ہیں موت کے بعد کی دنیا کی عظیم حقیقتوں کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکیں گے۔ اور جنّاتِ نعیم کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں گے، اسی وجہ سے قرآن کریم جنّت کی نعمتوں کے ذکر کے بعد انسان کی اعلیٰ تر حقیقت کی جانب ہدایت اور اس کی ناقابلِ تصوّر اہمیّت اور قدر و قیمت کے انکشاف کی خاطر تمام مقامات اور لذّتوں سے بالاتر مقام و مرتبے کی خبر دیتا ہے جو رضائے حق کا مقام ہے۔ یہ مقام تمام نعمتوں، عظمتوں، کمال اور جمال کا سرچشمہ ہے۔ یہ مقام ان لوگوں کا انعام اور صلہ ہے جنہوں نے اس دنیا میں خدا کی راہ میں جہاد کیا اور حق و حقیقت سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوئے نیز اپنے پورے وجود کے ساتھ احکاماتِ الٰہی کے سامنے جھک گئے۔

(۳۹) عظیم اسرائیل کا خیال :۔

صیہونیوں کا واحد ہدف و مقصد جس کے وہ سخت معتقد ہیں ایک ایسی عالمی یہودی حکومت کا قیام ہے جو ساری دنیا پر حکمرانی کرے۔ خود ان کے قول کے مطابق اس حکومت کا مبداء اور سرچشمہ سرزمین فلسطین ہوگی اور تیار ہونے والے منصوبے کے مطابق مصر کے دائیں جانب کے ساحل، دریائے نیل اور بحر احمر کے درمیان کے علاقے، صحرائے سینا، اردن، شام اور

خلیج فارس کے بالمقابل عراق کے زیادہ تر حصے سے لے کر سعودی عرب کی سرزمین کے مغرب تک ان کے قبضے میں ہوگا۔ وہ ان زمین دوز مالامال ذخائر کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ لگیں گے اس بات کے معتقد ہیں کہ ان علاقوں پر حکومت ساری دنیا پر حکومت کی مانند ہے۔

(۴۰) اردنی حسین :۔

اردن کا موجودہ سربراہ حکومت ہے جو کہ ملک حسین کے نام سے مشہور ہے اور ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے وقت سے سعودی بادشاہت، عرب رجعت پسند حکّام اور صدام کی حمایت میں اسلامی انقلاب کے بالمقابل کھڑا ہوا ہے۔ فلسطین کے مسلمان عوام کی اقدار سے اس کی خیانت، فلسطینیوں کے قتلِ عام اور اسرائیل کے ساتھ اس کے تعاون نے مسلمانوں کے درمیان اس کے چہرے کو منفور بنا دیا ہے۔

(۴۱) حسن :۔

مراکش کا بادشاہ سلطان حسن ثانی، اردن و سعودی عرب کے مستبدّ و ظالم شاہوں جیسا ہے جو کہ ایران میں شہنشاہی دور کے خاتمے اور اسلامی جمہوریہ کے قیام کو اپنے تاج و تخت کے لئے اہم خطرہ سمجھتا ہے اسی لئے اسلامی انقلاب کی مخالفت اور خلاف ورزیوں میں کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کیا ہے۔

(۴۲) حسنی مبارک :۔

مصر کا حالیہ سربراہ مملکت ہے جو کہ خائن سادات کے موت کے گھاٹ اتارے جانے کے بعد کیمپ ڈیوڈ کے شرمناک معاہدے اور اسرائیل کے ساتھ شرمناک صلح پر اصرار کرتا آیا ہے اور امریکہ کے حلقہ بگوش غلاموں میں سے ایک ہے۔

(۴۲) عفلقی صدام :-

عفلقی کی صفت شام کے نام نہاد روشن خیال میشل عفلق سے منسوب ہے۔ عفلق ایک یونانی آرتھوڈکس کا بیٹا ہے جو غلّوں کا تاجر تھا۔ وہ ۱۹۱۰ء میں دمشق میں پیدا ہوا اور ابتدائی تعلیمات حاصل کرنے کے بعد اپنی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے فرانس کی سوربن یونیورسٹی کے لئے روانہ ہوگیا۔ اس نے فرانس میں تاریخ اور فلسفے میں گریجویشن کرنے کے بعد معلّمی کا پیشہ اختیار کیا۔ وہ پڑھانے میں حالیہ صدیوں کی یورپ کی قومی جنگوں اور حریّت پسند تحریکوں نیز عربوں کی ماضی کی شان اور تاریخ میں ان کے کردار پر زور دیتا تھا اور ایک ایسی پارٹی بنانے کے خیال میں تھا جس کی آئیڈیالوجی کی بنیاد پر ساری عرب قوم متحد ہوجائے اور عربوں کے موجودہ عقائد کے بجائے ایک خالص نیشنلزم حکم فرما ہوجائے۔ آخرکار ۱۹۴۰ء میں اس کا خواب بڑی طاقتوں اور پرانے سامراجیوں کی مدد سے شرمندۂ تعبیر ہوا اور بعث پارٹی ایک خاص اقتباسی اغراض ومقاصد کے ساتھ جس کے بارے میں بحث ہماری گفتگو کا موضوع نہیں ہے وجود میں آئی اور اس کی شاخیں شام اور عراق میں پھیلیں۔

عراق کی بعث پارٹی نے ۱۹۶۳ء میں عبدالسلام عارف کی قیادت میں بغاوت کے ذریعے اقتدار سنبھالا اور جولائی ۱۹۷۹ء میں حسن البکر کی برطرفی کے بعد حکومتِ عراق اور بعث پارٹی کے جنرل سکریٹری کے عہدے کو سازش کرنے والے اور جاہ پسند و مہم پسند چہرے یعنی صدّام کے ذریعے قبضے میں لے لیا گیا۔ بعث پارٹی کی اندرونی تبدیلیوں کے بعد کہ جس کے تحت عراق کی قیادت میں صدّام کو ترقی و استحکام حاصل ہوا، قرائن و شواہد، مغرب کی جاسوسی تنظیموں علی الخصوص اسرائیل کی جاسوسی تنظیم کی سنجیدہ کوششوں اور سرگرمیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(۴۴) بقیّتہ اللہ :-

" بقیّتہ اللہ " ایک قرآنی مفہوم ہے (سورہ ہود آیت ۸۶) اور اس کے معنی ہیں " وہ چیز جو خدا تمہارے لئے باقی چھوڑتا ہے " روایات میں آیا ہے کہ جب حضرت مہدیؑ ظہور فرمائیں گے اور کعبہ کی جانب پشت کریں گے تو ان کی زبانِ مبارک سے پہلا جملہ جو سنا جائیگا یہ ہے کہ فرمائیں گے : " میں ہوں بقیّتہ اللہ ، اس کی حجت اور تمہارے لئے اس کا خلیفہ ۔ "

اس وضاحت کے ساتھ " بقیّتہ اللہ " امام غائب حضرت مہدیؑ کے ناموں میں سے ایک ہے ۔ البتہ امام خمینی قدس سرّہٗ کا " بقیّتہ اللہ کے ملک " سے مقصد اسلامی جمہوریہ ایران ہے ۔

(۴۵) غیبی امدادیں :-

علاوہ ازیں کہ اشیاء اپنے اصل وجود میں غیب کی مدد لیتی ہیں اور یہ بات فلسفے نے ثابت کردی ہے ، انسانی زندگی میں کچھ خاص غیبی امدادیں بھی ہیں ۔ غیبی امدادیں بعض اوقات تو کامیابی کے حالات پیدا ہونے کی شکل میں حاصل ہوتی ہیں اور بعض اوقات الہامات ، ہدایتوں ، روشنیوں اور روشن بینیوں کی صورت میں ۔

یہ بات کہ " اگر انسان کی زندگی حقیقت جوئی ، حقیقت پسندی ، خلوص عمل اور سعی و کوشش کے ہمراہ ہو تو اس کو حقیقت کی حمایت حاصل ہوتی ہے اور ان طریقوں سے جن کا ہمیں علم نہیں دستِ غیب ہم کو اپنی عنایات سے سرفراز کرتا ہے " ۔ ایک ایمانی امر اور انبیاء کی تعلیمات پر ایمان کے لوازمات میں شامل ہونے کے علاوہ ایک تجرباتی حقیقت بھی ہے البتہ فردی اور ذاتی تجربے کی حقیقت یعنی ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اپنی عمر میں ایسا کرے تاکہ اپنی زندگی میں پروردگار کے لطف اور اس کی عنایت کا مشاہدہ کرے ۔

(۴۶) مُلحد :۔

دینی معارف اور لغت میں "ملحد" کا لفظ بے دین اور خداوند عالم کے منکر فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

"ملحدِ مشرق" سے امام کا مقصد مشرقی بلاک اور کمیونزم کا نظام ہے جو کہ مادّی نظریات کا حامل ہے۔

(۴۷) کافر :۔

لغت میں "کافر" کا مطلب ایمان نہ لانے والا، بے دین اور شکر نہ کرنے والا ہے۔

اسلامی معارف میں کافر وہ شخص ہے جس کے دل میں حق کا انکار بیٹھا ہوا ہو اور دینِ اسلام کی حقّانیت کا منکر ہو۔ چونکہ مذہبِ عیسائیت کے عقیدے کے برخلاف روش اور نظریاتی لحاظ سے مغرب کی کارکردگی کفر آمیز اور مذہب مخالف ہے اس لئے امام خمینی قدس سرّہٗ نے "مغربی کافر" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(۴۸) مروّجہ فقہ یا روایتی فقہ :۔

لفظ "فقہ" کی وضاحت اس سے قبل کی جا چکی ہے۔ "روایتی" یعنی وہ روش جو ہم تک اسلاف سے پہنچی ہے، اس وضاحت کے ساتھ روایتی فقہ، شریعت کے عملی احکامات کے معتبر اور مستحکم منابع سے استخراج اور استنباط کا وہ طریقہ ہے جس پر شیعہ فقہاء معصومین علیہم السلام کے زمانے سے عمل پیرا رہے ہیں اور اس کے علاوہ کسی طریقے کو قبول نہیں کرتے۔

(۴۹) احکامِ اوّلیہ و ثانویہ :۔

مسلمانوں کی ضرورت کے بہت سے احکامات اور سماجی تعلقات کا ذکر کتاب اور سنّت میں

آچکا ہے اور ان کے سلسلے میں مجموعی طور پر یا تفصیلی طور پر احکامات دیئے جا چکے ہیں۔ اس قسم کے احکامات کو "احکام اوّلیہ" کہتے ہیں لیکن اسلامی حکومت معاشرے کے انتظام و انصرام میں کچھ ایسے مسائل اور مشکلات سے روبرو ہوتی ہے کہ اگر احکام اوّلیہ پر عمل کیا جائے تو مشکلات کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے مواقع پر اسلام نے حاکم کو اجازت دی ہے کہ اسلامی معاشرے کے حالات اور اس کی مصلحتوں کے پیشِ نظر اپنی ولایت کے حق سے فائدہ اٹھائے اور کچھ احکامات اور قوانین وضع کر کے ان مشکلات کو رفع کرے۔ اس قسم کے احکامات جن کو "حکومتی احکامات" کہتے ہیں "ثانویہ احکامات" ہیں اور مسلمانوں پر ان کی پیروی کا فرض عائد ہوتا ہے۔

(۵۰) امامت :-

شیعوں کے عقیدے کے مطابق خدا کی وسیع محبت اور اس کا لطف و کرم نیز اس کی لامتناہی حکمت کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد لوگ رہبر کے بغیر نہ رہیں مکتبِ تشیّع میں امامت، اصولِ دین کا ایک رکن ہے اور اس پر اعتقاد توحید، نبوّت اور معاد (قیامت) پر ایمان کے برابر ہے۔

امامت کی تعریف میں کہا گیا ہے: امامت، خلافت اور رسولِ خداؐ کی جانشینی دین کے تحفّظ اور مسلمانوں کے مرکز کی حفاظت کے لئے ہے۔ دوسرے الفاظ میں امام وہ شخص ہے جس کو خدا اور رسولِ خداؐ کی جانب سے لوگوں کے تمام دینی اور دنیاوی امور کی باگ ڈور سنبھالنے اور ہدایت کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔

(۵۱) نمازِ جمعہ :-

نمازِ جمعہ اسلام کی ایک اہم عبادی اور سماجی نماز ہے جو کہ امام جمعہ کے ذریعے مسلمانوں

کے اجتماع کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ نماز سے قبل، امام جمعہ دو خطبے پڑھتا ہے اور ان میں مسلمانوں کو ان کے فردی اور اجتماعی فرائض سے آشنا کرتا ہے اور ان کو ملک اور دنیا کے موجودہ مسائل نیز امّتِ اسلامیہ کے مسائل سے مطلع کرتا ہے۔ نماز جمعہ رسول اللہؐ اور ائمہ معصومینؑ کی سنتوں میں سے ہے اور اس کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ قیدی کو بھی اس نماز میں شریک کرانا چاہئے۔ اسلامی تاریخ میں کوئی بھی عبادت نمازِ جمعہ کی مانند، اتحاد اور لوگوں کی آگہی کا سبب نہیں بنی ہے۔ اسی وجہ سے ظالم حکّام نے اس کو ختم کرنے اور اس میں انحراف پیدا کرنے کے لئے کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کیا ہے۔

(۵۲) نماز جماعت :۔

نماز جماعت انبیائے الہیؑ کے نظام میں ایک طرف تو خاکی انسان کے معنویت کی چوٹی پر پہنچنے اور خالقِ جہان کی قربت کا سبب اور انسانوں کو گناہوں اور نفسیاتی آلودگیوں سے بچانے والی ہے اور دوسری طرف یہی نماز اگر جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو اپنی خاص خصوصیات کے باعث ایک آئیڈیل معاشرے کو وجود میں لانے والی اور انسانی معاشرے کی آلودگیوں اور برائیوں کو دور کرنے کا سبب ہوتی ہے۔ اس اجتماع کی پشت پناہی کے ذریعے ہی اسلامی حکومت اپنے مقاصد تک پہنچ سکتی ہے اور اتحاد کو جو پیغمبروں کے خدائی معاہدوں اور ائمہ ہدیٰؑ کی مکرّر ہدایتوں میں سے ایک ہے حاصل کر سکتی ہے۔ باجماعت طور پر نماز پڑھنے کے سلسلے میں بزرگانِ دین نے بہت زیادہ تاکید کی ہے۔

(۵۳) عزاداری کے مراسم :۔

عزاداری وہ اعمال اور مراسم ہیں جو عاشورا کی رزمیہ داستان اور سالارِ شہیدان حضرت

امام حسین علیہ السلام اور ان کے ۷۲ رشتے داروں اور وفادار ساتھیوں کی تکریم نیز کفر و ظلم اور سامراج کے سربراہوں کے خلاف پوری تاریخ میں پیشوایانِ حق کی تمام حق پرستانہ جدوجہد کی یاد کو باقی رکھنے کے لئے جاری رہے ہیں۔ شیعوں کو شہیدِ کربلا کے ساتھ باطنی اور دلی لگاؤ ہے جس کا بیان کرنا عزاداری کے مراسم کے مشاہدے اور ہجرت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، جہاد، شہادت، خدا کی راہ میں اسارت اور دوسرے بہت سے گہرے مفاہیم کو مجسّم کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(۵۴) ملائکۃ اللہ (اللہ کے فرشتے) :۔

فرشتے صرف عقل اور نور ہیں اور ان کا وجود مادّہ اور مادیات سے بری ہے لہٰذا انسان کے ظاہری حواس ان کے درک سے قاصر ہیں۔ چونکہ وہ مقام والائے ربوبیّت سے تقرّب اور قریبی رابطے کے حامل ہیں اپنے اختیارات کو صرف خیر و کمال کی راہ میں استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مخلوقات کے سلسلے میں ان کا مرتبہ ایسا ہے کہ وہ کمزوری اور خامی کے کمتر درجے کے حامل ہیں۔ صدیوں سے حکیمانِ الٰہی عالم بالا (عالم غیب) کے عالم زیریں (عالم شہادت) پر اثر انداز ہونے سکے دعویدار ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ یہ مجرّد مخلوقات جو اپنی جگہ پر کسی قسم کے وجودی تزاحم کی حامل نہیں ہیں۔ زمین اور آسمانوں کی مخلوقات اور واقعات کی براہِ راست عامل ہوں۔ عالم مجرّدات اور وادیٔ فرشتگان نیز ان مسائل کے بارے میں بحث جس کو حکیمان الٰہی نے خلقت کی نشانیوں کے بارے میں تعقّل و تدبّر اور کتاب و سنّت کے مطالعے سے دریافت کیا ہے، اس مختصر توضیح کی حدود سے باہر ہے۔

(۵۵) صالحین :۔

صالح لوگوں سے مراد وہ افراد ہیں جو خدا کی نعمتوں کی صلاحیّت رکھتے ہیں یعنی پروردگار

کی عنایت کے لئے آمادہ ہیں، وہ ناشائستہ اعمال سے بری ہیں اور ان کی رفتار و گفتار خود ان کی بھلائی اور معاشرے کی مصلحت کے لئے اور احکامِ الٰہی کی راہ میں ہوتی ہے۔

(۵۶) اہل بیت ؑ:۔

جیساکہ متداول ہے اور لغت میں " اہل بیت " اور " مرد کا خاندان " ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اس گھر کے چھوٹے سے معاشرے کے رکن ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بیوی، بیٹا، بیٹی اور خادم۔ شیعہ اور سنّی فرقوں کی کتابوں میں نقل ہونے والی یقینی روایات کے مطابق "اہل بیت" وہ عطا کردہ نام ہے جو رسول اللہ ؐ، حضرت علی ؑ، حضرت فاطمہ ؑ، حضرت حسن ؑ اور حضرت حسین ؑ کے لئے مخصوص ہے لیکن اسی روایت اور دیگر روایتوں کے مطابق بارہ اماموں میں سے نو امام جو حضرت امام حسین ؑ کی اولاد ہیں اور ان کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اہل بیت میں شامل ہیں، لہٰذا اہل بیت وہی چودہ معصومین ؑ ہیں۔ قرآن کریم میں امّت سے پیغمبر ؐ کے اہلِ بیت ؑ سے دوستی اور محبّت کی سفارش کی گئی ہے اور اس کو رسول اللہ ؐ کا اجر بتایا گیا ہے۔

(۵۷) بنی اُمیّہ:۔

ابوسفیان کے بیٹے اور امیّہ کے پوتے معاویہ نے ۴۱ھ ہجری قمری (۶۶۲ء) میں حضرت علی ؑ کی شہادت کے بعد اپنے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ پکارا۔ امیّہ کا خاندان ۱۳۲ھ ہجری قمری (۷۵۰ء) تک عہدۂ خلافت پر فائز رہا۔ اموی حکّام کے ذریعے اشرافیّت پسندی اور موروثی سلطنتی نظام جو کہ مسلمانوں کے اعتقادی اصولوں کے بالکل خلاف تھے پھر سے زندہ ہوگئے۔ تاریخ ان بہت سے دردناک حوادث سے بھری پڑی ہے جو کہ بنی امیّہ کے دور میں

عالمِ اسلام میں انجام پائے ہیں کہ جن میں اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے پیرو کاروں کے بہیمانہ قتلِ عام اور قید و جلا وطنی نیز فرزندِ معاویہ، یزید کے پٹھوؤں کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا نام لیا جا سکتا ہے۔

(۵۸) نوحہ :۔

ان حزن انگیز اشعار اور مرثیوں کو جو ائمہ معصومین علیہم السلام کی شہادت اور خاص طور پر مولائے متقیان حضرت علیؑ اور سرورِ آزادگان حضرت حسینؑ اور خدائی دین کے دیگر مقدس پیشواؤں کی شہادت کے بارے میں کہے جاتے ہیں اور چشمِ اشکبار و دلِ ماتم زدہ کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور سننے والے اس کے ہم آواز ہو کر سینہ کوبی اور ماتم کرتے ہیں، نوحہ کہتے ہیں۔
نوحہ خوانی شیعوں کی عزاداری کے اہم ارکان میں سے ایک ہے۔

(۵۹) حرمِ عظیمِ الٰہی :۔

لغت میں "حرم" کے معنی مقدس اور قابل احترام سرزمین کے ہیں اور اسلامی فقہ کی فرہنگ میں یہ نام اس خاص علاقے پر اطلاق ہوتا ہے جس میں شہر مکّہ معظّمہ اور اس کے اطراف کا ایک حصہ شامل ہے۔ اس علاقے میں غیر پالتو جانور کا ہلاک کرنا، جنگ و خونریزی، مسلّح آمد و رفت، غیر مسلموں کا قیام اور درختوں اور گھاس وغیرہ کی جڑوں کا اکھاڑنا ممنوع ہے اور اس میں داخلہ خاص آداب کے ساتھ انجام پاتا ہے۔ اس وضاحت کے ساتھ ان سختیوں، پابندیوں اور مزاحمتوں کا وجود میں لانا جو حال ہی میں سعودی عرب کی حکومت کی جانب سے وجود میں لائی جاتی ہیں، قرآنی احکامات، سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اسلامی شریعت کے خلاف ہیں۔

(۶۰) شیعہ :۔

لفظ "شیعہ" کا مطلب گروہ، ساتھیوں اور پیروکاروں کے ہیں، اسلامی نقطۂ نگاہ سے امت کی باگ ڈور سنبھالنے والے اور پیشوا کے سلسلے میں بنیادی معیاروں کے پیشِ نظر اور ان باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جو رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کی قیادت وحکومت کے بارے میں فرمائی تھیں، کچھ ممتاز مسلمانوں اور رسول اللہؐ کے مشہور صحابیوں نے فیصلہ کیا کہ رحلتِ رسولؐ کے بعد ابتدائی دنوں سے ہی حضرت علیؑ کی قیادت کے سخت طرفدار ہوں۔ اس گروہ یعنی حضرت علیؑ کے طرفداروں، پیروکاروں اور ان عظیم امامؑ کی قیادت کی ضرورت کے معتقد لوگوں کو شیعہ کے نام سے یاد کیا گیا۔ مسلّمہ بات یہ ہے کہ شیعہ اسلامی اصولوں اور تعلیمات میں کسی اضافے کا حامل نہیں بلکہ اپنی حقیقی شکل میں اسلامی اصولوں کا نگہبان، حکومت حق کا طالب اور عدل وانصاف کے نفاذ کا خواہاں ہے۔

(۶۱) زندہ شہید (جانباز) :۔

زندہ شہید وہ عبارت ہے جو اسلامی انقلاب اور مسلّط کردہ جنگ کے معذوروں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ ان عزیزوں نے دشمن کی نابودی اور باطل پر حق کے غلبے کے ارادے سے شہادت کی راہ میں قدم رکھا لیکن مشیّتِ ایزدی یہ نہ تھی کہ وہ شہید ہوں۔ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنے اعضائے بدن دے کر شہید کے ثواب کو حاصل کیا۔ اسلامی انقلاب کے معاشرے میں زندہ شہیدوں کو اعلیٰ قدر و منزلت حاصل ہے۔

(۶۲) برادرانِ دینی :۔

قرآن کریم کی سورۃ الحجرات میں ایک آیت اس معنی میں ہے: "مومنین ایک دوسرے

کے بھائی ہیں"، ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ آیت مسلمانوں کے درمیان ایک قانون اور ایک سنّت برقرار کرتی ہے جو پہلے نہیں تھی اور وہ برادری کا رشتہ ہے جو بہت گہرے مفہوم کا حامل ہے اور اس کے شرعی اور قانونی اثرات بھی ہیں۔ یہ ایک ایسا اسلامی معاہدہ ہے جس کی بنیاد رسول اکرمؐ نے ڈالی اور اسلامی معارف میں اس کی بہت اہمیّت ہے۔ یہ سنّت امّتِ اسلامیہ کو بہت سی نعمتیں نصیب کرتی ہے اور اس کے بارے میں نہایت لطیف بحثیں موجود ہیں۔

(۶۳) طلبہ (دینی طالب علم) :-

وہ جوان دینی طالب علم ہے جو دینی علوم حاصل کرنے اور تہذیبِ نفس کے لئے دینی تعلیمی مراکز میں جاتا ہے اور اس کا اصل فرض اسلامی علوم و معارف کا سیکھنا ہوتا ہے۔ امام خمینی قدس سرّہٗ کی بے مثال فروتنی اور انکساری اس بات کا سبب بنتی ہے کہ مسلمانانِ عالم کے قائد ہونے اور ایک عمر تزکیہ اور تہذیبِ نفس کے بعد نیز اعلیٰ ترین علمی اور عملی مدارج تک پہنچنے کے باوجود اپنے آپ کو ایک حقیر طلبہ بتاتے تھے۔

(۶۴) تکبیر (اللہ اکبر) :-

تکبیر یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر جو عربی کے الفاظ ہیں، اس مفہوم کے حامل ہیں کہ "خدا تعریف کی حدود سے زیادہ بڑا ہے"۔ تکبیر مخلوقات کا خدا کی ثنا میں اپنی عاجزی کا اعلان ہے اور اسی طرح اس کی بارگاہ میں حضور کی لیاقت نہ رکھنے کا اعلان ہے اور ..... امام خمینی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں: "اللہ اکبر کے معنی یہ نہیں ہیں کہ خداوند عالم ہر چیز سے زیادہ بڑا ہے کیونکہ وہاں کوئی چیز نہیں جو ہم یہ کہیں کہ خداوند عالم اس سے بڑا ہے"۔ نماز میں تکبیر کی تکرار اور اس کے عباداتی کردار کے علاوہ تکبیر کو اسلامی انقلاب کی تاریخ میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

ایرانی مسلمانوں نے اپنی لگاتار تکبیروں کے ساتھ ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہی حکومت کا تختہ الٹ دیا، تکبیر کے بلند نعروں کے ساتھ ایک تباہ کن سیلاب کی مانند زر خرید بعثی فوجیوں پر حملہ کیا، تکبیر کے ساتھ ایران کے اسلامی جمہوری نظام کی بنیاد اور اس کے اصولوں کی تائید کی اور وہ اب بھی مکانات کی چھتوں پر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں اور اسلامی انقلاب کے عظیم ایام کی یادوں کو زندہ رکھتے ہیں۔

(۶۵) اسلامی حکومت :۔

اسلامی حکومت وہ حکومت ہوتی ہے جس میں ملک کا انتظام اور معاشرے کے مسائل کا حل اسلامی قوانین اور احکامات کے مطابق ہو۔ اسلامی حکومت کا دوسری حکومتوں سے فرق صرف اس چیز میں ہے کہ اسلامی حکومت میں انسان اور انسانی معاشرے پر حکمرانی صرف خدا اور اس کے قوانین کے لئے مخصوص ہے۔

(۶۶) منافقین :۔

منافقین، منافق کی جمع ہے اور یہ لفظ نفاق سے لیا گیا ہے جس کا معنی خفیہ اور پوشیدہ راستہ ہے۔ اسلامی معارف میں منافق درحقیقت وہ کافر ہے جو اپنے کفر پر نفاق کا پردہ ڈال کر اپنے کفر کو اس پردے کے پیچھے چھپائے ہوئے ہے۔ پروردگارِ عالم قرآن کریم میں منافقوں کے گروہ کو زیادہ غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور یہ چیز اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس گروہ کے وجود کے خطرے کو بیان کرتی ہے۔ زمانے کے گزرنے کے ساتھ نفاق زیادہ پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے اور اس سے مقابلہ بھی دشوار تر، لہٰذا امّتِ مسلمان کی آگاہی اور ہوشیاری کی ضرورت زیادہ ناقابلِ اجتناب بنتی جا رہی ہے۔

(۶۷) اذکار (ذکر) :۔

ان اعلیٰ ترین فرائض میں سے ایک جو پروردگار نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے، یہ ہے کہ خدا کی بہت زیادہ یاد کریں۔ اذکار، ذکر کی جمع ہے اور اس کا مقصد خدا کے نام کی تکرار ہے۔ البتہ اس سے صرف زبانی ذکر نہیں منظور بلکہ مقصد یہ ہے کہ جب مومن خدا کی جانب سے حلال و حرام کی ہوئی چیزوں سے روبرو ہوتا ہے تو اس کا دل خدا کی یاد میں ہو اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرے۔ خدا کے نام کی یاد اسلامی عرفان میں ایک بہت اہم باب ہے۔

(۶۸) ادعیہ (دعائیں) :۔

ادعیہ، دعا کی جمع ہے اور وہ خدا سے انسان کے راز و نیاز اور اس کی دعا کا موضوع ہے۔ اسلامی ثقافت اور خصوصاً مکتب تشیّع کا ایک اہم ترین باب دعا کا باب اور خدا سے ائمہ معصومین علیہم السلام کے راز و نیاز کا موضوع اور طریقہ ہے۔ نوبل پرائز حاصل کرنے والے فزیالوجسٹ ڈاکٹر کارل لکھتے ہیں : " ماضی میں کوئی قوم یا کوئی تہذیب یقینی زوال کا شکار نہیں ہوئی مگر یہ کہ اس سے قبل اس قوم میں دعا کی صفت میں کمزوری آگئی ہو"۔ رسول اللہؐ ، حضرت علیؑ ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد دعا کی اعلیٰ ترین شکل امام سجادؑ کے یہاں نظر آتی ہے، شیعہ فرقے نے اپنی خاص تاریخی اور سماجی سرنوشت کے باعث جو حکمران ٹولے کے خلاف جدوجہد تھی اور اسی طرح جہاد اور جدوجہد کے لئے کسی قسم کے وسیلے کے نہ ہونے اور معاشرے کے مسائل اور تکالیف، طبقاتی، سماجی، اجتہادی اور فکری اصولوں نیز مطالبات اور مذہب کے بنیادی عقائد وغیرہ کو بیان اور تحریر کرنے کا حق نہ ہونے کے باعث جہاد، سماجی برائیوں کے

خلاف جدوجہد، دینی حقائق کے بیان، حکمت کی تعلیم، تزکیہ و تہذیب نفس اور ان واقعات اور روداووں کو زندہ رکھنے کے لئے جن کو جاودانی بننا چاہئے تھا، دعا کو ایک وسیلے کے عنوان سے انتخاب کیا اور اس کے ذریعے اپنے مشن کو انجام دیا۔

(۶۹) حدود :۔

حدود، حد کی جمع اور کسی چیز کے کنارے اور آخری حصّے کے معنی میں ہے۔ اسلامی فقہ میں "حد" عفت و اخلاق کے خلاف اعمال، لوگوں کے مال اور عزّت پر دست درازی اور دیگر عام حقوق کے خلاف اقدامات کے سلسلے میں مجرم کی سزا ہے جس کو قرآن اور معتبر احادیث میں واضح طور پر معین کر دیا گیا ہے۔

(۷۰) قصاص :۔

قصاص کے لغت میں معنی قاتل یا ضارب (چوٹ لگانے والے) کی اس کے عمل کے مطابق جزا، مکافات اور سزا کے ہیں۔ اسلامی فقہ میں ان جسمانی صدموں اور نقصانات کا جو مجرم اور گنہگار کسی کو پہنچاتا ہے قصاص موجود ہے۔ عملی طور پر قصاص اس شخص کا حق ہے جس پر ظلم ہوا ہو (اور قتل ہو جانے کی شکل میں) وارثین کا حق ہے کہ مجرم کے ساتھ ویسا ہی عمل کریں۔

(۷۱) تعزیرات :۔

تعزیرات، تعزیر کی جمع اور لغت میں مختلف معانی منجملہ تقبیح و مذمّت کرنا، برا بھلا کہنا، ادب کرنا اور ڈنڈے سے مارنا وغیرہ ذکر ہوئے ہیں۔ اسلامی فقہ میں تعزیر اس سزا کو کہا جاتا ہے جس کی میزان کا تعیّن قاضی کے اختیار میں دے دیا گیا ہے اور اسلامی عدالت کا

قاضی یا جج مجرم کی حالت، جرم کی نوعیّت اور اس کے ارتکاب کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سزا کی میزان کا تعیّن کرتا ہے بشرطیکہ ایک معیّنہ حد سے آگے نہ بڑھے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص کسی شخص کو اس طرح بُرا بھلا کہے کہ اس شخص کی تحقیر اور بے عزتی کا سبب ہو۔

(۷۲) سلیمانؑ بن داودؑ :۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی پیغمبری اور سلطنت خدا کے ارادے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو منتقل ہوگئی جبکہ وہ حضرت داودؑ کے تمام فرزندوں میں سب سے چھوٹے تھے حضرت سلیمانؑ کی سلطنت اپنے والد کی سلطنت سے بھی زیادہ عظیم تھی کیونکہ خداوند عالم نے ہوا کو ان کے قبضے میں دے دیا تھا تاکہ ان کے تخت کو جہاں چاہے لے جائے، شیطانوں کو ان کے حکم کا تابع بنایا تھا تاکہ ان کی خدمت کریں۔ پرندوں کو ان کا مطیع بنایا تاکہ وہ اپنے پروں اور پنکھوں سے ان پر سایہ کریں، پرندوں کی زبان بھی ان کو سکھائی اور ان کو غیر معمولی فہم وفراست بھی عطا کی۔ ان کی یہ خصوصیات اس بات کا سبب بنیں کہ حضرت سلیمانؑ کی سلطنت بے مثال بن جائے اور ان میں تمام طاقتیں جمع ہوجائیں۔

(۷۳) رضاخان :۔

رضاخان ایک منہ زور اور مہم پسند رسالہ دار تھا جس نے ۱۳۰۴ ہجری شمسی مطابق ۱۹۲۴ء میں ایران کے آخری بادشاہی سلسلے یعنی پہلوی سلسلے کی حکومت قائم کی۔ وہ چودہ سال کی عمر میں قزاق فوج میں (جس کی تربیت روسی افسران کرتے تھے) شامل ہوا اور مختصر سے عرصے میں اپنی جسارت، بیباکی اور قساوتِ قلب کے باعث نہایت ممتاز رسالہ دار بن گیا اور انگریزوں کی توجہ کو جو ایران میں اپنے مفادات کے تحفّظ کی خاطر ایک طاقتور حکومت کے

قیام کی فکر میں تھے اپنی طرف مبذول کرایا۔ رضا خان نے انگریزوں کی مدد سے قاچاریہ سلسلے کا تختہ الٹ دیا اور ایران کے تخت شاہی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی سولہ سالہ استبدادی حکومت کے دوران ایسے مظالم کئے کہ ان کے ایک چھوٹے سے حصے کو ہم وصیت نامے میں امام قدس سرہ کی تحریر میں پڑھتے ہیں۔ رضا خان نے جو ہٹلر کی افواج کے بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے اور جرمن افواج کے مقابلے میں یورپی ممالک کے یکے بعد از دیگرے سقوط اور ہتھیار ڈالنے سے حیرت میں تھا، جرمنی سے دوستی کر لی تاکہ جنگ کے خاتمے پر فاتحین کے ساتھ ہو۔ برطانیہ (اور روس) کی افواج نے ایران پر حملے کے بعد اس کی ناسپاسی اور نمک حرامی کی سزا کے طور پر اس کو سلطنت سے برطرف کر دیا اور ایک برطانوی جہاز کے ذریعے جزیرہ موریشس (مشرقی افریقہ) اور اس کے بعد جنوبی افریقہ میں جوہنسبرگ منتقل کر دیا۔ وہ جولائی ۱۹۴۴ء میں جلا وطنی کی حالت میں چل بسا۔

(۲۴) تعمیری جہاد :-

اسلامی انقلاب سے قبل ایران کے بہت کم لوگوں کو آرام و آسائش حاصل تھی اور زیادہ تر لوگ خصوصًا دیہاتی باشندے تکالیف میں مبتلا تھے۔ انقلاب کے بعد قوم کی ایک آرزو محروم اور مستضعف لوگوں اور خصوصًا دیہاتی باشندوں کی مدد تھی۔ اسی وجہ سے امام خمینی قدس سرہ نے ۱۳۵۸ ہجری شمسی (۱۹۸۰ء) میں قوم سے درخواست کی کہ ملک کی تعمیری تحریک میں حصہ لیں اور اس طرح تعمیری جہاد کے نام سے ایک انقلابی ادارے نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور لوگوں کے مختلف گروہوں خصوصًا جوانوں اور یونیورسٹی کے طلباء نے محروم علاقوں اور دیہاتوں میں جا کر خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر خدمتِ خلق کا آغاز کیا۔

(۷۵) افغانستان اور عراق کے لاکھوں پناہ گزین :-

۱۹۷۹ء میں افغانستان پر روسی فوجی جارحیت کے بعد ملتِ افغانستان کا سیاسی اور اقتصادی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان جو اہلِ جنگ نہیں تھے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں آگ میں جھلستی ہوئی سرزمینوں کو چھوڑ کر ایران اور پاکستان پہنچتے ہیں۔ دوسری طرف بڑی طاقتوں کی جانب سے صدّام کو اشتعال دلانا ایک خونین جنگ کا سبب بنتا ہے جس کا نتیجہ لاکھوں عراقیوں کا بے گھر ہونا اور ایران کی سرحدوں کی جانب روانہ ہونے میں نکلتا ہے۔ اس طرح نیا انقلابی ایران اپنی آنکھ کھولتے ہی بیس لاکھ سے زیادہ افغان پناہ گزینوں اور کئی لاکھ عراقی پناہ گزینوں سے روبرو ہوتا ہے اور دینی برادری کی خاطر ان کو پناہ دیتا ہے۔

(۷۶) قاضی شرع :-

قاضی شرع وہی اسلامی جج ہے جو اسلامی احکامات اور شرعی اصولوں کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے۔ اسلام میں جج کا عہدہ نہایت اہم ہے اور اس کو ایسی اہمیّت حاصل ہے کہ قرآنِ کریم واضح الفاظ میں قاضی کو خدا کا جانشین بتاتا ہے۔ اسلامی جج ایک بالغ، عاقل، مومن، عادل اور خدائی قوانین کا جاننے والا شخص ہوتا ہے۔

(۷۷) سورہ توبہ :-

سورہ توبہ جس کا دوسرا نام سورہ برائت ہے قرآن مجید کی سات طویل سورتوں میں سے ایک ہے۔ یہ سورۃ جو قرآن کی نویں سورۃ ہے ایک مستقل اور واحد موضوع کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس میں کفّار سے بیزاری، مشرکین سے جنگ اور اہلِ کتاب سے جنگ جیسے مضامین، منافقین، جنگ کے لئے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور ان لوگوں کی تنبیہہ کے بارے میں جنہوں

نے جہاد کی خلاف ورزی کی، مطالب موجود ہیں اور کچھ اور موضوعات بھی شامل ہیں۔

(۷۸) مسلّح افواج اور پلیس:۔

اسلامی جمہوریہ ایران میں مسلّح قوتوں کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:
مسلّح افواج اور مسلّح پلیس۔ مسلح افواج میں فوج، اسلامی انقلاب کی سپاہ پاسداران اور عوامی رضا کار فوج (بسیج) شامل ہیں جن کا فرض اسلامی جمہوریہ ایران اور ملک کی سرحدوں کا غیر ملکیوں کی جارحیتوں سے تحفّظ اور اس ملک کے مسلمان عوام کی آزادی و خود مختاری کا دفاع ہے۔ مسلّح پلیس میں شہری پلیس "ژاندارمری (مضافاتی پلیس)" اور "اسلامی انقلاب کی کمیٹیاں" شامل ہیں جو ملک کے اندر نظم و نسق اور سلامتی کے تحفّظ کی ذمہ دار ہیں۔

(۷۹) سپاہ (پاسدارانِ انقلاب اسلامی):۔

اسلامی انقلاب کی سپاہ پاسداران قائد کی ہائی کمان کے تحت ایک تنظیم ہے جس کا مقصد ایران کے اسلامی انقلاب اور اس کے ثمرات کا تحفّظ اور خدائی مقاصد کو جامۂ عمل پہناتے اور اسلامی جمہوریہ ایران کے قوانین کے مطابق خدائی قوانین کی حکومت کی توسیع کے لئے لگاتار کوشش نیز دیگر مسلّح افواج کے ساتھ تعاون اور عوامی فوج کی تنظیم اور ان کی فوجی ٹریننگ کے ذریعے اسلامی جمہوریہ ایران کی دفاعی توانائی کی تقویت ہے۔

(۸۰) عوامی رضا کار فوج (بسیج):۔

جب کوئی قوم غیروں کے تسلّط سے رہائی اور خدائی حکومت کے قیام کے لئے متحدّہ طور پر اٹھ کھڑی ہوتی ہے تو اپنے انقلاب کے دفاع کو صرف فوج اور سپاہ پر مشتمل افواج کا فرض نہیں سمجھتی۔ ایک ایسے معاشرے میں تمام لوگ اپنے انقلاب کے دفاع کے لئے آمادہ ہوتے

ہیں اور فوجی و جنگی تعلیمات کو حاصل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں لہٰذا امام خمینی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے: "اسلامی ملک کو مکمل طور پر فوجی ہونا چاہئے"۔

بنا بریں بنیادی آئین نے حکومت پر یہ فرض عائد کیا ہے کہ فوج اور سپاہ پاسداران کی مستقل فوج کے ہمراہ ملک کے تمام افراد کے لئے اسلامی اصولوں کے مطابق فوجی ٹریننگ کے پروگرام اور امکانات فراہم کریں تاکہ تمام افراد ہمیشہ ملک اور ایران کے اسلامی جمہوریہ نظام کے مسلح دفاع کی توانائی کے حامل ہوں۔ ایران کے عوام عوامی رضاکار فوج میں شریک ہو کر کوشش کر رہے ہیں کہ اس عظیم فوج کو وجود میں لائیں جس کو "بیس ملین کی فوج" کہتے ہیں۔

(۸۱) جہاد:-

خدا کی راہ میں جہاد ہر مسلمان فرد کے لئے بہترین اور اہم ترین فرائض میں سے ہے اور مجاہد و مومن اعلیٰ اخروی درجات اور اپنے خدا کی خاص مغفرت اور رحمت سے بہرہ مند ہوتا ہے مجاہد مومن میدان جہاد میں حاضر ہو کر اپنی جان اور مال کو بہشتِ جاودانی کے بدلے خدا کے ہاتھ بیچ دیتا ہے، البتہ یہ سودا نہایت کامیاب اور نفع بخش ہوتا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "وہ لوگ جو خدا کی راہ میں اور بندگانِ خدا کی آزادی کے لئے اٹھتے اور جہاد کرتے ہیں۔ قیامت میں اس دروازے سے جنّت میں داخل ہوں گے جس کا نام 'بابِ مجاہدان' ہے۔ وہ لوگ نہایت شان اور عزّت کے ساتھ اسلحہ اٹھائے ہوئے سب کی نظروں کے سامنے اور سب جنّتیوں سے پہلے داخل ہوں گے۔ پروردگار کے مقرّب فرشتے ان کو سلام کریں گے اور خوش آمدید کہیں گے اور دوسرے لوگ ان کے درجے اور مقام پر رشک کریں گے۔ جہاد کے سلسلے میں مختلف قسم کے احکامات پائے جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے بارے میں

خاص شرعی اصولوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۸۲) مسلط کردہ جنگ :۔

ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی پر امریکہ دنیا کے اہم ترین اسٹراٹیجک علاقوں میں سے ایک کو کھو بیٹھا اور اس کے عظیم ذخائر سے اس کا ہاتھ قلم ہوگیا۔ لہٰذا اس نے مختلف چالوں کے ذریعے اس پر پھر سے قبضہ کرنے کی کوشش شروع کی اور ملکی باغیوں کی مدد، ایران پر (حملۂ طبس کے نام سے مشہور) فوجی حملہ اور بغاوت کی قیادت اسی سیاست پر مبنی تھی۔ جب ان چالوں میں سے کسی سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا تو اس نے ایک اور چال چلی اور حکومتِ عراق کو جو مہم پسندانہ خصوصیات کی حامل تھی اس بات پر اکسایا کہ اسلامی انقلاب پر بلا وجہ یہ جنگ مسلط کر دے۔ اس جنگ میں جس کے باعث لاکھوں انسان ہلاک ہوئے، اربوں ڈالر کا نقصان ہوا اور لاکھوں انسان اپاہج، زخمی، قیدی اور بے گھر ہوئے۔ بڑی طاقتوں اور ان کے حلقہ بگوش غلام عفلقی صدّام کو اپنے کسی مقصد میں بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

(۸۳) مجلس شورائے اسلامی :۔

مجلس شورائے اسلامی وہ کونسل ہے جس کے ممبران کو عوام براہِ راست اور خفیہ ووٹوں کے ذریعے انتخاب کرتے ہیں۔ یہ مجلس، نگہبان کونسل کے ہمراہ ملک کی مقننّہ کو تشکیل دیتی ہے اور اسلامی جمہوریہ ایران میں قانون بنانے کا فرض ادا کرتی ہے۔

علاوہ ازیں مجلس (پارلیمنٹ) حکومت کے اہلکاروں کی صلاحیّت پر نگرانی کرتی ہے، اقتصادی پروگراموں کی کیفیّت، کمیّت، آمدنی کے حصول اور ملکی اخراجات کے طریقے کو بھی معیّن کرتی ہے اور ہمیشہ اور ہر جگہ ملّت کے حقوق کی محافظ اور ان کے مفادات کی مدافع ہے۔

مجلس کے ایک دور کی مدّت چار سال اور ممبران کی تعداد ۲۷۰ افراد ہے۔

(۸۴) مشروطہ (آئینی حکومت) :۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ایران کی حالت کی خرابی اور حکومت کے جارح مامورین، استبداد کے ایجنٹوں اور حکّام کے جور و ستم سے عوام کا تنگ آجانا، اس وقت کے بادشاہ مظفّرالدین شاہ کی ملکی امور کے نظم و نسق میں کمزوری و عدم لیاقت، لوگوں کی روز افزوں بیداری اور آگہی نیز دیگر علل و اسباب نے ایک انقلاب کی زمین ہموار کی جو نہضت مشروطہ (آئینی حکومت کی تحریک) کے نام سے مشہور ہوا اور طویل مقابلوں اور جدوجہد کے بعد آخر کار ۱۳۲۴ ہجری شمسی (۱۹۰۶ء) میں کامیاب ہوگیا۔

اگرچہ اس تحریک کی صحیح راستے پر ہدایت نہیں ہوئی لیکن ایران کی اجتماعی تنظیم، طبقاتی امتیاز کا خاتمہ، درباریوں اور بڑے زمینداروں کے اقتدار کے محل کا مسمار ہونا اور قانون نیز انصاف کا برقرار کرنا ایک عظیم تبدیلی کا باعث بنے لیکن افسوس کہ اسلام کی نجات بخش تعلیمات سے آئینی حکومت کے انحراف نے اس تحریک کو مطلوبہ انجام تک پہنچنے نہیں دیا اور رضا خان کی بغاوت کے بعد موروثی سلطنتی نظام نے دوبارہ حاکمیّت اختیار کرلی۔

(۸۵) مراجع :۔

مرجع یعنی رجوع کی جگہ اور مذہبی اصطلاح میں دینی رہنما کے لئے استعمال ہوتی ہے، کیونکہ لوگ اپنے مسائل، مشکلات اور سوالات کے سلسلے میں ان سے رجوع کرتے ہیں۔ اس خاطر کہ مسلمان اسلامی احکامات میں کسی کی پیروی کریں، کیونکہ ان کا علم کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور عدل بھی مرجعیّت کا لازمہ ہے۔ مرجع تقلید کو خود پر مسلّط فقیہ، دین کا نگہبان، نفسانی خواہشات کا

مخالف اور صرف الٰہی احکامات کا مطیع ہونا چاہئے۔ اس صورت میں لوگوں پر اس کی پیروی واجب ہے۔

(۸۶) سرکاری مذہبی اقلیّتیں:۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے بنیادی آئین کی تیرہویں دفعہ کے مطابق: صرف زرتشتی، یہودی اور عیسائی ایرانی مذہبی اقلیّتیں تسلیم کی جاتی ہیں جو قانون کی حدود میں اپنے مذہبی مراسم کو انجام دینے میں آزاد ہیں اور ذاتی معاملات اور دینی تعلیمات میں اپنے آئین کے مطابق عمل کر سکتی ہیں۔ اس قانون کی دفعہ چودہ میں اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت اور مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ غیر مسلم افراد کے ساتھ اخلاق حسنہ اور اسلامی عدل و مساوات کے ساتھ پیش آئیں اور ان کے انسانی حقوق کا پاس رکھیں۔ یہ دفعہ ان لوگوں کے حق میں معتبر ہے جو اسلام اور اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف سازش اور کارروائی نہ کریں۔

(۸۷) نگہبان کونسل:۔

اسلامی جمہوریہ ایران میں مجلس کے پاس کردہ قوانین کے اسلامی احکامات اور بنیادی آئین کے خلاف نہ ہونے کے تحفّظ کی خاطر نگہبان کونسل کے نام سے ایک کونسل تشکیل ہوتی ہے جو چھ عادل اور آگاہ فقیہ اور اسی طرح مختلف قانونی شعبوں کے چھ ماہرین قانون پر مشتمل ہوتی ہے (بنیادی آئین، دفعہ ۹۱) یہ افراد چھ سال کے لئے انتخاب ہوتے ہیں۔ (بنیادی آئین، دفعہ ۹۲) مجلس شورائے اسلامی نگہبان کونسل کی موجودگی کے بغیر قانونی حیثیّت نہیں رکھتی (بنیادی آئین، دفعہ ۹۳) اسی کے ساتھ مجلس کے پاس کردہ تمام قوانین کو اسلامی اصولوں اور بنیادی آئین سے مطابقت یا عدم مطابقت کی تائید اور تحقیق کے لئے نگہبان کونسل

کے پاس بھیجا جاتا ہے (بنیادی آئین، دفعہ ۹۴)

(۸۸) شرعِ مطہّر :-

لغت میں شرع کے معنی سیدھا اور روشن راستہ اور دریا کے پانی کا راستہ ہیں چونکہ خدائی قوانین بہت سے پہلوؤں سے پانی اور دریا کے راستے کی مانند ہیں، قرآن نے تشبیہہ اور استعارے کے طور پر خدائی احکامات اور قوانین کو شریعت کا نام دیا ہے۔

(۸۹) بنیادی آئین :-

اسلامی جمہوریہ ایران کا بنیادی آئین اسلامی اصول وضوابط کی بنیاد پر ایرانی معاشرے کے ثقافتی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی اداروں کو بیان کرتا ہے جو امتِ اسلامیہ کی دلی تمناؤں کی تصویر ہے۔ یہ قانون جو ایک تمہید، بارہ[۱۲] باب اور ایک سو پچھتر[۱۷۵] دفعات پر مشتمل ہے اور ۱۳۵۸ ہجری شمسی (۱۹۷۹ء) میں ایرانی قوم کے ۹۹،۵ فیصد مثبت ووٹوں سے پاس ہوا ہے۔ اسلام اور اسلامی حکومت پر ایرانی قوم کے اعتقاد کی دستاویز اور دسیوں ہزار شہیدوں کے خون کا ثمرہ ہے۔ امام خمینی قدس سرہٗ بنیادی آئین کو اسلامی جمہوریہ کا عظیم ترین ثمرہ جانتے ہیں۔ ۱۳۶۸ ہجری شمسی (۱۹۸۹ء) میں اس میں ایک تکملہ بڑھایا گیا ہے۔

(۹۰) ولایتِ فقیہ :-

خدائی احکامات، مکتب کے حقیقی منابع اور معتبر احادیث کے حوالے سے امامت اور آخری معصومؑ کی غیبت کے بعد حکومت تشکیل دینے کے سلسلے میں انبیاء کی تاریخی ذمہ داری کی ضرورت کے تحت مکتب کے سب سے زیادہ آگاہ اور صالح فرد کے اوپر عائد ہوگی تاکہ اس طرح ولایت اور انبیاءؑ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہے۔ یہ افراد وہی امت کے فقہاء اور علماء

ہیں، انبیاءؑ کے وارث اور امین ہیں اور ان کی حکومت کا نام " ولایتِ فقیہ " ہے۔ اس بنیاد پر بنیادی آئین اس جامع الشرائط فقیہ کی قیادت کے سلسلے میں تحقیق کے میدان کو فراہم کرے جس کو عوام کی جانب سے قائد تسلیم کیا جاتا ہے تاکہ وہ حکومت کے مختلف ارکان کے اپنے حقیقی اسلامی فرائض سے منحرف نہ ہونے کا ضامن ہو۔

(۹۱) ماہرین (خبرگان) :۔

ایران کے اسلامی جمہوریہ نظام میں ملکی امور کو رائے عامّہ کی بنیاد پر اور انتخابات کے ذریعے انجام پانا چاہئے۔ خواہ وہ صدر جمہوریہ کے تعیّن کے لئے یا مجلس شورائے اسلامی کے ممبروں یا کونسلوں وغیرہ کے اراکین کے تعیّن کے لئے ہوں۔ اگر کسی مسئلے میں عوام کی اکثریّت کی رائے لینا ممکن نہ ہو یا اس مقصد تک رسائی کے لئے مباحثات و مذاکرات کی ضرورت ہو تو اس صورت میں عوام اپنے ماہرین اور قابلِ اعتماد لوگوں کا انتخاب کر کے ان کو "ماہرین کی کونسل" نامی جگہ پر جمع کریں گے اور وہ لوگوں کے مدِ نظر موضوع کے بارے میں بحث کریں گے جیسے کہ بنیادی آئین کے ماہرین یا قیادتی انتخاب کے ماہرین وغیرہ کے بارے میں۔

(۹۲) قیادتی کونسل اور قائد :۔

اگر ضروری شرائط پر پورا اترنے والا ایک فقیہ لوگوں کی بھاری اکثریت کی جانب سے مرجع تقلید اور قائد کی حیثیت سے تسلیم کر لیا جائے تو یہ قائد ولیِ امر اور اس عہدے کی تمام ذمے داریوں کا حامل ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو عوام کے انتخاب کردہ ماہرین ان تمام لوگوں کے بارے میں جو مرجعیت اور قیادت کی صلاحیّت رکھتے ہوں تحقیق اور مشورہ کریں گے اور قیادت کی صلاحیت رکھنے والے تین یا پانچ مراجع تقلید کو قیادتی کونسل کے اراکین کے عنوان سے

متعارف کرائیں گے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس دفعہ کی اسلامی جمہوریہ ایران کے بنیادی آئین پر نظرِ ثانی میں اصلاح کر دی گئی ہے اور مسلم معاشرے کی قیادت کو کونسل کی شکل میں مدِّ نظر نہیں رکھا گیا ہے۔

(۹۳) گناہِ کبیرہ :-

گناہ کبیرہ کی تعریف اور ان کی تعداد کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام ان گناہوں کو گناہِ کبیرہ قرار دیتے ہیں جن کے ارتکاب کرنے والے کے لئے خدا نے جہنّم کو واجب قرار دیا ہے۔ گناہ کبیرہ کی صحیح تعداد کا ذکر نہیں کیا جا سکتا لیکن زیادہ تر روایات میں ان کی تعداد سات بتائی گئی ہے۔ ان سات گناہوں کے عنوانات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے جو یہ ہیں :- شرک، انسانی قتل، پاکدامن عورت پر زنا کا الزام لگانا، یتیم کا مال کھانا، زنا، جنگ سے فرار اور والدین کی نافرمانی۔

البتہ رباخواری، رحمتِ خداوندی سے ناامیدی، خدا کی چال سے محفوظ رہنا، لوگوں کی غیبت کرنا اور ناحق گواہی دینا وغیرہ .... پر بھی گناہ کبیرہ ہونے کے لحاظ سے زور دیا گیا ہے۔

(۹۴) تقویٰ :-

تقویٰ وہ باطنی قوت ہے جو انسان کو ان اعمال کو انجام دینے میں مدد کرتی ہے جو اس کے ایمان کے مطابق ہوتے ہیں اور اس کو ان اعمال سے روکتی ہے جو اس کے ایمان کے خلاف ہوتے ہیں۔ تقویٰ اندرونی و بیرونی واقعات سے پیدا ہونے والے شیطانی وسوسوں کے مقابلے میں استقامت اور خود داری کی طاقت ہے۔

(۹۵) بنیادی آئین کی دفعہ ۱۰۹ :۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے بنیادی آئین کی دفعہ ۱۰۹ قائد یا قیادتی کونسل کے اراکین کی شرائط اور صفات کو بیان کرتی ہے۔ یہ شرائط درج ذیل ہیں :۔

قیادت کے لئے ضروری تقویٰ اور علمی صلاحیت، سیاسی اور سماجی بصیرت، شجاعت، قدرت اور کافی انتظامی صلاحیت، اس دفعہ میں بنیادی آئین کی اصلاح میں " قائد کی شرائط اور صفات " کے عنوان سے معمولی تبدیلی کی گئی ہے۔

(۹۶) بنیادی آئین کی دفعہ ۱۱۰ :۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے بنیادی آئین کی دفعہ ۱۱۰ " قائد کے فرائض اور اختیارات " کو بیان کرتی ہے۔ ان اختیارات اور فرائض میں سے اہم یہ ہیں :۔

نگہبان کونسل کے فقہاء کا تعین، ملک کی عدلیہ کے اعلیٰ عہدیدار کا تقرر، مسلح افواج کے کمانڈروں کا تقرر اور ان کی برطرفی، اعلیٰ دفاعی کونسل کی تشکیل، جنگ اور صلح کا اعلان، عوام کے ذریعے انتخاب ہونے کے بعد صدر جمہوریہ کے حکم تقرری پر دستخط، صدرِ جمہوریہ کی برطرفی، ملکی مصلحتوں کا مدنظر رکھنا، اسلامی اصولوں کی حدود میں مجرمین کی سزا میں کمی یا ان کو معاف کرنا، بنیادی آئین کے تکملے میں اس دفعہ میں معمولی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔

(۹۷) اعلیٰ عدالتی کونسل :۔

یہ کونسل جو اسلامی جمہوریہ ایران کی عدلیہ کا سب سے بڑا عہدہ تھا، بنیادی آئین میں تکملے کے اضافے کے ساتھ حذف کر دیا گیا اور عدلیہ کا اعلیٰ ترین عہدہ ایک شخص کے ذمے کر دیا گیا۔

(۹۸) عدلیہ :۔

بنیادی آئین کے مطابق تمام عدالتوں کو ایک سرکاری مقتدر (اتھاریٹی) کی پیروی کرنی چاہیئے اور وہ عدلیہ ہے ۔ یہ ادارہ عدلیہ کے اعلیٰ عہدیدار کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے نظام میں وزیر عدلیہ کا فرض دوسرے وزیروں سے مختلف ہے ، دوسرے وزارت خانوں میں وزارت خانے کی تمام سرگرمیوں کا ذمہ دار وزیر ہوتا ہے لیکن عدلیہ میں اس کا وزیر عدالتوں سے متعلق عدالتی امور اور فیصلے سنانے میں کوئی ذمہ داری نہیں رکھتا اور اس کا اہم کام عدلیہ اور کابینہ نیز وزارت خانوں اور مجلسِ شورائے اسلامی کے درمیان ضروری ارتباط برقرار کرنا ہے۔

(۹۹) واجب کفائی :۔

واجب وہ حکم ہے جس کا انجام دینا ضروری اور فرض ہے اور اس کا ترک کرنا گناہ شمار ہوتا ہے مثلاً نماز پڑھنا ۔

واجب دو قسم کے ہیں : واجب عینی اور واجب کفائی ۔ واجب عینی وہ واجب ہے جس کا ادا کرنا ہر مسلمان فرد کے لئے ضروری ہے ۔ مثال کے طور پر نماز و روزہ کی ادائیگی ۔ واجب کفائی وہ واجب ہے جس کی انجام دہی کے لئے شارع مقدّس نے مسلمانوں کے اجتماع سے درخواست کی ہو اور اگر کسی ایک شخص یا کچھ لوگوں نے اس کو انجام دے دیا تو وہ عمل دوسرے لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے ، جیسے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ڈوبنے والے کو نجات دلانا ۔

(۱۰۰) پان ایرانزم :۔

"پان" ایک انگریزی سابقہ ہے جس کے مختلف معانی اور مفاہیم ہیں ۔ اس کا ایک مفہوم جو "پان ایرانزم" کی اصطلاح کے ترجمے سے مناسبت رکھتا ہے "کل"، "سب پر مشتمل" اور

" عام اتحاد کا طرفدار" ہے۔ اس وضاحت کے ساتھ " پان ایرانزم "، " تمام ایرانیوں کے اتحاد کی طرفداری" ہے جو ایک قومی تحریک ہے۔ اس تحریک میں موجودہ انسانی اعتقادات کو نہیں بلکہ قومی، نسلی اور قبائلی مسائل کو بنیاد قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۰۱) مجاہدِ خلق :-

" مجاہدِ خلق " مفہوم کے لحاظ سے " لوگوں کے لئے سعی و کوشش کرنے والا " یا " لوگوں کے لئے لڑنے والا " ہے لیکن درحقیقت اور ملّتِ ایران کی سیاسی تاریخ میں " مجاہدینِ خلق " ایک چھاپہ مار گروہ کا نام ہے جو ۱۳۴۴ ہجری شمسی میں شاہ سے مقابلے کے لئے قائم ہوا، اس تنظیم نے اس کے لیڈروں کی مکتبِ اسلام کے ہمہ جانبہ اصولوں اور تعلیمات سے عدم واقفیّت کی وجہ سے اقتباسی آئیڈیالوجی کا انتخاب کیا اور یہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ایک مختصر سی مدّت میں انقلاب اور اس کی قوتوں کے مقابلے میں قرار پائی اور اس نے لوگوں کے سچے خدمتگزاروں، پابندِ عہد علماء، ہمدرد افراد اور بہترین جوانوں کی ایک بھاری تعداد کو شہید کر دیا۔ اس نے پورے ملک میں دسیوں بم کے دھماکوں اور مکانوں اور بے گناہ لوگوں سے بھری بسوں کو آگ لگا کر خون کی ندی بہا دی۔ یہ گروہ جس نے ایران کے اسلامی جمہوریہ نظام کا تختہ الٹنے کی کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کیا، کچھ مرحلوں کے طے ہونے کے بعد انقلابی قوتوں کے ذریعے کچل دیا گیا اور ان میں سے کچھ لوگ ملک سے بھاگ گئے، وہ لوگ جو کہ کبھی خود کو امپریلسٹ دشمن بتلاتے تھے اور اپنی ماہیّت کے فاش ہونے سے خائف تھے، آج امپریلسٹوں کے دامن میں اپنی شرمناک زندگی کے آخری ایّام نہایت بے عزّتی کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ مجاہدین خلق نامی دہشت گرد گروہ عوام میں " منافقین " کے نام سے مشہور ہے جو ان کی پلید باطنی خصلت کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۱۰۲) فدائی خلق :-

ایران کے "فدائی خلق چھاپہ مار" ایران کے مشہور مارکسسٹ گروہوں میں سے تھے، کہ جنہوں نے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد اس انقلاب کے خلاف اپنی دہشت گردانہ اور سیاسی کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ اس گروہ کا سابقہ ۱۹۶۶ء سے تعلق رکھتا ہے جب مارکسسٹ طالب علموں کے ایک گروہ نے تدریجی طور پر آرتھوڈکیس مارکسزم کے مواقف سے پشیمان ہو کر ماؤ ازم کے مواقف کی طرف رجحان حاصل کیا۔

حکومت شاہ کے اہلکاروں کے خلاف اس گروہ کی دہشت گردانہ کارروائیوں کے باوجود اس گروہ کا سماجی اڈہ، لائک اور بائیں بازو کی طرف رجحان رکھنے والے یونیورسٹی کے طالب علموں کی حد تک ہی محدود رہا اور اس نے عوام کے درمیان مقبولیت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل نہ کی۔ یہ لوگ ایران میں فوری طور پر سوشلسٹ نظام کی برقراری کے خواہاں تھے، لیکن آئیڈیالوجک اور سیاسی بحران نے تدریجی طور پر اس کو مختلف شعبوں میں بانٹ دیا۔ مارکسزم اور سوویت یونین کے عالمی بحران نے ان عناصر پر گہرا اثر چھوڑا جس کے باعث سیاسی طور پر وہ کمزور ہو گیا۔

(۱۰۳) تودہ پارٹی :-

"تودہ پارٹی" ایران کی قدیمی اور معروف ترین مارکسسٹ، لیننسٹ پارٹی ہے جو ۱۹۲۰ء میں قائم ہوئی اور ۱۹۴۲ء میں تودہ پارٹی کے نام سے اپنی کارروائی کا آغاز کیا۔ اس پارٹی نے اپنی سیاسی سرگرمی کے دوران روس کی جاسوسی تنظیم سے براہ راست رابطہ قائم کر کے ایسے مواقف اتخاذ کئے جن کے سبب ایرانی معاشرے میں "وطن فروش" کے نام سے مشہور ہو گئی

ان مواقف میں سب سے اہم موقف یہ تھا کہ اس پارٹی نے ایران کے آذر بائیجان اور کردستان صوبوں کی سرخ فوج کے ذریعے تقسیم اور شمالی ایران کے تیل کے امتیاز کو حکومتِ روس کے حوالے کرنے سے متعلق حمایت کی۔

۱۹ اگست ۱۹۵۳ء کی بغاوت کے بعد اور محمد رضا شاہ کی سلطنت کے دوام کے دوران ایران کے اندر تودہ پارٹی کی سرگرمیاں رک گئیں۔ ۱۹۷۹ء تک یعنی ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی تک تودہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے اراکین، مشرقی جرمنی کے لائپزیک شہر میں موجود تھے۔ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد دوسری پارٹیوں اور گروہوں کی مانند اس پارٹی کے لئے بھی دوبارہ سرگرمی کے آغاز کے لئے زمین ہموار ہوگئی لیکن اس پارٹی کو اپنے الحادی عقیدے اور منافقانہ روش کے سبب برسوں کی کوششوں اور وسیع پروپیگنڈوں کے باوجود عوام کے درمیان مقام حاصل کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ ۱۹۸۳ء میں اس پارٹی کے روس کی جاسوسی خفیہ تنظیم (کے، جی، بی) اور فوجی اطلاعات کے ادارے (جی، آر، یو) کے ساتھ رابطے کے انکشاف کے بعد اس کی مرکزی کمیٹی کے سربراہوں کو گرفتار کر کے اس کے خفیہ گینگ کو تباہ کر دیا گیا۔

(۱۰۴) حوزۂ علمیّہ (دینی تعلیمی مرکز):۔

تعریف کے مطابق حوزۂ علمیّہ (دینی تعلیمی مرکز) اسلامی علوم اور آگہی کے حاصل کرنے اور عمل، اخلاص اور زہد کے ہمراہ اسلامی ثقافت سے آشنائی کی جگہ ہے اور اس کا نظام دینی ذمہ داری کے احساس پر استوار ہے۔ دینی تعلیمی مراکز کا قائم کرنا ایک قرآنی حکم ہے جو سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۲ میں آیا ہے۔ رسول اللہؐ کے زمانے میں اسلام کے تعلیمی مراکز میں پیچیدگی نہیں تھی لیکن

مرورِ ایّام کے ساتھ اسلامی معاشرے کی وسعت اور مشکلات نے ایسے حالات پیدا کئے کہ اسلامی احکامات تک رسائی اور آیات و روایات سے صحیح حکم کے استخراج اور سب سے زیادہ اہم دینی علوم کے تحفظ اور ان کی اشاعت کے لئے نئے ذرائع اور خاص انتظامات کی ضرورت پڑی لہٰذا وہ مرکز جو بعد میں مدرسہ اور حوزہ علمیّہ کے نام سے وجود میں آیا اس میں تحقیق و مطالعے، تعلیم و تعلّم، کتب و کتب خانہ نیز اسلام سے آشنائی اور اس کے بارے میں تحقیق کے تمام ذرائع جمع ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے زمانے سے اب تک کے عظیم تعلیمی اور دینی مراکز یہ ہیں:۔

حوزہ علمیّہ رسول اکرمؐ۔ حوزہ علمیّہ امیرالمومنینؑ۔ حوزہ علمیّہ امام حسنؑ و امام حسینؑ۔
حوزہ علمیّہ امام محمد باقرؑ۔ حوزہ علمیّہ امام صادقؑ۔ حوزہ علمیّہ امام کاظمؑ۔
حوزہ علمیّہ نجف۔ حوزہ علمیّہ قم۔ حوزہ علمیّہ اصفہان۔

(۱۰۵) حوزۂ علمیّہ قم (قم کا دینی تعلیمی مرکز):۔

قم، ایران کے شیعہ آبادی کے قدیمی ترین شہروں میں سے ہے اور ائمہ معصومینؑ کے زمانے سے مکتبِ تشیّع کا ایک زبردست اور پائیدار مرکز رہا ہے۔ قم میں علمی تحریک کا آغاز معروف عالم دین عبداللہ بن سعد اشعری کے ذریعے ہوا اور یہ تحریک چوتھی صدی اور پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ اس طرح قم میں تشیّع اور جعفری ثقافت کی موجودگی شیعوں کے آٹھویں امامؑ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ معصومہ علیہا سلام کی آمد کے پہلے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس عظیم خاتون کی رحلت کے بعد ان کا مزارِ مبارک ایک ایسی شمع بن گیا جس نے اہل بیتؑ کے تمام عاشقوں کو اپنی طرف کھینچا اور قم کو زیادہ علمی مرکزیت حاصل ہوگئی۔ قم کا دینی تعلیمی مرکز ہزار سال سے کچھ اوپر کے دوران مختلف نشیب و فراز سے گزرا ہے اور اس کے آخری

نشیب میں. جو مشہور مرحوم محقّق اور مرحوم میرزا قمّی کے عہد کے بعد وجود میں آیا قم کمزور ہو گیا اور حتیٰ مدرسۂ فیضیّہ اور مدرسہ دارالشفاء ویرانے میں بدل گئے، وہاں پر فقیروں اور دیوانوں کی آمد و رفت ہونے لگی اور نہایت افسوسناک صورت میں قم کا دینی تعلیمی مرکز تعطّل کا شکار ہو گیا تھا، یہاں تک کہ مرحوم آیت اللہ حائری یزدی کے قم آنے کے بعد نہ صرف یہ کہ حوزہ علمیّہ کو ایک نئی زندگی ملی، بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایسا مرکز قائم ہوا کہ آج عالم تشیّع کے عظیم ترین اور فعّال ترین دینی تعلیمی مرکز کی حیثیّت سے تحصیل، تدریس، تالیف، تحقیق اور مکتبِ تشیّع کی مالا مال ثقافت کی تبلیغ اور اشاعت میں مشغول ہے اور عظیم ترین فکری، علمی اور تبلیغی تحریکوں کا مرکز بن گیا ہے۔

(۱۰۶) صالح بزرگ (سلفِ صالح) :-

ائمہ اطہار علیہم السلام کے زمانے سے اب تک مذہبِ تشیّع نے اپنے دامن میں بہت سے عظیم فقہاء کی پرورش کی ہے اور ان کی بے شمار فقہی کتب اور بہت سے عظیم منابع تحقیق موجود ہیں، صالح بزرگوں (سلف صالح) سے مراد بڑے امامیّہ فقہاء ہیں جو کہ اسلامی احکام کو بڑے ہی دقیق طور پر اس کے منابع اور ذرائع سے استنباط کرتے اور تالیف و تدریس کیا کرتے نیز خود بھی ان پر عمل کیا کرتے تھے۔

(۱۰۷) عرفان (سیر و سلوک الی اللہ) :-

عرفان ایک علمی اور ثقافتی ادارے کی حیثیّت سے دو شعبوں پر مشتمل ہے: نظریاتی عرفان اور عملی عرفان۔ عملی عرفان کو سیر و سلوک کا علم بھی کہا گیا ہے۔ سیر و سلوک کے علم میں اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ سالک (وادیِ عرفان کے مبتدی) کو انسانیت کی اعلیٰ چوٹی یعنی "توحید" تک پہنچنے کے لئے کہاں سے شروع کرنا چاہئے۔ بالترتیب کن منازل اور مراحل کو طے کرنا چاہئے۔

اور راستے ہیں اس کو کن حالات کا سامنا ہوتا ہے اور اس پر کیا گزرتی ہے۔ البتہ ان تمام منازل اور مراحل کو ایک ایسے کامل اور پختہ انسان کی نگرانی میں طے کرنا چاہئے جو اس راہ سے پہلے گزر گزر چکا ہو اور منزلوں کی راہ و رسم سے واقف ہو۔ وہ توحید جو ایک عارف کے نکتہ نگاہ سے انسانیت کی بلند چوٹی شمار ہوتی ہے اور عارف کے سیر و سلوک کی آخری منزل ہے۔ عام لوگوں کی توحید اور حتیٰ فلسفیوں کی توحید سے مختلف ہے۔ عارف کی توحید یعنی سلوک کے ذریعے اس مرحلے پر پہنچنا جہاں خدا کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔

(۱۰۸) جہادِ اکبر :۔

مکتب اسلام کی اہم بحثوں میں سے ایک جہاد اور جدو جہد کی بحث ہے۔ مجاہد کے لئے بیان ہونے والی فضیلتیں بہت زیادہ اور قابل توجہ ہیں۔ مجاہد کا اخروی اجر بھی دوسروں سے زیادہ ہے لیکن تمام مجاہدتوں میں سب سے زیادہ اہم اور قابل قدر جہادِ نفس (نفس کشی) ہے جس کو "جہادِ اکبر" کہتے ہیں۔ نفس کا جہاد انسان کے باطن میں اعلیٰ اقدار وجود میں لاتا ہے۔ نفس کا جہاد تمام دیگر جہادوں کی بنیاد ہے اور ختم ہونے والی چیز نہیں ہے۔ اس جہاد کو ساری زندگی جاری رہنا چاہئے کیونکہ نفسانی خواہشات ہر جگہ انسان کی تاک میں لگی ہوئی ہیں۔

(۱۰۹) خارجہ سیاست :۔

اسلامی جمہوریہ ایران کی خارجہ سیاست ہر قسم کے تسلّط کو قبول کرنے اور ہر قسم کا تسلّط جمانے کی نفی، ہمہ جانبہ خود مختاری اور ارضی سالمیّت کے تحفظ، تمام مسلمانوں کے حقوق کے دفاع، تسلّط پسند طاقتوں سے عدم وابستگی اور جنگ نہ کرنے والی حکومتوں کے ساتھ صلح آمیز تعلّقات پر استوار ہے (بنیادی آئین کی دفعہ ۱۵۲) ہر وہ معاہدہ جو قدرتی اور اقتصادی

ذرائع، ثقافت، فوج اور ملک کے دیگر شعبوں پر غیر کے تسلّط کا سبب بنے ممنوع ہے۔ (بنیادی آئین کی دفعہ ۱۵۳) - اسلامی جمہوریہ ایران تمام انسانی معاشرے میں انسانی سعادت کو اپنی آرزو سمجھتا ہے اور استقلال، آزادی اور حق و عدل کی حکومت کو دنیا کے تمام لوگوں کا حق مانتا ہے لہٰذا دیگر اقوام کے داخلی امور میں ہر قسم کی مداخلت سے اجتناب کے ساتھ دنیا کے ہر مقام پر سامراجیوں کے مقابلے میں مستضعف و محروم عوام کی حق پرستانہ جدوجہد کی حمایت کرتا ہے۔ (بنیادی آئین کی دفعہ ۱۵۴)۔

(۱۱۰) فطرت :-

انبیاءؑ کی تعلیمات کے مطابق تمام انسانوں کی تخلیق ایک مشترکہ سرشت اور جبلّت پر ہوئی ہے جس کو "فطرت" کہتے ہیں۔ یہ مشترکہ فطرت اس بات کا سبب بنتی ہے کہ صحیح تربیّت کی شکل میں تمام انسان یک جہتی اور ہم آہنگ رجحانات اور ضمیر کے حامل ہوں۔ دوسرے الفاظ میں اصل فطرت جس کو دینی معارف میں اُمّ المعارف کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ تمام انسان، علم و اقتدار پسندی، عشق و پرستش، حسن پرستی، خیر و فضیلت پسندی اور اعلیٰ انسانی عواطف مثلاً نوع دوستی اور ایثار کے حامل ہیں اور یہ تمام رجحانات اپنی جگہ پر کمال مطلق یعنی خدا کی جانب رجحان کا جلوہ ہیں۔

(۱۱۱) مضافاتی پلیس :-

مضافاتی پلیس مسلّح انتظامی قوتوں میں سے ایک ہے جو راستوں اور شہر کے باہر کے علاقوں کی سلامتی کے تحفّظ کی ذمے دار ہے۔

(۱۱۲) شہری پلیس :۔

شہری پلیس مسلح انتظامی قوتوں میں سے ہے جو شہروں کے اندر انتظامات اور سلامتی کی ذمے دار ہے۔

(۱۱۳) کمیٹیاں :۔

اسلامی انقلاب کی کمیٹیاں مسلح انتظامی قوتوں میں سے ایک ہیں جو شہروں کے اندر بھی اور راستوں اور شہروں سے باہر کے علاقوں میں شہری پلیس اور مضافاتی پلیس کے بھائیوں کے ہمراہ ملک کے امن وامان کو محفوظ رکھنے میں مشغول ہیں۔ کمیٹیاں وہ اوّلین ادارے تھے جو انقلاب کی کامیابی کے بعد پورے ملک میں قائم ہوئے اور ان کے اراکین عوام تھے۔

(۱۱۴) لقاء اللہ :۔

اس لقاء اور رؤیت سے مراد علم کے یقینی ترین اور واضح ترین مراحل ہیں اور "رویت" سے تعبیر کرنا اس کی وضاحت اور قطعیت میں مبالغے کی خاطر ہے۔ خداوند عالم نے اپنے کلام قرآن میں ایک ایسے رؤیت کو ثابت کیا ہے جو آنکھوں اور حواس کے ذریعے رؤیت سے جدا اور درحقیقت ایک قسم کا درک اور شعور ہے جس کے ذریعے ہر چیز کی حقیقت اور ذات کا درک ہوتا ہے اور اس عمل میں آنکھ یا فکر کا کوئی استعمال نہیں ہوتا، خداوند عالم نے ایک ایسے شعور کو ثابت کیا ہے جس کے ذریعے انسان اپنے پروردگار کے وجود کو سمجھتا ہے اور اپنے پروردگار کو وجدان کے ذریعے بے پردہ درک کرتا ہے اور اگر وہ یہ کام نہ کرے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے آپ میں مشغول ہوگیا ہے اور اپنے ارتکاب شدہ گناہوں کا شکار ہوگیا ہے۔

(۱۱۵) اعلیٰ دفاعی کونسل :-

اسلامی جمہوریہ ایران کے بنیادی آئین کی دفعہ ۱۱۰ میں " اعلیٰ دفاعی کونسل کی تشکیل" کو قائد کے اختیارات میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کونسل سات ممبران پر مشتمل ہے اور اس کے فرائض فوج اور سپاہ پاسداران کے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ بنیادی آئین پر نظر ثانی کے دوران اعلیٰ دفاعی کونسل " دفاعی کونسل " کے نام سے دفعہ ۱۷۶ میں مدغم ہوگئی ہے اور "قومی سلامتی کونسل" کی ایک شاخ بن گئی ہے۔

(۱۱۶) اسٹالن :-

جوزف اسٹالن بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا رکن اور روس کی کمیونسٹ پارٹی کے سرکاری ترجمان اخبار "پراودا" کے ایڈیٹروں میں سے تھا۔ وہ ۱۹۲۲ء میں پارٹی کا سیکرٹری جنرل انتخاب ہوا اور اس کے بعد عملی طور پر روسی حکومت کا سربراہ بن گیا۔ اسٹالن کی گائے کا قصّہ ان چیزوں میں سے ہے جن کا ذکر امام قدس سرّہ اپنے بیانات میں اکثر کرتے ہیں۔ قصّہ یہ تھا کہ تہران کی کانفرنس میں جب امریکہ اور برطانیہ کے سربراہ ایران آتے ہیں تو سرمایہ دارانہ اعتقادات کے باوجود زیادہ تکلّفات سے کام نہیں لیتے ہیں لیکن کامریڈ اسٹالن عوام کا طرفدار ہونے کے باوجود اپنے ساتھ دودھ دینے والی گائے بھی لاتا ہے تاکہ ہر روز صبح اس کا دودھ استعمال کرے۔ یہ تعلقات اور عوام کی حمایت کے وہ نعرے ایسے تناقضات ہیں جن پر امام قدس سرّہ انگلی دھرتے ہیں۔

(۱۱۷) حادثۂ آمل :-

یہ حادثہ (شمال ایران کے ایک شہر) آمل میں "کمیونسٹوں کی یونین" کے ذریعے جو

ایک چھوٹا سا ماؤازم کا طرفدار گروہ تھا، وجود میں آیا۔ شاہ کے زمانے میں اس گروہ کی کوئی سرگرمی نہیں تھی بلکہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد اس کے عناصر امریکہ اور مغربی یورپ سے ایران آئے اور اپنی سرگرمیوں کو شروع کیا۔ اس حادثے کے دوران پچاس مسلح افراد جو کہ شمالی ایران کے جنگلوں میں ایران کے خلاف دہشت گردانہ کارروائیوں میں سرگرم تھے۔ پہلے سے بنائے گئے منصوبے کے تحت شہر آمل میں داخل ہوئے، دہشت گردوں کا مقصد شہر پر فوجی قبضہ کرنا تھا۔ انہوں نے یہ خیال کر رکھا تھا کہ کامیابی کی صورت میں اس علاقے کے عوام ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور وہ اس طرح اسلامی انقلاب کے خلاف بغاوت کے لئے ایک مرکز کی تشکیل میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس تصوّر کے برخلاف، دہشت گردوں کی مسلحانہ شورش، اپنے آغاز ہی سے اس شہر کے عوام کی جد وجہد واستقامت سے روبرو ہوئی اور یہ شہر مسلّح حملہ آوروں کے مقابلے میں بے دفاع عوام کے شدید مقابلے اور گھمسان کی لڑائی کے میدان میں تبدیل ہو گیا۔ تقریباً پانچ گھنٹے کے دوران سبھی مسلّح عناصر لوگوں کے ذریعے یا تو گرفتار کر لئے گئے یا قتل کر دیئے گئے اور اس طرح یہ سازش ناکام ہو گئی۔ اس حادثے میں عورتوں اور بچوں نیز بے دفاع لوگوں کی ایک کثیر تعداد بھی جاں بحق ہوئی۔

(۱۱۸) کُرد :۔

کُرد ایک ایرانی قوم ہے جو ایران کے مغربی علاقوں میں سکونت پذیر ہے۔

(۱۱۹) بلوچ :۔

بلوچ ایک ایرانی قوم ہے جو مشرقی علاقوں میں اور خطۂ سیستان و بلوچستان میں سکونت پذیر ہے۔

(۱۲۰) کُردستان :۔

کُردستان، ایران کے مغرب میں کُرد آبادی والا صوبہ ہے۔

(۱۲۱) ڈیموکریٹ پارٹی :۔

ایک قوم پرست پارٹی ہے جس نے کہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد اس انقلاب کے خلاف دہشت گردانہ اور مسلحانہ کارروائی کا اقدام کیا وہ ایران کے کُردستان کی ڈیموکریٹ پارٹی تھی۔ یہ پارٹی ۱۹۴۵ء میں اس وقت وجود میں آئی جب ایران کی سرزمین کا ایک حصہ روسی فوج کے قبضے میں تھا۔ اس پارٹی نے سرخ فوج کی مدد سے کُردستان میں ایک خود مختار حکومت قائم کی۔ ایران سے روسی افواج کی عقب نشینی کے بعد ۱۹۶۰ء کے عشرے تک ایرانی کردستان کی ڈیموکریٹ پارٹی کی موجودگی نہ تھی لیکن اس کا عنوان روسی طرفدار گروہ تودہ پارٹی کے ذریعے باقی رہا۔ اسی دوران تودہ پارٹی کے ایک رکن قاسم لُو نے ایران کی تودہ پارٹی کو چیکوسلواکیہ کے ذریعے دیئے جانے والے وظیفے (اسکالرشپ) کی مدد سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لینے میں کامیابی حاصل کر لی اور اس نے چیکوسلواکیہ کی ایک یہودی عورت سے شادی کر لی۔ موجودہ ثبوتوں کے مطابق وہ اپنی بیوی کے ذریعے اسرائیل کی جاسوسی تنظیم میں شامل ہوا اور کچھ عرصے بعد بغداد کی طرف ہجرت کی اور عراق کی بعث پارٹی کے تعاون سے "کُردستان" نامی جریدے کی دوبارہ اشاعت شروع کی اور ایرانی کردستان کی ڈیموکریٹ پارٹی کے عنوان کو تودہ پارٹی کے انحصار سے نکال دیا۔ ۱۹۷۹ء تک ایران میں ڈیموکریٹ پارٹی کا وجود نہیں تھا لیکن ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد قاسم لُو فوری طور پر ایرانی کردستان میں آیا اور اپنی پارٹی کی سرگرمی کے آغاز کا اعلان کر دیا۔ وہ پہلا سیاسی گروہ تھا جس نے

کہ انقلابی ایران میں قومی خود مختاری کا مطالبہ پیش کیا۔

(۱۲۲) کوملہ :۔

یہ گروہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے موقع پر ماؤازم کے رجحان کے ساتھ کچھ مہم پسند اور انارکیسٹ عناصر کے ذریعے ایران کے کردستان میں قائم ہوا اور موجودہ ثبوتوں کے مطابق اس کے معرض وجود میں آتے ہی مغرب کی جاسوسی تنظیموں خصوصاً برطانیہ اور بغداد کی وابستہ حکومت کے ذریعے اس کی سنجیدہ طور پہ مادّی اور فوجی حمایت عمل میں آئی۔ کوملہ پارٹی قوم پرستانہ نعروں کے ذریعے ایرانی کردوں کو علیحدگی کی حوصلہ افزائی کی کوشش کر رہی تھی اور اپنا اقدار ایک سوشلسٹ کردستان بنایا کرتی تھی۔ کوملہ پارٹی کی شہرت زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ لوگوں اور انقلاب کے مدافعین کا بہیمانہ طور پر قتلِ عام کرتی اور وحشیانہ طور پہ شکنجے دیا کرتی تھی۔ اس کے ذریعے اعضائے جسمانی کے کاٹنے، سر کی کھال کے اتارنے اور بہت سے مواقع پر کوملہ کے دہشت گردوں کے ذریعے مدافعینِ انقلاب کو جلانے کے اقدام کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

(۱۲۳) مدرّس :۔

مدرّس، ایران کی تاریخ کے ایک حریت پسند سورما، استقلال دوست عالم دین اور استبداد کے خلاف لڑنے والے مجاہد تھے۔ وہ ۱۲۸۷ ہجری قمری میں اردستان کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیمات اصفہان میں اور اعلیٰ تعلیمات نجفِ اشرف میں حاصل کیں۔ ان کی سادہ اور عام فہم زبان، مہربانی کی عادت اور سادہ زندگی، ان کو عوام کا قائد اور ہادی بنا دیتی ہے۔ مدرّس مجلس شورائے ملّی کے قانون سازی کے دوسرے دور میں ۱۳۲۸ ہجری شمسی میں نجف اور ایران کے علمائے دین اور مذہبی پیشواؤں کی جانب سے

مجلس کے قوانین پر نگرانی کرانے والے پانچ مجتہدوں میں سے ایک کی حیثیت سے انتخاب ہوتے ہیں اور مجلس کے دوسرے دور کے خاتمے کے بعد تہرانی عوام کی جانب سے ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت سے انتخاب ہوتے ہیں۔ وابستہ حکومتوں اور قوم دشمن اور غدّارانہ اقدامات کی مخالفت اور برطانیہ سے حکومتِ ایران کے ۱۹۱۹ء کے غدّارانہ معاہدے کی مخالفت جو اس کو مجلس میں پاس ہونے سے روک دیتی ہے اس بات کا سبب بنتی ہے کہ انگریزوں کے حکم پر مدرّس اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جاتا ہے اور رسالہ دار رضا خان کے ذریعے ان کو ایذائیں پہنچائی جاتی ہیں۔ عوام کا دباؤ اور ان کے بڑھتے ہوئے مظاہرات ان کو تین ماہ جیل میں رہنے کے بعد آزاد کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ مجلس میں مدرّس کا افشائے راز کرنا، رضا خان کے جمہوریت کے منصوبے کو برملا کر دیتا ہے اور رضا خان کی حکومت اور اس کے منصوبوں سے جو انگریزوں کے حکم پر تیار ہوئے تھے، ان کی مخالفت ان کو استعمار اور استبداد کی سخت ترین اور پائیدار ترین مخالف شخصیّت کی حیثیت سے پیش کرتی ہے۔ اجنبی اور اجنبی پرست جو مدرّس کے اثر و رسوخ سے سخت وحشت زدہ ہو گئے تھے اور ان کے قتل کی سازشیں یکے بعد از دیگرے ناکام ہو گئی تھیں، لہٰذا وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ حرّیت پسندی اور اسلام پرستی کی اس بلند آواز کو خاموش کریں اور ان کی گرفتاری اور جلاوطنی کی تیاریاں کرتے ہیں اور ۱۳۱۶ ہجری قمری کے ماہ رمضان المبارک کے ایک دن اس عظیم عالم کو مسموم کر کے ان کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔

(۱۲۴) ۱۴ اسفند کا سانحہ :۔

۱۴ اسفند ۱۳۵۹ ہجری شمسی (۵ مارچ ۱۹۸۱ء) اسلامی انقلاب کے خونیں ایّام

میں سے ایک ہے۔ اس روز حق اور باطل کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور حق کے پیروکاروں نے کچھ شہیدوں کا نذرانہ پیش کر کے اسلامی انقلاب کے گھس پیٹھ کرنے والے پہلے صدر جمہوریہ بنی صدر کی زیر قیادت باطل محاذ کو تباہ کر دیا۔ اس جنگ میں محاذ حق حزب اللہ تھی۔ حزب اللہ فقاہتی اسلام، ولایتِ فقیہ کے اصول، علماء کی قیادت، مذہبی و اعتقادی معیاروں، ایثار، شہادت، مشرق و مغرب سے بیزاری کی منعقد ایک تحریک تھی اور باطل محاذ آزاد خیالوں، بائیں بازو اور بائیں بازو کی جانب رجحان رکھنے والے گروہوں مثلاً "مجاہدینِ خلق، فدائیانِ خلق چھاپہ ماروں کے اقلیتی اور اکثریتی گروہوں اور پیکاری" نام کے جنگجوؤں، سابق حکومت سے وابستہ گروہوں مثلاً سلطنت پسندوں، خفیہ پلیس کے اراکین، فری میسن کے اراکین اور فوج اور سرکاری دفاتر سے نکالے جانے والے افراد پر مشتمل تھا ...

اس روز تہران یونیورسٹی میں ڈاکٹر مصدق کے یوم وفات کے سلسلے میں بنی صدر تقریر کر رہے تھے، تقریر کے خاتمے پر حزب اللہ اور مجاہدینِ خلق گروہ کے نیم فوجیوں کے درمیان جو اس وقت باضابطہ طور پر آزاد خیالوں کے محاذ میں شامل ہو گیا تھا سخت جھڑپیں ہوئیں۔

(۱۲۵) نفسِ امّارہ :۔

نفسِ امّارہ سے مراد انسان کا وہ حیوانی پہلو ہے جس کو غرائز اور خواہشات بھی کہتے ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "نفسِ امّارہ سے بڑا دشمن کوئی نہیں"۔ ہر شخص کی دنیوی و اخروی سعادت کا تعلق اس دشمن پر اس کے غلبے سے ہے یعنی روح کے معنوی پہلو اور اس کے حیوانی پہلو کے درمیان دائمی مقابلے میں اگر کوئی شخص حیوانی پہلو یعنی نفسِ امّارہ کو قابو میں کر لے اور اس میں توازن پیدا کر لے تو وہ جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے۔

(۱۲۶) مارکس اور اس جیسے :-

امام قدس سرہٗ کا "مارکس اور اس جیسے" سے مقصد ، مارکس ، انگلز ، لینن اور اسٹالن وغیرہ ہیں۔ کارل مارکس نے (۱۸۱۸ء-۱۸۸۳ء) ۲۴ سال کی عمر سے جب اس نے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ، سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا اور ۳۱ سال کی عمر تک جب اس کو پیرس سے جلا وطن کیا گیا اور وہ لندن چلا گیا ہمیشہ جدوجہد اور کشمکش میں مشغول رہا۔ وہ کبھی تو جرمنی میں تھا ، کبھی فرانس میں اور کبھی بروکسل میں ، اسی دوران بروکسل میں کمیونسٹوں کی یونین کی جانب سے کمیونسٹ پارٹی کی تدوین کا کام اس کے ذمے کیا گیا اور اس نے "مینی فسٹ" نامی کتاب لکھی جو لینن کے بقول تاریخی مادیات اور جدلی مادیات کا مظہر ہے۔

مارکس ۱۸۵۱ء سے عمر کے آخری حصے تک لندن میں رہا اور سیاسی وسماجی جدوجہد کے ساتھ اپنے وقت کے زیادہ حصے کو اپنی مشہور کتاب "کیپٹیل" لکھنے میں صرف کرتا تھا جو مارکس کے مکتب کے اقتصادی نظریات کی بنیاد ہے۔

(۱۲۷) رباخواری :-

لغت میں "ربا" زیادہ ہونے اور بڑھنے کے معنی میں ہے اور اقتصادی نظام میں پیسے کی اقتصادی قیمت کو بڑھانے کے معنی میں اور عملی طور پر وہ نفع اور سود ہے جو قرض دینے والا اپنی مطلوبہ رقم کی بابت وصول کرتا ہے۔

اسلام کی مقدس شریعت میں رباخواری حرام اور گناہ کبیرہ سمجھی جاتی ہے اور عملی طور پر خدا اور اس کے رسولؐ سے اعلانِ جنگ ہے۔ آج کی دنیا میں بینکنگ نظام اپنی رائج شکل میں ربا یا سود سے سخت وابستہ ہے۔

(۱۲۸) سہم (امامؑ) :۔

فروع دین میں سے ایک یا خمس کے عبادات یا بیس فیصد کا قانون ہے۔ شیعہ فقہ میں سات چیزوں پر خمس ہے۔ خمس کے چھ حصے ہیں کہ جن میں تین حصے سہم امام (امام کا حصہ) اور بقیہ تین حصہ سادات کا ہے۔ ان تین حصوں میں سے جو کہ سہم امام ہے۔ ایک حصہ خداوند عالم کا اور ایک حصہ پیغمبر اکرمؐ کا اور آخری حصہ امام معصومؑ سے متعلق ہے کہ جن کے تینوں حصوں کو "سہم امامؑ" کہا جاتا ہے اور امام معصومؑ کی غیبت کے زمانے میں خمس کا یہ حصّہ جامع الشرائط مجتہد لیتا ہے اور درحقیقت خمس کا یہ حصہ اسلام کی اعلیٰ ثقافت کی اشاعت و ترویج کے لئے مجتہدین کی مالی اعانت اور اس حصے میں سے اس کام کے لئے رقومات کو مخصوص کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

(۱۲۹) اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

یہ آیت سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۶ کا حصّہ ہے جس میں صابرین کے بارے میں گفتگو ہے۔ اس آیت کا مطلب ہے :۔

" وہ لوگ، جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو لوٹ کر جانا ہے۔"

اس عبارت کے بیان سے امام قدس سرہٗ کا مقصد ان لوگوں کی مذمّت کرنا ہے جو مختلف محرکات کے تحت اسلامی جمہوریہ ایران اور اس کے اداروں کی مخالفت کرتے ہیں :

امام فرماتے ہیں :۔

" اگر آپ کا نظریہ ..... یہ ہے کہ حضرت مہدی (عج) کے ظہور کے لئے

کفر و ظلم کے جامۂ عمل پہننے کے لئے کوشش کرنی چاہئے تاکہ دنیا میں ظلم پھیل جائے اور ان کے ظہور کی تمہید فراہم ہو تو ..... ایسا عقیدہ مصیبتِ عظیم ہے اور اس پر اِنَّا لِلّٰہ کی تلاوت کرنی چاہئے۔"

(۱۳۰) یَا لَیْتَنَا کُنَّا مَعَکُمْ فَنَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا

یہ جملہ شہدائے کربلا کے لئے پڑھی جانے والی دعا کا ایک حصہ ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے :-

"اے کاش ہم تمہارے ساتھ ہوتے اور ہم کو عظیم کامیابی حاصل ہوتی"

(۱۳۱) احمد :-

احمد سے امام کا مقصد امام خمینی قدس سرّہ کی یادگار واحد بیٹے الحاج سیّد احمد خمینی ہیں جو اس وقت حضرت امام قدس سرّہ کے روضۂ مقدّس کے متولی ہیں اور ادارۂ ترتیب و اشاعت آثار حضرت امام خمینی قدس سرّہ کی ہدایت و رہنمائی کر کے اس جاودانی اور لافانی قائد کے آثار و افکار کی اشاعت میں مشغول ہیں۔

فہرست

تعلیقات

وصیت نامے میں درج اصطلاحات و مفاہیم کی شرح

فہرست افراد

ا۔ افراد اور گروہوں کے نام:

(ب) عمارتوں اور جگہوں کے نام؛

(ج) کتابوں اور مکتوبات کے نام:

(د) اداروں کے نام:

وصیتِ امام میں مخاطبینِ امام کی فہرست

حضرت امام خمینی قدس سرہ الشریف نے اپنی سیاسی، الٰہی وصیّت میں ایک اسلامی معاشرے کے سبھی طبقات کو مخاطب قرار دیتے ہوئے ان کی فردی و سماجی ذمہ داریوں اور فرائض کو اس وصیّت نامے کے مختلف حصوں میں مشخّص و مدّون فرمایا ہے وصیت نامے کے ایک تحقیقی جائزے سے مخاطبینِ امام کی تعداد، گروہوں اور طبقات کی تعداد دو سو سے زیادہ بڑھ جاتی ہے لیکن اس حصّے میں تحقیقی کام کے طور پر ایک مجموعی فہرست پیش کر رہے ہیں جس کا عنوان ہے:

"وصیّت امام میں مخاطبین امام کی فہرست"

اس فہرست میں ۱۳۲ کاموں، سماجی و اقتصادی گروہوں، گوناگوں عقائد و افکار کے حامل افراد، معاشرے کے مختلف اداروں کے ذمہ داروں وغیرہ کا ذکر موجود ہے جسے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس فہرست کی بنیاد پر افراد یا مختلف سیاسی، سماجی، ثقافتی، اقتصادی، فکری و فوجی گروہ اس فہرست میں دیئے گئے حوالوں کے ذریعے وصیتِ امام میں مختلف جگہوں پر موجود خود سے متعلق ہدایات کو تلاش کر کے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

وصیت امام میں مخاطبین امام کی فہرست

۱۔ اسلامی جمہوریہ کی مخالف پارٹیاں ۔۔۔ ۵۷-۶۷-۶۲-۶۳

۲۔ اسلام شناس ۔۔۔ ۳-۱۷-۲۱-۲۵-۲۶-۳۰-۴۸-۵۳-۷۹

۳۔ اسلامی جمہوریہ مخالف ۔۔۔ ۲۷-۲۸-۳۸-۶۳-۶۷-۶۴-۶۸-۶۶-۶۹-۷۴

۴۔ اسلامی ملکوں کے مقررین ۔۔۔ ۵۱-۷۷

۵۔ اہلکاران (عہدیدار) ۔۔۔ ۳۷-۳۹-۴۵-۴۹-۶۲-۳۱

۶۔ اسلامی حکومتیں ۔۔۔ ۱۲-۱۳-۱۹-۲۰-۳۱-۵۱-۷۷

۷۔ اسلامی جمہوریہ کے سفراء ۔۔۔ ۵۰-۵۳

۸۔ انتخابات میں شرکت کرنے والے ۔۔۔ ۴۱-۴۳-۴۴

۹۔ اعلیٰ دفاعی کونسل ۔۔۔ ۵۵-۵۷-۵۹-۶۱-۷۳

۱۰۔ اعلیٰ عدالتی کونسل ۔۔۔ ۴۹-۴۶-۴۳-۶۱-۷۳

۱۱۔ ارباب اقتدار ۔۔۔ ۲۷-۲۸-۶۹-۷۳

۱۲۔ اسلامی علماء ۔۔۔ ۳-۱۳-۱۷-۲۰-۲۱-۳۲-۳۴-۳۶-۳۸-۴۱-۴۳
۴۶-۴۷-۴۸-۶۷-۷۲-۷۳
۷۷-۷۹

فہرست اصطلاحات

حضرت امام خمینی قدس سرہ الشریف کے ذریعے قلمی و کلامی آثار کے ایک عظیم ذخیرے کے بطور یادگار چھوڑنے اور اس گرانقدر و انقلاب آفرین میراث سے معاصر انسان اور نسل آئندہ کی ضرورت کے پیش نظر ادارہ ہذا کا شعبہ ترجمہ ان آثار کے دنیا کی زندہ زبانوں میں ترجمے کے علاوہ ان متون میں استعمال ہونے والی اصطلاحوں اور ان کے قریبی ترین اور دقیق ترین معنی کو یکجا کر کے فہرست کی صورت میں پیش کرنے میں کوشاں ہے۔

توقع ہے کہ یہ فہرستیں جو کہ بعد میں مختلف زبانوں میں امام خمینیؒ کے ذریعے استعمال کی جانے والی اصطلاحوں کے متبادل الفاظ و اصطلاح پر مشتمل لغت کی شکل میں سامنے آئیں گی اور ایران نیز دنیا کے مفکّرین و مترجمین کے معاشرے کو پیش کی جا سکیں گی تاکہ شیعہ ثقافت و معارف الٰہی کے متون کے ترجمے میں عام طور پر اور خاص طور پر آثارِ امام خمینی کے ترجمے میں پیش آنے والی مشکلات کو رفع کیا جا سکے۔

اس سلسلے میں ان امام بزرگوار کے ہر آثار کو ترجمے کے اختتام پر متن میں موجود اصطلاحوں کا ترجمہ یا اس کی جگہ اس زبان میں پائی جانے والی

اصطلاح مترجمین، مصحح حضرات، زبان شناسوں اور زبان دانوں کے مطالعے اور اظہارِ خیال کے لئے پیش کیا گیا ہے۔
اس امر میں ایران اور دنیا کے سبھی ماہرینِ فن سے ہمیں توقع ہے کہ اس گرانقدر ثقافتی کوشش میں ادارے کی مدد کریں گے۔

حضرت امام خمینی کے وصیت نامے کی اصطلاحات کی فہرست

۱۵	اہل بیتؑ	۳	۱۵	اہلبیت
۱۶	اہل سنت	۵	۱۶	اہلسنت
۱۷	آنکھ اور کان بند کر کے (ہمہ تن گوش)		۱۷	چشم و گوش بستہ
۱۸	ائمہ اثناعشر کے شیعہ (شیعہ اثناعشری)	۱۴	۱۸	شیعیان ائمہ اثنا عشر
۱۹	آنکھوں کے نور (نور چشم)	۳۱	۱۹	نور چشم
۲۰	اتحاد	۲۰ ۵	۲۰	وحدت
۲۱	بھروسہ	۳۷	۲۱	اتکال - اتکاء
۲۲	برادرِ ایمانی	۱۶	۲۲	برادر ایمانی
۲۳	بزرگان	۴۸	۲۳	مشایخ (شیخ)
۲۴	بناوٹی (دکھاوے کی)	۱۷	۲۴	فرمایشی
۲۵	بھول چوک (کوتاہی)	۸۲	۲۵	بھول چوک
۲۶	پھیری لگانے والا	۱۱	۲۶	دورہ گرد
۲۷	تباہ کن	۴۹ ۲۰	۲۷	خانہ برانداز
۲۸	تقدس مآبی (ظاہری تقدس)	۴۷	۲۸	مقدس مآبی
۲۹	تاجر	۳۲	۲۹	بازاری
۳۰	تعزیرات	۲۲	۳۰	تعزیرات
۳۱	تہذیبِ نفس	۲۱	۳۱	تہذیب نفس

۳۲۔ ثقل	۴	۳۲۔ ثقل
۳۳۔ ثقلِ اکبر	۴	۳۳۔ ثقل اکبر
۳۴۔ ثقلِ کبیر	۴	۳۴۔ ثقل کبیر
۳۵۔ ثواب	۴۷	۳۵۔ ثواب
۳۶۔ جہاد	۳۰	۳۶۔ جہاد
۳۷۔ جہاد اکبر	۴۹	۳۷۔ جہاد اکبر
۳۸۔ جھگیوں اور جھونپڑیوں میں رہنے والے۔۸۷		۳۸۔ چھپر نشین
۳۹۔ جھونپڑی میں رہنے والا۔۸۷		۳۹۔ زاغہ نشین
۴۰۔ حد	۲۲	۴۰۔ حد
۴۱۔ حدیث	۵	۴۱۔ حدیث
۴۲۔ حرام	۴۹	۴۲۔ حرام
۴۳۔ حزب اللہ	۶۲	۴۳۔ حزب اللہ
۴۴۔ حلقہ بگوش	۴۰	۴۴۔ حلقہ بگوش
۴۵۔ حلقہ فقہ (درس فقہ و اصول)	۴۸	۴۵۔ حوزۂ فقہ
۴۶۔ حوزہ علمیّہ	۴۶	۴۶۔ حوزۂ علمیہ
۴۷۔ حوض	۳	۴۷۔ حوض
۴۸۔ خاتم النبیّین	۱۹	۴۸۔ خاتم النبیّین

۴۹ ـ خاکی	۸۰	۴۹ ـ خاکی (خاکیان)
۵۰ ـ خدائے قہّار	۴۵	۵۰ ـ خدای قہار
۵۱ ـ خداوند منان	۱۸	۵۱ ـ خداوند منان
۵۲ ـ خنّاس	۱۳	۵۲ ـ خنّاس
۵۳ ـ خلفائے اوّل	۲۳	۵۳ ـ خلفاء اوّل
۵۴ ـ خونخوار	۲۴	۵۴ ـ خونخوار
۵۵ ـ خوشحال و مرفہ	۴۴ ۷۸	۵۵ ـ صدر نشینان
۵۶ ـ خلاف ورزی کرنے والا	۲۸	۵۶ ـ کارشکن
۵۷ ـ دعائیں	۹	۵۷ ـ ادعیہ
۵۸ ـ درجۂ شہود	۷۹	۵۸ ـ مراتب شہود
۵۹ ـ دھوکہ کھائے ہوئے	۶۳	۵۹ ـ بازی خوردگان
۶۰ ـ درجات دنیاوی	۲۱	۶۰ ـ مقامات دنیائی
۶۱ ـ درجات عرفانی	۴	۶۱ ـ مقامات عرفانی
۶۲ ـ درجات غیبی	۴	۶۲ ـ مراتب غیبی
۶۳ ـ درجات معنوی	۴	۶۳ ـ مقامات معنوی
۶۴ ـ دولت	۴	۶۴ ـ مِلک
۶۵ ـ رجعت پسندانہ	۲۲	۶۵ ـ ارتجاعی

٦٦ـ	رسول	٣	٦٦ـ	رسول
٦٧ـ	راستہ	١٢	٦٧ـ	صراط
٦٨ـ	زمین خوار	٤٠	٦٨ـ	زمین خوار
٦٩ـ	سود خوری	٧٦	٦٩ـ	رباخواری
٧٠ـ	سنتِ الٰہی	٦	٧٠ـ	سنتِ الٰہی
٧١ـ	سید الشہداءؑ	٢٨	٧١ـ	سید الشہداء
٧٢ـ	سہم (حصہ)	٧٦	٧٢ـ	سہم
٧٣ـ	سیر و سلوک (روش و طریقہ)	٤٩	٧٣ـ	سیر و سلوک
٧٤ـ	شاہی ظلم	١٢	٧٤ـ	ستمشاہی
٧٥ـ	شجرۂ خبیثہ	٤	٧٥ـ	شجرہ خبیثہ
٧٦ـ	شیعہ (ائمہ اثنا عشر کے)	١٤ (شہادت ٨٠)	٧٦ـ	شیعیان ائمہ اثنی عشر
٧٧ـ	صاحب الزمانؑ	٨	٧٧ـ	صاحب الزمان
٧٨ـ	صحاح ستّہ	٥	٧٨ـ	صحاح ستہ
٧٩ـ	طاغوت	٤	٧٩ـ	طاغوت
٨٠ـ	طاغوت پرستی	٥٠ ٢٤	٨٠ـ	طاغوت پرستی
٨١ـ	طاغوت کے مارے	٢٦	٨١ـ	طاغوت گرائی
٨٢ـ	طلبہ (طالب علم)	١٦	٨٢ـ	طلبہ

نمبر	اردو	عدد	نمبر	فارسی
۱۰۰ ـ	قاضی شرع	۲۷	۱۰۰ ـ	قاضی شرع
۱۰۱ ـ	قبلہ گاہ عالم	۳۴	۱۰۱ ـ	قبلہ گاہ عالم
۱۰۲ ـ	قصاص	۲۲	۱۰۲ ـ	قصاص
۱۰۳ ـ	قلمکار	۱۷	۱۰۳ ـ	قلمکار
۱۰۴ ـ	قوت لایموت	۷۸	۱۰۴ ـ	قوت لایموت
۱۰۵ ـ	کھوکھلا	۳۱	۱۰۵ ـ	تہی مغز
۱۰۶ ـ	کافر	۱۲	۱۰۶ ـ	کافر
۱۰۷ ـ	کثرت (زیادتی)	۵	۱۰۷ ـ	کثرت
۱۰۸ ـ	کمزور	۱۱	۱۰۸ ـ	کمزور
۱۰۹ ـ	گناہِ کبیرہ	۴۳	۱۰۹ ـ	گناہ کبیرہ
۱۱۰ ـ	لاہوت	۴	۱۱۰ ـ	لاہوت
۱۱۱ ـ	لقاء اللہ	۵۷	۱۱۱ ـ	لقاء اللہ
۱۱۲ ـ	مُلّا	۴۷ ـ ۷۴	۱۱۲ ـ	مُلّا
۱۱۳ ـ	اقتباسی	۴۲	۱۱۳ ـ	التقاطی
۱۱۴ ـ	مگرمچھ کے آنسو	۷۶	۱۱۴ ـ	اشک تمساح
۱۱۵ ـ	مقدّس مقامات	۳۶	۱۱۵ ـ	اماکن متبرکہ
۱۱۶ ـ	مقرّرین	۱۷	۱۱۶ ـ	زبان مرد

نمبر	لفظ	صفحہ	نمبر	لفظ
۱۱۷ـ	مشرق پرست	۱۷	۱۱۷ـ	شرق زدہ
۱۱۸ـ	مغرب پرست	۱۷	۱۱۸ـ	غرب زدہ
۱۱۹ـ	مجاہد	۳۱	۱۱۹ـ	مجاہد
۱۲۰ـ	مراجع	۴۱	۱۲۰ـ	مراجع
۱۳۰ـ	مستضعف	۱۱	۱۲۱ـ	مستضعف
۱۲۲ـ	مستکبر	۲۵	۱۲۲ـ	مستکبر
۱۲۳ـ	مسکرات (نشہ آور)	۱۷	۱۲۳ـ	مسکرات
۱۲۴ـ	مشروطیت (آئینی)	۴۰-۴۱	۱۲۴ـ	مشروطیت (مشروطہ)
۱۲۵ـ	مفسد فی الارض	۶۱	۱۲۵ـ	مفسد فی الارض
۱۲۶ـ	مفسّر قرآن	۶	۱۲۶ـ	مفسّر قرآن
۱۲۷ـ	مکتبِ امامت	۱۳	۱۲۷ـ	مکتبِ امامت
۱۲۸ـ	مکتبِ رسالت	۱۳	۱۲۸ـ	مکتب رسالت
۱۲۹ـ	ملکوت اعلیٰ	۴	۱۲۹ـ	ملکوت اعلیٰ
۱۳۰ـ	ملکوتیوں	۸۰	۱۳۰ـ	ملکوتیان
۱۳۱ـ	ملحد	۱۲	۱۳۱ـ	ملحد
۱۳۲ـ	مناجات	۹	۱۳۲ـ	مناجات
۱۳۳ـ	منکرات	۲۲	۱۳۳ـ	منکرات

فہرست منابع و مأخذ تعلیقات

	نام کتاب	مؤلف	مترجم	مرکز اشاعت	سال	جلد
۱	آشنائی با علوم اسلامی	استاد شهید مرتضی مطهری		انتشارات صدرا	۱۹۷۹ عیسوی	
۲	استراتیجی صهیونزم در منطقهٔ عربی و کشورهای همجوار آن	موسسة الارض	مطالعات فلسطین	بین المللی اسلامی	۱۹۸۵ عیسوی	
۳	اسرائیل فاشزم جدید	محمد حسن وزیری کرمانی		موسسهٔ ترجمه و اشاعت کتاب	۱۹۸۱ عیسوی	
۴	اصول فلسفه و روش رئالیسم	علامه محمد حسین طباطبائی		انتشارات صدرا	۱۹۷۹ عیسوی	
۵	اصول کافی	محمد یعقوب کلینی	سید جواد مصطفوی	مرکز انتشارات علمیه اسلامی		۳
۶	امدادهای غیبی در زندگی بشر	استاد شهید مرتضی مطهری		انتشارات صدرا	۱۹۷۳ عیسوی	
۷	بیست گفتار	استاد شهید مرتضی مطهری		انتشارات صدرا	۱۹۷۹ عیسوی	
۸	پرواز در ملکوت	سید احمد فهری		نهضت زنان مسلمان	۱۹۸۱ عیسوی	

۹	پژوہشی در تاریخ قرآن کریم	ڈاکٹر سید محمد باقر حجتی		دفتر نشر فرہنگ اسلامی	۱۹۸۲ عیسوی	
۱۰	تاریخ تحلیلی اسلام تا پایان امویان	ڈاکٹر جعفر شہیدی		شرکت افست	۱۹۸۵ عیسوی	
۱۱	تاریخ فلسفہ در جہان اسلام	حنا الفاخوری خلیل الجر	عبدالمحمد آیتی	موسسۂ انتشارات فرانکلین	۱۹۶۵ عیسوی	۱ و ۲
۱۲	تحریر الوسیلہ	حضرت امام خمینی		موسسہ نشر اسلامی	۱۹۸۵ عیسوی	
۱۳	ترجمہ و شرح صحیفۂ سجادیہ	سید علی نقی فیض الاسلام		دفتر انتشارات اسلامی	۱۹۸۸ عیسوی	
۱۴	ترجمہ و شرح نہج البلاغہ	سید علینقی فیض الاسلام		سرای امید	۱۹۸۸ عیسوی	
۱۵	تفسیر المیزان	علامہ سید محمد حسین طباطبائی		دفتر انتشارات اسلامی	۱۹۸۵ عیسوی	۱و۲و۳ ۶و۸ ۳۶
۱۶	تفسیر سورۂ حمد	حضرت امام خمینی		پیام آزادی		
۱۷	تفسیر نہج البلاغہ	استاد محمد تقی جعفری		دفتر نشر فرہنگ اسلامی	۱۹۸۲ عیسوی	۲

۱۸	جامعہ و تاریخ	استاد شہید مرتضیٰ مطہری	انتشارات صدرا	۱۹۸۴ عیسوی	
۱۹	جہاد نفس	استاد شہید مرتضیٰ مطہری	انجمن اسلامی معلّمان قم	۱۹۸۶ عیسوی	۱
۲۰	حقوق اساسی در جمہوری اسلامی	ڈاکٹر سید جلال الدّین مدنی	سروش	۱۹۸۴ عیسوی	۲
۲۱	ختم نبوت	استاد شہید مرتضیٰ مطہری	انتشارات وحی	۱۹۷۳ عیسوی	
۲۲	درسہائی از تاریخ سیاسی ایران	شہید ڈاکٹر حسن آیت	حزب جمہوری اسلامی	۱۹۸۵ عیسوی	
۲۳	دعا و یاد	آیت اللہ شہید سید عبدالحسین دستغیب	کانون تربیت شیراز	۱۹۸۵ عیسوی	
۲۴	سرّ الصلوٰۃ	حضرت امام خمینی	مؤسسہ فرہنگئ امام خمینی	۱۹۸۹ عیسوی	
۲۵	سید حسن مدرّس	مسعود نوری	بنگاه انتشارات پرستو	۱۹۸۱ عیسوی	
۲۶	سیری در صحیحین	محمد صادق نجمی	شرکت افست	۱۹۸۱ عیسوی	

۲۷	شناخت اسلام	شہید ڈاکٹر سید محمد حسین شہید ڈاکٹر محمد جواد حسینی بہشتی و علی گلزادہ غفوری باہنر و		دفتر نشر فرہنگ اسلامی	۱۹۸۱ عیسوی
۲۸	شیعہ در اسلام	علامہ سید محمد حسین طباطبائی		مرکز انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی قم	۱۹۸۲ عیسوی
۲۹	فرقۂ وہابی	سید محمد حسن قزوینی	علی دوانی	وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی	۱۹۸۶ عیسوی
۳۰	فرہنگ سیّاح	احمد سیّاح		وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی	۱۹۸۴ عیسوی
۳۱	فرہنگ صبا	محمد بہشتی		انتشارات صبا	۱۹۸۶ عیسوی
۳۲	فرہنگ علوم سیاسی	ڈاکٹر محمد جاسبی ڈاکٹر بہرام جاسبی		گوتمبرگ	۱۹۷۹ عیسوی
۳۳	فرہنگ علوم عقلی	ڈاکٹر سید جعفر سجّادی		انجمن اسلامی حکمت وفلسفہ	۱۹۸۱ عیسوی
۳۴	فرہنگ فارسی معین	ڈاکٹر محمد معین		انتشارات امیر کبیر	۱۹۸۴ عیسوی
۳۵	فرہنگ معارف اسلامی	ڈاکٹر سید جعفر سجادی		شرکت مؤلفان و مترجمان ایران	۱۹۷۹ عیسوی

۳۶	فقہ سنتی و نظام سازی	دفتر مجامع مقدماتی فرہنگستان علوم اسلامی		۱۹۹۰ عیسوی
۳۷	قاموس قرآن	سید علی اکبر قرشی	دار الکتب اسلامیہ	۱۹۷۱ عیسوی
۳۸	قانون اساسی جمہوری اسلامی ایران	ڈاکٹر خلیل خلیلیان	دفتر نشر فرہنگ اسلامی	۱۹۷۹ عیسوی
۳۹	قصص قرآن و تاریخ پیامبران	سید محمد صحفی	کتابفروشی علمی قم	۱۹۶۸ عیسوی
۴۰	گناہان کبیرہ	آیت اللہ شہید سید عبد الحسین دستغیب	انتشارات صبا	۱۹۸۱ عیسوی
۴۱	متمم قانون اساسی		انتشارات سمیّہ	۱۹۹۱ عیسوی
۴۲	مجموعہ قوانین اولین دورۂ مجلس شورای اسلامی		چاپخانہ مجلس شورای اسلامی	۱۹۸۳ عیسوی
۴۳	مصباح المنیر	آیت اللہ مشکینی	دفتر نشر الہادی قم	۱۹۸۴ عیسوی
۴۴	مصباح الہدایہ	حضرت امام خمینی	پیام آزادی	۱۹۸۰ عیسوی

نمبر	کتاب	مصنف	مترجم	ناشر	سال
۴۵	منتہی الآمال	شیخ عباس قمی		انتشارات ایران	
۴۶	نہج البلاغہ	شیخ محمد حسین آل یاسین	محمود عابدی		
۴۷	وحی نبوت	استاد شہید مرتضی مطہری		انتشارات حکمت	۱۹۷۹ عیسوی
۴۸	ولاء ہا و ولایت ہا	استاد شہید مرتضی مطہری		انتشارات وحی	۱۹۷۵ عیسوی
۴۹	وہابیت و ایادہ استعمار	ط ہمفر	سید احمد علم الہدیٰ	یاسر	۱۹۸۰ عیسوی
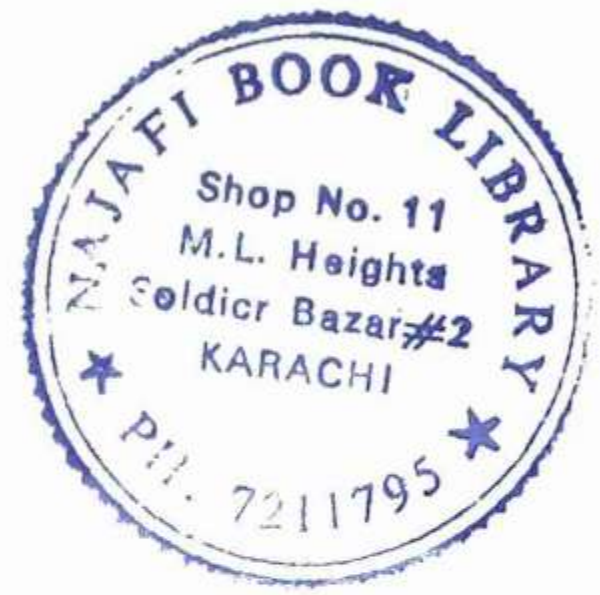
اظہارِ تشکّر

ان تمام دانشور و ہنرمند بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ کہ جنہوں نے امام سے والہانہ لگاؤ اور ان کی راہ پر اعتقاد رکھتے ہوئے ادارہ ترتیب و اشاعت آثار امام خمینی قدس سرہٗ الشریف کے شعبۂ ترجمہ کی تحقیق، ترجمہ، تصیح و تطبیق، اصطلاحوں کی جمع آوری و شرح نگاری، فہرست کی تدوین، ڈیزائننگ، کتابت، مصوّری، ٹائپ، لیتھوگرافی، اشاعت و جلد بندی وغیرہ کے سلسلے میں اس کتاب میں مدد فرمائی۔

خداوند عالم کے حضور میں ان کی زحمتیں قبول ہوں۔

شعبہ ترجمہ
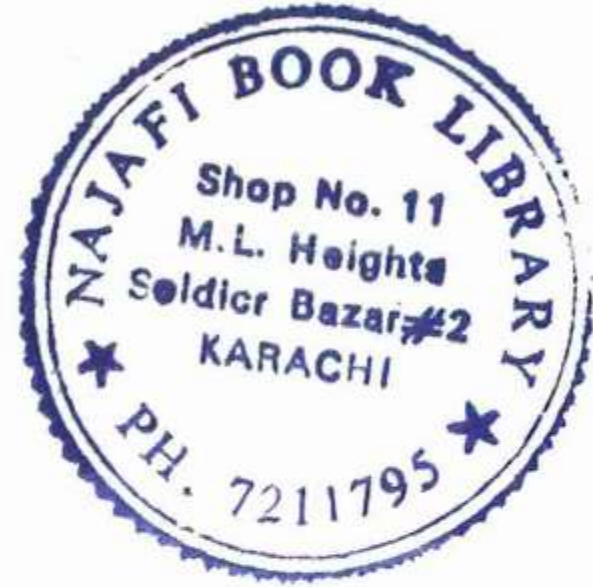
"..... دنیا کے سبھی مسلمانوں اور مستضعفین سے میری وصیّت یہ ہے کہ آپ لوگ بیٹھ کر اس بات کے منتظر نہ رہیں کہ آپ کے ملک کے حکّام اور اہلکار یا غیر ملکی طاقتیں آئیں اور آپ کے لئے آزادی و خودمختاری کا تحفہ لائیں۔"

(امام خمینی قدس سرہ کی وصیّت سے اقتباس)
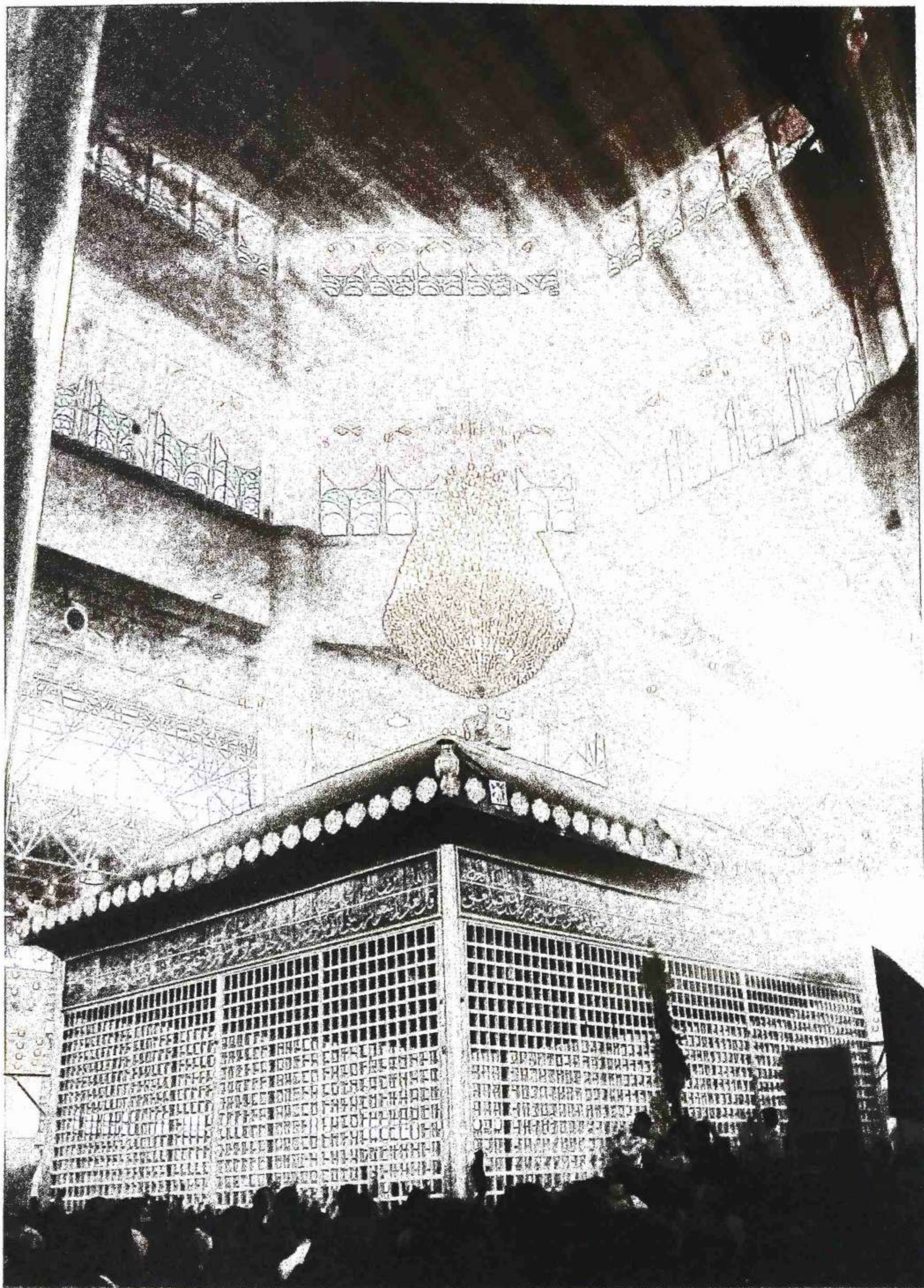
تم اے دنیا کے مستضعفو! اے اسلامی ملکو!
اور دنیا کے مسلمانو!

اٹھ کھڑے ہو اور اپنے زورِ بازو سے اپنا حق حاصل کرو اور بڑی طاقتوں کے تشہیراتی شور و غل اور ان کے حلقہ بگوشوں سے نہ ڈرو اور ان مجرم حکمرانوں کو جو کہ تمہاری زحمت سے حاصلہ آمدنی کو تمہارے اور عزیز اسلام کے دشمنوں کے حوالے کر رہے ہیں، اپنے ملک سے نکال باہر کرو اور خود نیز پابندِ عہد خدمت گزار لوگ اقتدار کو ہاتھ میں لے لیں اور سبھی لوگ اسلام کے پُرافتخار پرچم کے نیچے جمع ہو کر اسلام دشمنوں کے خلاف اور دنیا کے محروموں کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور آزاد و خود مختار جمہوریتوں والی ایک اسلامی حکومت کی طرف قدم بڑھائیں کہ جس کو پورا کر کے دنیا کے سبھی مستکبروں کو شکستِ فاش دے دیں گے اور سبھی مستضعفوں کو زمین کی امامت و وراثت سونپ دیں گے۔

اس دن کی امید کے ساتھ کہ جس کا خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے۔